نَارِیُنَہ

زارینہ

روسی شہنشاہیت کے زوال کی داستان

محمد رحیم دہلوی

Moh Raheem Dahlvi

مکتبۂ رضیہ کراچی ۳

(جملہ حقوق محفوظ)

طبع .... چہارم

تعداد طبع .... ایک ہزار

قیمت ... [redacted]

طابع .... مشہور آفسٹ پریس

ناشر

مکتبۂ رضیہ

جناح ہاؤس۔ ہرچند رائے روڈ۔ کراچی ۳

فون:- ۷۰۸۲۳ — ۷۰۸۷۰ — ۷۵۲۴۴

تیسرے ایڈیشن کی

تقریب

"زارینہ" اس جرمن نژاد روسی ملکہ کی سچی داستانِ حیات ہے جس نے قیصر جرمن کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن کر روسیوں پر لرزہ خیز مظالم کیے۔ اور فرضی صوفی راسپوٹین سے ساز باز کر کے زاریت کی بنیادوں کو ہلا ڈالا۔

ظلم کی ناؤ ڈوب گئی۔ سنگدل زارینہ اور اُس کے خاندان کو نہایت بیکسی اور بے بسی کی موت مرنا پڑا۔ اور شیطان سیرت راسپوٹین کو ہلاک کر کے اُس کی راکھ تک کو ہوا میں اُڑا دیا گیا۔

آج نئے روس کی شاندار تعمیر ہو رہی ہے۔ اور ہم سب ہمدردی اور دلچسپی سے اس کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ لیکن بہت کم لوگ ہیں جو روسی شہنشاہیت کے زوال کی داستان اور اس کے ظلم و ستم کے حالات سے واقف ہوں۔ زیرِ نظر کتاب "زارینہ" زاریت کے اختتام کے متعلق اُردو میں شاید سب سے پہلی اور سب سے آخری کتاب ہے۔

روسی انقلاب کی یہ داستان اس سے پہلے دو مرتبہ انقلاب روس کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ اور اب "زارینہ" کے نام سے تیسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس مقبولیت اور پسندیدگی کے لئے میں علم دوست حضرات کا شکر گذار ہوں۔

محمد رحیم دہلوی

دہلی ۷ ارمارچ ۱۹۴۴ء

چوتھے ایڈیشن کا
پیش لفظ

اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن ۱۹۴۴ء میں دہلی میں چھپا تھا۔ اور ۱۹۴۷ء سے پہلے ہی ختم ہو گیا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں برصغیر میں جو ہنگامے ہوئے۔ دہلی خاص طور پر اسکی زد میں آئی۔ مجھے بھی اپنی جنم بھومی سے نکلنا پڑا۔ اور بہت بے سروسامانی میں کراچی پہنچا۔

عرصہ تک حالات ایسے سازگار نہ ہو سکے کہ اس کتاب کا نیا ایڈیشن چھپایا جا سکتا۔ اسی دوران میں یہ حادثہ پیش آیا کہ دہلی میں عبید الحق صاحب فاروقی کا انتقال ہو گیا وہ اس کے دوسرے اور تیسرے ایڈیشن کے ناشر تھے۔ اور حق یہ ہے کہ میری کتابوں کی طباعت واشاعت میں انھوں نے جتنی دلچسپی لی اس کی مثال شاید کہیں مل سکے۔ خدا ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ میری کتابوں کو جو شہرت اور مقبولیت ہوئی اُن کے دم سے ہوئی۔

۱۹۴۷ء میں نادر نہ کمیاب تھی۔ بعد میں بالکل نایاب ہو گئی۔ میں ۱۹۴۷ء میں پہلی مرتبہ یورپ گیا۔ تو لندن میں انڈیا آفس میں اسکی جلد دیکھنے کو ملی ایسی خوشی ہوئی جیسے عرصہ بعد گمشدہ خزانہ مل گیا۔ اسوقت سے چوتھے ایڈیشن کی لگن اور بڑھی۔ پھر بھی اس کے چھپنے میں اتنا عرصہ لگ گیا۔ اور اب بھی اگر سید وصی اشرف صاحب مالک کتب خانہ علم و ادب دہلی اور کراچی دلچسپی لیتے تو شاید یہ ایڈیشن آپ کے ہاتھوں تک نہ پہنچتا۔ اس لئے میں اُن کا شکر گذار ہوں علم دوست حلقوں کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ ان کی دلچسپی کے بغیر کسی کتاب کے چوتھے ایڈیشن کے چھپنے کی نوبت نہیں آسکتی۔

محمد رحیم دہلوی
۲۶ دسمبر ۱۹۶۸ء

زارینہ

انقلاب کی تیاریاں

رُوس کے انقلاب کی ابتدا دراصل ۱۸۹۴ء سے ہی شروع ہو چکی تھی۔ جبکہ زار اور زارینہ کی ناپسندیدگی کے باوجود ان کو زبردستی ایک دوسرے کے گلے کاہار بنایا گیا۔ اور آپس میں سخت نفرت کے باوجود مجبوراً انھیں اپنی شادی کی منظوری دینی پڑی۔

انقلاب لانے کے لیے دونوں کو میاں بیوی بنا کر اپنا آلہ کار بنانے میں کون کون سی طاقتیں اثر و اقتدار کام میں لا رہی تھیں۔ میں ان پوشیدہ رازوں کو بے نقاب کروں گی۔ ان صحیح واقعات سے دنیا کو معلوم ہو جائیگا کہ واقعات کا تسلسل کس طرح قائم ہوتا چلا گیا اور روس کی شہنشاہیت کے صفحۂ ہستی سے مٹ جانے کے اندرونی راز کیا ہیں۔ اور یہ زبردست اور منظم سازش کتنے عرصہ پہلے تیار کی گئی تھی۔

پُراسرار لاش

انقلاب کے پوشیدہ رازوں کو آشکارا کرنے کے لئے میں سب سے پہلے ۱۱ جون ۱۸۹۰ء کے اخبار ٹائمز کی ایک رپورٹ درج کرتی ہوں۔ اس سے معلوم ہوگا کہ شاہی محلات کے خفیہ رازوں کو چھپانے اور عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے کیسی کیسی شاطرانہ چالیں چلی گئیں اور کس قدر غلط اور بے سروپا افسانے مشہور کئے گئے۔

اخباری رپورٹ

ونڈر میر کے ریون ہوٹل میں ایک نوجوان جس نے اپنا نام چارلس ڈینٹ بتایا تھا۔ مُردہ پایا گیا۔ اُس نے اپنے آپ کو انگریز ظاہر کیا ہے مگر وہ کوئی اجنبی شخص تھا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ لندن سے آیا اور کمرہ کرائے پر لیکر کہیں تفریح کے لئے چلا گیا۔ ایبل سائیڈ کے ڈاک خانہ سے کسی نے اُسے جرمنی زبان میں ایک تار بھیجا مگر جب وہ آدھی رات تک واپس نہیں آیا تو علی الصبح اس کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا اور جب اندر سے کوئی جواب نہیں ملا تو مجبوراً دروازہ توڑ کر دیکھا گیا کہ نوجوان کرسی پر بیٹھا ہے۔ لیکن سانس بالکل نہیں ہے۔ فرش پر زہر کی خالی شیشی اور ایک بند خط پڑا ہوا ملا۔ جو مرنے سے پہلے لکھا گیا تھا۔ اموات کے تفتیش کنندہ آفیسر نے اُسے خودکشی بتایا ہے۔ اور خط اِس لئے نہیں کھولا کہ اُس میں پبلک کے

مطلب کی کوئی بات نہیں ہے۔

یہ ہے وہ رپورٹ جس نے صحیح واقعات کو چھپایا اور عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کرکے جرمن کے شاہی خاندان کا راز پوشیدہ رکھا۔

مقتول کے گمنام ہمدرد

عوام کو شک تھا کہ اس خودکشی میں کوئی راز پوشیدہ ہے جسے حکام بے نقاب کرنا نہیں چاہتے ۔ اور اسی لئے وہ خودکشی کا سبب اور اور خط کا مضمون معلوم کرنے کے لئے بے چین تھے۔ لیکن یہ کسی کو معلوم نہ ہوا کہ عدالت کے خفیہ کمرے میں ایک شخص موجود تھا وہ لندن کے کسی سرکاری محکمہ کی طرف سے اس خط پر قبضہ کرنے آیا تھا جو لاش کے پاس ملا۔ اور کسی گمنام آدمی نے تجہیز و تکفین کرنے والوں کو لکھا کہ تجہیز و تکفین شاندار طریقہ پر کی جائے اور قبر پر صلیب کا نشان لگا دیا جائے۔

کچھ خود میرے بارے میں

اس سے پہلے کہ میں بہت سے پُراسرار واقعات بے نقاب کروں مناسب ہے کہ کچھ اپنا حال بتا دوں:۔

میرے والد کا نام کاؤنٹ کیمز کی تھا جو بیس۲۰ سال سے جرمنی کے شاہی خاندان میں ایک جلیل القدر عہدے پر مامور تھے۔ اسی لئے میں شہزادی ایلکس سے جو بعد میں رُوس کی ملکہ بنی بچپن ہی سے واقف تھی کہ وہ چھ۶ برس کی تھی کہ اسکی ماں مر گئی۔

اور جب دس برس کی ہوئی تو مجھے اس کی سہیلی بنایا گیا۔ اور ڈارمسٹیٹ کے محلات میں ہم دونوں کی تعلیم شروع ہوئی۔

زارینہ کا بچپن

الیکس کے والد گرانڈ ڈیوک اپنی لڑکی سے بے حد محبت کرتے تھے۔ روس میں اُن کے بہت سے عزیز و اقارب تھے۔ اسی لئے اُن کی خواہش تھی کہ الیکس رُوسی زبان پر عبور حاصل کر لے۔ پہلے میرے والد اس کام کے لئے مقرر ہوئے پھر کچھ ہی عرصہ بعد ایک روسی ماسٹر بلا کر رکھا مگر شہزادی کو رُوسی زبان سے کچھ ایسی نفرت تھی کہ اُس نے اُسے سیکھنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ یہ اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ جس پر اُسے اکثر افسوس کرنا پڑا۔ لیکن اُس وقت کسے معلوم تھا کہ وہ ایک دن رُوس کے سیاہ و سفید کی مالک ہوگی۔

ہماری تعلیم کے لئے کوشش ضرور کی گئی لیکن مجھے اعتراف ہے کہ تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہ ہوا۔ ہم اپنی من مانی کرنے اور ہر قسم کے کھیل اور تفریحوں کے لئے آزاد تھے۔ ہماری تعلیم کا بہت سا وقت اسی طرح ضائع ہوا۔

شاہی محلات قید خانے ہیں

لوگ سمجھتے ہیں کہ شاہی محلات میں رہنے والے ہمیشہ چین اور آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن یہ زبردست دھوکہ ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ راحت و آرام کی یہ زندگی قید سے کم نہیں۔ اور خوبصورت سر بفلک محلات جیلخانوں سے

زیادہ بدتر ہیں وہاں جعلسازی۔ مکاری اور دغابازی سے کام نکالے جاتے ہیں اور ہر لمحہ ایک دوسرے پر فوقیت حاصل کرنے اور ایک دوسرے کو ذلیل کرنے کی چالیں چلنے کے علاوہ کوئی کام نہیں ہوتا۔ یا کبھی کبھی دعوت کے ساتھ ساتھ ناچ ورنگ کی محفلیں بھی ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ زندگی اوّل سے آخر تک مقررہ طور پر بسر ہوتی ہے اور کوئی نئی بات پیدا ہی نہیں ہوتی۔ اس لیئے بارہا اس زندگی سے دِل اُکتا جاتا ہے۔

خُفیہ سَیر و تفریح

شہزادی کی عمر کے اٹھارہ سال گزرنے کے بعد ہماری طرزِ رہائش اور رغور و پرداخت میں پہلے جو برائے نام روک ٹوک تھی وہ بھی اُٹھ گئی اور ہماری نگراں جو سایہ کے مانند ہر وقت ہمارے ساتھ رہتی تھی موقوف کر دی گئی اور ہم بالکل آزاد ہو گئے۔

ہم نے بہت سے ملکوں کی سیاحت کی اور بغیر روک ٹوک نہایت آزادی کے ساتھ سیر و تفریح کے لئے وِآنا میں ایک فرانسیسی خادمہ بھی ملازم رکھ لی۔ جو ہمیں ان تمام مقامات کی سَیر بآسانی کرائے۔ جہاں ہم شاہی خاندان کے افراد ہونے کی وجہ سے نہ جا سکتی تھیں۔ اس کے بعد ہر جگہ بہ تبدیل لباس ہم نہایت آسانی سے اس کے ہمراہ سیر و تفریح سے لُطف اٹھانے لگیں۔

رومی ملکہ کے مہمان

آسٹریا سے واپسی کے بعد اِٹلی کی ملکہ نے ہمیں مدعو کیا۔ روم بے شک اور ملکوں

کی بہ نسبت زیادہ دلکش و دلفریب ہے۔ ملکۂ اٹلی بھی ہم پر خاص طور پر مہربان تھیں اس لئے روم کی سیاحت کے یہ دن نہایت دلچسپی سے کٹے اور ہم کافی عرصہ وہاں رہے۔

روم کا یادگار میلہ

ہم نے سُنا کہ کل عظیم الشان میلہ ہے۔ جس میں اہلِ روم بکثرت شریک ہوتے ہیں۔ دوسرے دن کھانے سے فارغ ہو کر ہم نے لباس تبدیل کئے۔

جنوری کا مہینہ تھا اور سردی شدت کی تھی اس لئے موٹے کپڑے پہنے، اور معمولی تاجر لڑکیوں کا بھیس بھر کر گئے۔ اور فرانسیسی خادمہ کو غیر حاضری کی جواب دہی کے لئے قیام گاہ پر چھوڑ دیا۔

میلہ میں بے حد ہجوم تھا اور اس قدر شور و غل کہ کان پھٹے جاتے تھے۔ کسی جگہ سرکس والے ڈھول پیٹ رہے تھے۔ کہیں مداری غُل مچا مچا کر عقل حیران کر دینے والے شعبدے دکھا رہے تھے۔ کہیں کہیں گانے ہو رہے تھے۔ اور بہت سی جگہ باجے بج رہے تھے۔ ہوٹلوں میں تِل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ بغرض سب عیش و نشاط اور سرور و انبساط میں غرق تھے۔ ہجوم کی زیادتی کے باعث راستہ چلنا دشوار تھا۔ کئی مرتبہ ہم خیموں اور ناچنے گانے والی رقاصاؤں کے پلیٹ فارمو سے ٹکرا ئے۔ اور ایک مرتبہ تو میں دو دیہاتیوں کے درمیان پستے پستے بچی اور گھبرا کر میں نے شہزادی سے کہا:۔

"اُف یہاں تو دم گھٹا جاتا ہے، ہم نہ آتے تو اچھا ہوتا"۔ لیکن شہزادی کو لطف آ رہا تھا۔ اُس نے ہنس کر انگریزی میں جواب دیا مجھے تو خوشی ہوئی میں نہ آتی تو رنج ہوتا۔

فرضی نام

ایک شریر لڑکے نے شہزادی کے کان میں اِس قدر زور سے بگل بجایا کہ شہزادی اُچھل پڑی۔ دوسرے لڑکے نے فوراً کاغذ کا سانپ اُس کے منہ پر چھوڑ دیا۔ اِس لئے ہجوم بہ کثرت جمع ہو گیا اور بڑھتا ہی رہا۔

میں نے دیکھا کہ شہزادی کا بُرا حال ہے اور اس کا تمام لُطف خاک میں مِل گیا ہے۔ ایک زبردست ریلا آیا تو ہم ایک دوسرے سے جُدا ہو گئیں۔ میں سخت پریشان ہوئی اور مجمع سے نکلنے کا راستہ تلاش کر رہی تھی کہ مجھے ایک چیخ سُنائی دی۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو خوف سے میری چیخ نکل گئی۔ شہزادی بیہوش تھی۔ اور دو نوجوان اُس کو سنبھالے ہوئے تھے۔

اِن دونوں میں ایک آدمی نہایت خوبصورت تھا۔ اُس نے اپنے ساتھی سے کہا:۔

"اِسے ہجوم سے باہر لے چلو ورنہ بیچاری کا دَم گُھٹ جائے گا"

شہزادی کا حال دیکھ کر میری آنکھوں میں دُنیا اندھیر ہو گئی۔ یہ بھی

یہ بھی خوف تھا کہ کہیں نازک اندام شہزادی مرنہ جائے اس لئے ہجوم چیرتی ہوئی میں فوراً شہزادی کے پاس پہنچی اور خود کو اُس کی بہن بتاکر میں نے اُن سے استدعا کی کہ ہجوم سے باہر نکالنے میں میری مدد کیجئے۔

اِس قدر زبردست ہجوم میں سے باہر نکلنا آسان نہ تھا۔ بڑی کوشش سے باہر نکلے، قریب ہی ایک رئیس کا عالیشان مکان تھا۔ خوبصورت نوجوان نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ چند لمحہ بعد ایک ضعیف شخص نے دروازہ کھولا تو وہی نوجوان بولا:۔

"اس شریف عورت کی حالت اچانک خراب ہوگئی ہے۔ چند منٹ کے لئے آپ ہمیں کوئی مناسب جگہ دے سکیں تو عنایت ہوگی"

اُس نے بغیر پس وپیش اندر آنے کی اجازت دے دی۔

ہم نے پانی منگاکر شہزادی کا مُنہ خوب دھویا۔ اس طرح چند ہی منٹ بعد وہ ہوش میں آگئی۔ اور اُس نے تعجب سے چاروں طرف دیکھا۔ میں نے تمام واقعات اس کو بتائے۔ اس نے دونوں نوجوانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور پھر ہم چاروں قریب کے ہوٹل میں پہنچے۔ سلسلۂ گفتگو میں ان دونوں نے اپنے اپنے نام کے کارڈ پیش کئے۔ وہ خوبصورت نوجوان جرمن تھا۔ اور اس کا نام رڈلف ونتڈراف تھا اور اس کا ساتھی کارلو پونی اونٹی اٹلی کا رہنے والا تھا۔ ہم دونوں نے بھی اپنے فرضی نام بتائے اور دوسری رات کو

ملنے کا وعدہ کر کے ہم محل میں واپس پہنچے۔

اعترافِ محبّت غلط بیانی ہوگی۔ اگر میں یہ نہ بتاؤں کہ رڈلف شہزادی پر بُری طرح مائل تھا اور شہزادی۔ وہ بھی یقیناً اثر لے چکی تھی۔ یہیں مجھے اپنے متعلق صاف بیانی سے بتا دینا چاہیئے کہ مجھے کارلو از حد پسند تھا۔ اور یقین تھا کہ وہ بھی میری محبت کا جواب محبت سے دینے کے لئے تیار ہے۔

بے چینی میں ترقی دوسرے روز شاہی خاندان کے ہمراہ ہم صُبح گرجا ضرور گئے لیکن اس کے بعد تمام دن نہایت بے چینی اور انتظار میں گذرا ـــــ اور جب رات آئی تو ہم نہایت بے چینی سے مقررہ جگہ پر پہنچے۔ وہ بھی ہمہ تن انتظار تھے۔ اور جب انھوں نے ہمارے حالات معلوم کرنے چاہے تو شہزادی نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ہم ڈامر اسٹیٹ کے ایک ماہر موسیقی کی لڑکیاں ہیں، رڈلف نے اپنی نسبت بتایا کہ وہ سلینی کے ایک اُون کے کارخانے کے منیجنگ ڈائرکٹر کا لڑکا ہے اور اٹلی میں کمپنی کے نمائندہ کی حیثیت سے آیا ہے۔ اور کارلو فوج میں لفٹنٹ ہے۔

مُحبّ و محبوب اس کے بعد ہم اسی طرح بہ تبدیلی لباس چوری چُھپے روز مرّہ اُن سے ملتی رہیں، اور بے تکلفی اس قدر بڑھی کہ اکثر رات کا کھانا ہم سب مل کر ٹیر نیبو ریا ہوٹل میں کھایا کرتے جو

اور ہوٹلوں کی بہ نسبت ہر طرح بہتر ہے، اور نرخ بھی دوسروں سے کم ہیں۔
محل میں جب کبھی رات کو کھانے کے لئے کہا جاتا۔ ہم ناسازی طبع یا دردِ سر کی شکایت کر کے ٹال دیتے۔ یہ عرصہ جس لطف اور مسرت سے گزرا، وہ ناقابلِ فراموش ہے۔ اُسے ہم کبھی نہیں بھلا سکتے۔

وہ دونوں ہم پر پروانہ وار نثار تھے۔ اور ہمارے ادنیٰ اِشاروں پر جان فِدا کرنے پر آمادہ۔ لیکن عیش و عشرت کا یہ مختصر سا دَور بہت جلد ختم ہو گیا۔

شہزادی کے والد نے ہم کو واپس بُلانے کے لئے لکھا۔ اور مجبوراً ہمیں تعمیل کرنی پڑی۔ روانگی کے وقت ہم نے بڑی مشکل سے ملاقات کا وقت نکالا۔ وہ دونوں ملے۔ اور شہزادی نے رڈلف کو ویصر اسٹریٹ کا ایک پرائیویٹ پتہ بتایا۔ جہاں ہم نے انتظام کر لیا تھا۔ مختصر سی گفتگو اور خط و کتابت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھنے کا وعدہ کر کے ہم چاروں روتے دھوتے ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔

جرمنی واپس آکر طبیعت اُداس اور پریشان سی رہنے لگی۔ رُوم کی صحت بخش آب و ہوا وہاں کے دلفریب نظاروں اور دلداروں کے پیار و اُلفت کی یاد دِل تڑپاتی تھی۔

محبت کا راز کھُل گیا

شہزادی کی افسردہ دِلی اور رادر پژمردگی

اس قدر ترقی پر تھی کہ اس کی قابلِ رحم حالت چھپائے نہ چھپی اور اُس کی معلّم فروہر ٹوفیلڈ نے کئی مرتبہ اس کی خرابیٔ صحت پر افسوس کا اظہار کیا اور ایک روز جب ضعیف العمر بیرن اسبناک شہزادی کے کمرے میں آئے تو انھوں نے کہہ ہی دیا:-

"آج کل تم بہت ہی غمگین رہتی ہو" اور پھر مُسکرا کر پُوچھا "کیا کسی سے محبّت ہوگئی ہے؟" اور پھر فوراً ہی مصنوعی متانت سے کہا "محبّت بُری چیز نہیں ہے۔ ہم سب بھی اِس کمبخت دِل کے ہاتھوں تکلیف اُٹھا چکے ہیں ——— نہیں معلوم وہ کون خوش قسمت ہے۔ جس پر تمہارا دِل آیا"

شہزادی نے شرم سے سَر جُھکا لیا:-

"یقین رکھئے مجھے کسی سے محبّت نہیں ہے"

بیرن (بے اعتباری کے لہجہ میں) آپ کا انکار قابلِ اطمینان نہیں ہے آپکے چہرہ سے عشق کے آثار صاف نمایاں ہیں ——— بیشک اِن بوڑھی آنکھوں کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔

یہ کہہ کر بوڑھا خرانٹ بیرن مُسکراتا ہوا کمرہ سے باہر چلا گیا، شہزادی سٹپٹا گئی کہ محبّت کا راز شاید کُھل گیا ——— وہ نہیں جانتی تھی۔ کہ اُسے کیا کرنا چاہیئے۔

میں نے اُسے اطمینان دلایا — کہ آپ فضول گھبراتی ہیں۔ انھیں حقیقت کی ذرا بھی خبر نہیں۔ اندھیرے میں پتھر پھینک کر ہمیں اُلو بنانے کی ترکیب ہے۔

شہزادی۔ (ٹھنڈا سانس بھر کر) خدا کرے ایسا ہی ہو — رڈلف کا حال معلوم ہوئے ایک ہفتہ سے زیادہ ہو چکا۔ نہیں معلوم کیا وجہ ہے؟

میں۔ مجھ سے تو آپ کہیں بہتر ہیں واپس آنے کے بعد مجھے تو کارلو کا صرف ایک ہی خط ملا ہے۔

شہزادی۔ تم دونوں کی محبت ابھی اِس قدر نہیں بڑھی کہ فرقت ایک دوسرے کو بے چین کر دے۔ ہمارا عشق ایسی حد سے بہت آگے بڑھ چکا ہے جہاں ہر وقت جگر میں درد، دل میں کھٹک اور آنکھوں میں آنسو رہتے ہیں۔

میں نے اُسے اطمینان دلانے کی کوشش کی۔ کہ وہ صبر و تحمل سے کام لیں شہزادی کوئی جواب نہ دے سکی۔ اُس کی آواز بھرّا گئی۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ اور وہ ٹھنڈا سانس بھرتی ہوئی چُپ چاپ کمرے سے باہر چلی گئی۔

خُفیہ مُلاقاتیں

دوسرے روز صبح ہماری فرانسیسی خادمہ اینٹی نے شہزادی کو ایک خط لا کر دیا۔ جس پر اٹلی کی نیلی مہر ثبت تھی۔ محبت نامہ کی آمد کے باعث شہزادی اس روز نہجد مسرور رہی اور پرنس وک کے ہمراہ جو اپنی بہنوں سمیت ہمارے مہمان تھے۔ اُس نے شب کو ناچ

ورننگ کی محفل میں بھی شرکت کی۔

تقریباً ڈیڑھ بجے ناچ ختم ہوا۔ اور جب شہزادی اپنے کمرے میں واپس آئی۔ ایمے نی ٹے نے ایک دوسرا خط پیش کیا۔ جسے پڑھ کر مسرت و انبساط سے اُس کا چہرہ کھِل گیا۔ اور مُسکراتے ہوئے اُس نے وہ خط پڑھنے کے لئے مجھے دیا اور کہا:۔

"محبت کی دیوی اَب کچھ مہربان معلوم ہوتی ہے"

میں نے خط پڑھا۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ رڈلف ہی کا محبت نامہ تھا۔ جس میں اُس نے لکھا تھا کہ میں آج ہی رُوم سے روانہ ہو رہا ہوں۔ اور جمعہ کے روز ڈامر اسٹیٹ پہونچکر ٹرولی ہوٹل میں قیام کروں گا۔ براہِ کرم ہوٹل کے پتہ پر خط لکھ کر ملاقات کا وقت مقرر کر لیجئے گا۔

خادمہ کے واپس چلے جانے کے بعد میں نے کہا:۔

پیاری ایلکس۔ یہ تو بہت ہی بُرا ہوا۔ وہ تو یہیں آرہا ہے۔

شہزادی۔ (حیرت زدہ ہوکر) بُرا ہوا؟ کیوں؟

میں۔ وہ جان جائے گا کہ یہ دونوں کون ہیں۔

شہزادی۔ نہیں مطمئن رہو۔ میں بیحد محتاط رہوں گی۔ اور ایسا ہرگز نہ ہوسکے گا۔

جمعہ کے روز شہزادی نے ٹرولی ہوٹل کے پتہ پر خط لکھا۔ جو شاہی

محل کے قریب ہی تھا۔ اور مغرب کے وقت وہ تبدیلی لباس کے بعد رڈلف سے ملنے گئی۔ کھانے کے وقت اس کے والد گرانڈ ڈیوک نے مجھ سے اس کی غیر حاضری کی وجہ پوچھی۔

مَیں۔ درد سر کے سبب وہ آج کھانا نہ کھائیں گی۔

گرانڈ ڈیوک۔ آج کل اکثر یہ شکایت رہتی ہے۔ اسے ایبالڈ (سرکاری ڈاکٹر) سے درد سر کی دوا لینی چاہیئے۔

باپ کو کیا معلوم تھا کہ لڑکی کپڑے کے ایک ادنیٰ بیوپاری سے محبت کی پینگیں بڑھانے کے لئے محل سے غائب ہے۔ وہ متواتر تین راتوں کو رڈلف سے ملنے گئی۔ مجھے راز کو پوشیدہ رکھنے کے لئے سخت دقتیں برداشت کرنی پڑیں۔ کئی مرتبہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں شہزادی کی اُستانی ہر لوٹ فیلڈ کو کچھ شک نہ ہو جائے۔ وہ نہایت جہاں دیدہ اور چالاک عورت تھی۔ اور گرانڈ ڈیوک کے منہ چڑھی ہونے کے باعث اس سے سب ہی خائف تھے۔

چوتھے روز جب میں نے شہزادی کو دیکھا۔ وہ زکام میں بُری طرح مبتلا اور مرض کی شدت کے باعث سخت پریشان تھی۔ اُستانی نے فوراً ڈاکٹر طلب کیا۔ جس نے دوا دینے کے علاوہ شہزادی کو کمرے سے باہر نہ نکلنے کی ہدایت کی۔

کچھ دیر بعد شہزادی نے تخلیہ میں مجھ سے کہا:۔

۷ بجے تم ایف مرگ حلوائی کی دوکان پر جانا اس وقت رڈلف وہاں آئے گا۔ کسی مناسب حیلہ سے اُسے ٹال دینا۔ ایلکس دو تین دن کے بعد ملے گی۔ اور فی الحال مجھ کو اپنی بہن ہی بتانا۔

ٹھیک ۷ بجے رڈلف مجھے حلوائی کی دُکان پر ملا تو میں نے اُسے بتایا کہ:۔

"میری بہن شدید بخار میں مبتلا ہونے کے باعث دو تین روز تک ملاقات سے معذور ہے۔ طبیعت ٹھیک ہونے کے بعد ملاقات ہو گی۔"

ایلکس کی بیماری کی خبر اُس کے لئے سوہانِ روح تھی۔ بے چینی کے باعث وہ سخت تکلیف میں مبتلا تھا۔ اور اُس کی پریشانی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔

ایک عالی شان ہوٹل میں ہم دونوں نے کھانا کھایا اور پھر کچھ دیر باتیں کرنے کے لئے ہم چہل قدمی کرتے رہے۔

رڈلف۔ آپ کی بہن نے بتایا تھا کہ آپ کے والد ہوف کمپنی میں علم موسیقی کے پروفیسر ہیں۔ مگر معلوم ہوا کہ اس نام کا کوئی آدمی اِس کمپنی میں ملازم نہیں ہے۔

میں نے فوراً جواب دیا:۔

ہاں دُرست ہے۔ تین روز ہوئے۔ والد نے کمپنی کی ملازمت چھوڑ دی اور اَب اُنھوں نے کولون میں کام شروع کر دیا ہے۔ لیکن ہم لوگ ابھی

یہیں ہیں۔چار پانچ روز بعد مجبوراً ہمیں بھی وہیں جانا پڑے گا۔مگر رُوم سے آنے کے بعد ہم دونوں کی طبیعت کہیں نہیں لگتی۔

رڈلف۔کم از کم اپنے مکان کا پتہ بتا دیجیئے۔تاکہ میں وہیں آکر نیاز حاصل کر لیا کروں۔

میں (مُسکرا کر) ہماری والدہ بڑی سخت گیر ہیں۔ممکن ہے کہ آپ کی آمد و رفت اُن کی مرضی کے خلاف ہو۔اس لئے فی الحال ملاقات کی یہی صورت مناسب ہے۔

رڈلف۔آپ لوگ ضرورت سے زیادہ محتاط رہنے کی عادی ہیں۔غالباً آپ کو علم ہے کہ مَیں آپ کی بہن پر دل وجان سے فِدا ہوں۔اور دُنیا میں وہی میرے لئے سب کچھ ہیں۔ورنہ میں یہاں ہرگز نہ آتا۔

مَیں۔مجھے آپ کی سچّی محبّت کا اعتراف ہے۔لیکن بدقسمتی سے حالات ہی کچھ ایسے ہیں کہ ہمیں زیادہ محتاط رہنا پڑتا ہے۔

رڈلف۔براہِ کرم مجھے اِتنا تو بتا دیجیئے کہ آپ کی بہن بھی مجھ سے محبّت کرتی ہیں۔یا نہیں۔

چند سکنڈ میں نے غور کیا۔کہ اس بھولے اور ضرورت سے زیادہ سیدھے آدمی سے صحیح واقعات بیان کروں کہ ایلکس دراصل کون ہے یا فی الحال اس کو اندھیرے ہی میں رہنے دوں۔آخر راز کو بے نقاب کرنا مناسب

نہ سمجھ کر میں نے صرف اس کے سوال کا جواب دیا:۔

"آپ کے فراق میں اس کو ایک لمحہ بھی چین نہیں آتا"

رڈلف ۔(مسرور ہو کر) کیا آپ کو علم ہے کہ ان کا کوئی اور عاشق نہیں ہے۔

میں ۔نہیں ۔ اس سے قبل اُس نے کسی سے محبت نہیں کی۔

اِن الفاظ نے اس پر جادو کا اثر کیا ۔ اور مسرت و انبساط کی جھلک اُس کے چہرے پر نمایاں ہوگئی۔

رڈلف میں آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے آج میرے دل کی خلش کو دُور کر دیا ـــــــ یقین کیجئے ۔ اس کے بغیر میرا زندہ رہنا محال ہے۔ اور میری اِنتہائی خواہش ہے کہ جلد از جلد ہماری شادی ہو جائے۔

واقعی بہت ہی سیدھا اور بھولا آدمی تھا ۔ اُس کے دِلی جذبات معلوم کر کے مجھے بے حد رنج ہوا ۔ کیونکہ اُس کی خواہش پُورا نہ ہونا یقینی تھا۔

رڈلف سے رخصت ہو کر میں نے شہزادی سے تمام حالات بیان کئے

شہزادی نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا:۔

رڈلف کی تعریف بیان کرنے سے میری زبان قاصر ہے ۔ اس قدر شریف اور بھولا مرد آج تک میری نظر سے نہیں گزرا ۔ زرق برق پوشاکوں میں دربار کے خوشامدی ٹٹو اس کے پیر کی خاک کے برابر بھی نہیں ـــــ اور

اس میں بھی شک نہیں کہ وہ دل وجان سے مجھ پر فدا ہے۔

میں۔ بیشک یہ تمام باتیں ٹھیک ہیں ——— لیکن معاملہ روز بروز طول پکڑ رہا ہے۔ اور آپ کی شادی اس سے ہونی قطعی غیر ممکن ہے۔ بہتر یہ ہے کہ حقیقت اس کو بتا دی جائے۔ ایک شریف آدمی کو عرصہ تک اندھیرے میں رکھنا نامناسب ہے ——— اس کی سچّی محبت کے انجام کا خیال میرے رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے۔

شہزادی۔ نہیں نہیں خدارا ایسا ہرگز نہ کرنا۔ اول تو اس کو دھوکہ میں مبتلا رکھنے کے بعد حقیقت سے آگاہ کرنے کی ہمت نہیں۔ وہ میرے ہر لفظ کو صحیح سمجھتا ہے۔ دوسرے حقیقت سے باخبر ہونے کے بعد وہ یہاں سے چلا جائے گا۔ اور پھر عمر بھر میں اُسے نہ دیکھ سکوں گی۔

مجبوراً مجھے خاموش ہونا پڑا۔ لیکن دل گواہی دے رہا تھا کہ عنقریب کوئی ہولناک حادثہ ہونے والا ہے۔

دوسرے روز اُستانی کو کسی جگہ دعوت میں جانا تھا۔ اس کے جانے کے فوراً بعد شہزادی نے بھی لباس تبدیل کیا اور چلی گئی۔

دس بجکر کچھ منٹ ہوئے تھے کہ وہ کمرے میں واپس آئی اور چند ہی منٹ بعد اُستانی اُسے دیکھنے کمرے میں داخل ہوئی اور مزاج پرسی کے بعد جب وہ رخصت ہو گئی تو شہزادی نے کہا:۔

"اُف کیا کروں؟ میں تو مصیبت میں مبتلا ہو گئی۔ مجھے معلوم ہوتا کہ یہ محبت اس قدر عروج کر لے گی۔ تو.........

مَیں۔ میں نے تو آپ کو جتا دیا تھا کہ واقعات تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اور ہماری حالت روز بروز نازک صورت اختیار کرتی جارہی ہے ـــــــ بہتر ہے کہ آپ اَب بھی سنبھلنے کی کوشش کریں۔

شہزادی (کلیجہ تھام کر) اُف کیا کروں؟ ـــــــ ضبط کی کوشش کرتی ہوں ـــــــ لیکن آہ اس کمبخت دل سے بہت پریشان ہوں۔

مَیں۔ آپ کوئی معمولی عورت نہیں۔ بلکہ شہزادی ہیں اور شہزادی کے لئے قطعی غیر ممکن ہے کہ وہ خود کو لوگوں کی قیامت خیز نظروں سے پوشیدہ رکھ سکے۔

دوسرے روز شہزادی نہ جا سکی اور رڈلف کے پاس مجھے جانا پڑا اُس نے شہزادی کے نہ آنے پر سخت افسوس کیا۔ اور کہا کہ ایک نہایت ضروری کام کے باعث میرے والد نے مجھے انگلینڈ جانے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے میں آج ایلکس سے ضرور ملنا چاہتا تھا۔ اَب اُن سے ملنے کے لئے شاید ایک دو روز اور یہاں قیام کرنا پڑے گا۔ براہِ کرم کل ضرور انھیں بھیجنے کی کوشش کیجئے ـــــــ

رڈلف کی بےچینی اور بےقراری پر مجھے بےحد رحم آیا۔ واپس آکر دس منٹ

کی اس مختصر ملاقات کا تمام حال میں نے شہزادی کو بتایا۔

شہزادی دو روز تک رڈلف کی ملاقات کے لئے جاتی رہی۔ اور آخر دن تو وہ اس قدر دیر میں آئی کہ میں بار بار پریشان ہو جاتی اور ڈرتی تھی کہ کہیں اُستانی کو خبر نہ ہو جائے۔

جس وقت وہ آئی، اس کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد تھا۔ اور وہ بیحد پریشان تھی۔ اس کی حالت دیکھ کر مجھے قلق ہوا۔ کہ وہ شہزادی جس کا تعلق یورپ کے عظیم الشان خاندانوں سے ہے۔ ایک معمولی تاجر کے لڑکے پر اس قدر فدا ہے۔

شہزادی۔ کل رڈلف انگلینڈ چلا جائے گا ——— ہائے اَب میں اِسے کس طرح دیکھ سکوں گی۔ یہ کہتے ہی اُس کی خوبصورت آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہہ نکلا۔ اور وہ خوب روئی۔ بیشک محبّت کی بے چینی اور بے قراری عروج پر تھی۔ اور ہجر کی لمبی سیاہ راتوں کا خیال اُسے بیقرار کئے دیتا تھا۔

رنج والم کی بجلی

دُوسرے روز علی الصبح ہم دونوں حسب دستور جب اُستانی کے ساتھ سیر کے لئے گئے تو یکایک رڈلف شہزادی کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اور اس نے اُستانی کی پرواہ کئے بغیر بھرّائی ہوئی آواز میں کہا:۔

"نظر التفات کا اُمیدوار میں یہاں مُنتظر ہوں ——— آج مجھے خبر ہوئی کہ تم شہزادی ایلکس ہو۔ اور تم نے مجھے عرصہ تک دھوکہ میں رکھا۔

میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ یاس و ناامیدی سے بالکل زرد ہے۔ رڈلف کی گفتگو سن کر اُستانی نے قہر آلود نگاہ سے میری طرف دیکھا اور پوچھا۔

"یہ کون ہے؟"

یکایک حیرت زدہ کر دینے والے اِس واقعہ سے میں اس قدر سٹپٹا گئی کہ میری زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔

اتنی دیر میں رڈلف نے شہزادی سے آہستہ آہستہ کچھ کہا۔ اور پھر ہنستا ہوا اور ہمیں سلام کرتا ہوا چلا گیا۔

رڈلف چلا گیا۔ لیکن شہزادی بُت کے مانند بے حس و حرکت کھڑی دیر تک اُس کی طرف دیکھتی رہی۔ اس میں کلام نہیں کہ اس وقت اُستانی ساتھ نہ ہوتی تو وہ رڈلف سے معافی مانگنے اور اُسے روکنے کے لئے ضرور اس کے پیچھے دوڑتی۔

اُستانی نے ہماری اِن عجیب حرکتوں کو دیکھ کر دوبارہ تحکمانہ لہجے میں پوچھا:۔

"یہ کون ہے؟"

"ہوگا کوئی پاگل" شہزادی نے فوراً کہا اور پھر وہ سیرگاہ کی طرف چل پڑی۔

اِن کی سچّی محبّت کے جس انجام بد سے میں خائف تھی وہ سامنے آہی گیا

اور رڈلف کو علم ہو گیا کہ وہ جس سے محبت کرتا ہے وہ ایک شہزادی ہے، جس کے ساتھ شادی کا خیال ایسا خواب ہے۔ جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا کیونکہ قانوناً یہ شادی ہرگز نہیں ہو سکتی۔

کئی روز تک شہزادی نہایت ہی متفکر اور بے حد تکلف میں مُبتلا رہی۔ اُستانی نے کئی مرتبہ رڈلف کے متعلق مجھ سے حال معلوم کرنا چاہا۔ لیکن میں نے ہر دفعہ ٹال دیا۔

ایک ہفتہ بعد شہزادی کو ایک لفافہ ملا۔ جس پر لندن کی مُہر لگی ہوئی تھی مجھے اس کا مضمون معلوم نہیں۔ لیکن یہ ضرور معلوم ہے کہ شہزادی نے اس کا جواب بذریعہ تار بھیجا۔

اسی روز شام کو قیصر جرمن کی آمد کے باعث جو فوج کے معائنہ کیلئے آئے تھے۔ شہزادی کو مجبوراً اپنی حالت دُرست کرنی پڑی۔

تیسرے روز لندن سے ایک خط اور آیا۔ اس کا جواب بھی بذریعہ تار گیا۔ اور تار دینے کے بعد ایک طویل خط بھی روانہ کیا۔ اس روز شہزادی کا دل اس قدر غمگین تھا کہ شام کے وقت قیصر کو جو بڑی دعوت دی گئی۔ وہ اس میں شامل نہیں ہوئی۔

چوتھے روز ایک تار آیا۔ اس کے مضمون سے بھی میں بے خبر رہی۔ یہ دیکھا کہ شہزادی کی بے چینی اور بے قراری میں بیحد اضافہ ہو گیا ہے۔

اس کے بعد کئی روز تک نہ کوئی خط آیا اور نہ کوئی تار۔ شہزادی نے دو تار بھی بھیجے مگر اُن کا بھی کوئی جواب نہیں آیا۔

اس کے تین چار روز بعد ایک رات میں جب شہزادی کے کمرے میں گئی تو اس کی حالت دیکھ کر میرے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ وہ پلنگ کا سہارا لئے نہایت ہی پریشانی اور بے چینی کی حالت میں زاروقطار رو رہی ہے۔ میں فوراً اُس کے قریب پہونچی، اور اس کی گردن میں باہیں ڈال کر محبت آمیز لہجہ میں پوچھا:۔

پیاری شہزادی کیا ہوا؟ آخر تم کیوں رو رہی ہو؟ شہزادی مجھ سے لپٹ گئی۔ اور اس قدر روئی کہ اس کی حالت بیان کرنے سے میری زبان قاصر ہے۔ آنسوؤں کا ایک دریا تھا جو تھمائے نہ تھما —— ایک تڑپ تھی جو اُسے بیقرار کئے دیتی تھی۔

آخر کار بصد مشکل لمبے لمبے ٹھنڈے سانسوں اور ہچکیوں کے درمیان اس کی لڑکھڑاتی زبان سے صرف اِس قدر نکلا۔

ر---ڈ----ل---ف----پیا-------را......

رڈلف.----مجھے----تنہا----چھوڑ----کر----

ہمیشہ.-----کے لئے-----دُنیا سے چلا گیا۔

شہزادی کی حالت نہایت اَبتر اور بے حد خراب تھی۔ کئی گھنٹہ بعد

جب اس کی حالت ذرا سنبھلی۔ اُس نے پلنگ پر رکھی ہوئی ایک چٹھی کی طرف اشارہ کیا۔

رڈلف کی موت

چٹھی جیسا کہ ابتدا میں اخبار ٹائمز کی رپورٹ سے ظاہر ہوا۔ رڈلف نے لکھی تھی جسے شاہی خاندان کے ناموس پر لگے ہوئے دھبے کو مٹانے کے لئے چارلس ڈینٹ کے نام سے مشہور کیا گیا۔

اور اس حسرت نصیب عاشق کا یہی وہ آخری پیغام تھا۔ جسے پوشیدہ رکھنے کے لئے ریون ہوٹل سے اخبار ٹائمز کو خبر دی گئی کہ وہ "خط اس لئے نہیں کھولا کہ اس میں پبلک کے مطلب کی کوئی بات نہیں"۔ جرمنی کے شاہی خاندان کا یہی وہ گہرا راز ہے جس کو قبضہ کرنے کے لئے لندن کے سرکاری محکمہ کی طرف سے خاص طور پر ایک آدمی بھیجا گیا۔ اور گمنام آدمی کی جانب سے مرحوم کے کفن دفن کرنے والوں کو جو شاندار طریقے سے تجہیز و تکفین کرنے کے لئے ہدایات جاری کی گئیں اور قبر پر خوبصورت صلیب لگانے کی جو خواہش ظاہر کی گئی۔ وہ محض اس لئے تھی کہ اس نے شاہی خاندان کی ایک عورت کی محبت کے جرم میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تھا۔

یہاں ایک لمحہ کے لئے اس پر بھی غور کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ رڈلف نے درحقیقت خودکشی کی، یا شہزادی کا مستقبل سنوارنے کے لئے اس کو زہر پلا دیا

پلا کر راہ کا کانٹا دُور کیا گیا۔ کیا یہ ناممکن ہے؟ کہ حرف گیری سے بچنے کے لئے لاش کے قریب زہر کی شیشی ڈال دی ہو۔ تاکہ جھوٹی باتوں کو مشتہر کرنے کے لئے واقعات کا سلسلہ قائم رہے۔

اسی سفید جھوٹ کے سلسلے میں یہ بھی گوش گذار کر لینا چاہیئے۔ کہ رپورٹیں شہزادی کے بھیجے ہوئے تار کا ذکر ضرور ہے۔ لیکن پبلک کو اندھیرے میں رکھنے کے لئے نہایت دانشمندانہ طور پر سرے سے شہزادی کا کوئی ذکر ہی نہ تھا۔ الفاظ کو توڑ مروڑ کر صرف اس قدر لکھا تھا کہ "ایبل سائیڈ کے ڈاک خانہ سے کسی نے اسے (مرحوم کو) جرمنی زبان میں ایک تار بھیجا" اور یہ بھی مجبوراً یوں ظاہر کرنا پڑا کہ ہوٹل میں کئی آدمیوں کو تار آنے کی خبر تھی۔ اس لئے تار چھپایا نہ جا سکا۔

اس لفافہ پر انگلینڈ کی مہر تھی اور شہزادی کے والد گرانڈ ڈیوک کا پتہ لکھا ہوا تھا۔ اس لفافہ کو انھوں نے ہی لا کر شہزادی کو دیا اور کہا:۔

"ایلکس جہاں تک میرا خیال ہے یہ خط تمھیں لکھا گیا ہے"

اس طرح انقلاب رُدس کی ہیروئن زارینہ رُوس کی محبت کا افسانہ ختم ہوا جس کا نتیجہ یاس و ناامیدی تھا۔ اور صرف رنج و غم۔

ایک اور گہرا داغ

رڈلف کے اچانک انتقال کا حادثہ ایسا حادثہ نہیں ہے کہ آسانی سے بھلایا جا سکتا

پہلا سال ——— ہجر و فراق اور دائمی جدائی کا وہ پہلا سال غم نصیب

شہزادی نے جس طرح رنج وغم میں گزاریں اس کی تصویر اُتارنے سے قاصر ہوں۔ بس وہ ایک بے جان مورت تھی۔ جس کی زندگی کو سلب کر لیا ہو، لیکن خاندان کے شاہی وقار کو قائم رکھنے کے لئے ہمیں کئی مرتبہ تقریبوں میں مجبوراً شامل ہونا پڑا۔ طبیعت کی پژمردگی کے باعث شہزادی ایک لمحہ کے لئے بھی تیار نہ تھی۔ کہ وہ کسی بزم عشرت میں شریک ہو۔ لیکن شاہی وقار بہرحال شاہی وقار ہے۔ اور شرکت سے انکار ناممکن تھا۔

گردش افلاک نے داستانِ غم کو یہیں ختم نہ کیا بلکہ پے در پے افسوسناک واقعات نے عرصہ تک شہزادی کے زخموں کو ہرا رکھا۔ مارچ میں اُن کے والد گرانڈ ڈیوک نے داغ مفارقت دیا۔ باپ کی جدائی کا داغ بھی ایسا گہرا داغ ہے، جس نے شہزادی کے دل و دماغ کو ماؤف سا بنا دیا۔

مُتعلّقین کا دل آزار رویّہ

شہزادی کے والد کے انتقال کے بعد گرانڈ ڈیوک کے عہدے پر اُن کے بھائی کا تقرر ہوا ———— جب تک ان کی شادی نہ ہوئی ہماری تکلیف میں نمایاں اضافہ نہ ہوا۔ لیکن شادی کے فوراً بعد رنج وغم کا ایک نیا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

گرانڈ ڈیوک کی بیوی شہزادی کی بہت ہی قریبی عزیز تھیں مگر

دونوں کے مابین بچپن ہی سے کشید گی تھی۔ اس لئے شادی کے بعد کوئی دن ایسا نہیں گزرا۔ اور کوئی رات ایسی نہیں کٹی کہ ایک دو مرتبہ جھڑپ نہ ہو جاتی ہو اسلئے حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے گئے۔

واقعات کے بدترین ہو جانے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ سب متعلقین بھی گرانڈ ڈیوک کی بیوی کی ہمدردی حاصل کرنے کے خواہاں تھے۔ حد یہ ہے کہ ہماری اُستانی کے بزرگانہ برتاؤ میں بھی تغیر و تبدل پیدا ہوا۔ اور ہر وقت دل آزار باتوں کی جستجو میں رہنے لگی۔

ہم سے نفرت کرنے کا جذبہ پورے طور پر کارفرما تھا۔ اور کوئی ایسا نہ تھا۔ جو ہم سے ہمدردی کا خیال بھی دل میں لا سکے۔

عاشق صادق کا انتقال۔ باپ کی موت۔ چچی کا دل آزار برتاؤ۔ اور متعلقین کا جذبۂ نفرت یہ سب دلفگار واقعات ایسے نہ تھے جو آدمی کو وحشی بنا دینے کے لئے کافی نہ ہوتے۔ پھر طرّہ یہ کہ تمام واقعات کچھ اس طرح پے در پے ہوتے گئے کہ ایک غم سے روتے روتے آنکھوں کے آنسو خشک نہ ہونے پاتے کہ تازہ مصیبت زلزلہ کی طرح اچانک نازل ہو جاتی۔ اور رہے سہے ہوش و حواس کو پاش پاش کر جاتی۔

شہزادی کی تعلیم کے متعلق مجھے اقرار ہے کہ بیشک وہ اعلیٰ پیمانے پر نہیں ہوئی لیکن اس کے مزاج کی برہمی کی ذمہ داری بڑی حد تک اِن دردناک واقعات

پر بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عاجزی و انکساری۔ ملائمیت اور نرمی کا جذبہ مفقود ہوتا گیا اور برہمی و تنک مزاجی نے جڑ پکڑ کر اس کی عادت و اطوار کو بدترین بنا دیا۔

قیصر جرمن کی ہمدردی

ایسے نازک دور میں جبکہ دُنیا ہماری دشمن تھی۔ قیصر جرمن جیسی بلند مرتبہ ہستی شہزادی کی غمخوار تھی۔ موسم سرما کے شروع میں انھوں نے ہمیں اپنے ہاں مدعو کیا۔

وہاں خانہ جنگی کی کلفتوں سے دُور ہونے کے باعث شہزادی نے کچھ دن ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ آرام سے گذارے۔ لیکن راحت کے یہ دن بہت مختصر تھے۔ مجبوراً ہمیں پھر گرانڈ ڈیوک کے ہمراہ ڈامراسٹیٹ آنا پڑا۔ اور خانگی تنازعات پھر اسی طرح شروع ہو گئے۔ جن کے باعث ہماری زندگی موت سے بدتر تھی۔

رُوس کا بُلاوا

اسی اثنار میں شہزادی کو اپنی بہن شہزادی ایلزبتھ کا تار ملا۔ جو رُوس کے گرانڈ ڈیوک سرایکنڈنڈوچ کی بیگم تھیں۔ ان کا منشا تھا کہ ہم موسم سرما اُن کے پاس گذاریں۔ اور جب ہم دونوں سینٹ پٹرزبرگ پہونچیں تو ہمارا پُرجوش خیر مقدم ہوا۔ اور شہزادی ایلزبتھ نے بتایا کہ قیصر کا خطنہ آتا تو وہ لاعلم ہی رہتی کہ ہم ڈامراسٹیٹ میں زندگی کے دن کس طرح پورے کر رہے ہیں۔

ناچ رنگ کی محفلیں

غم انگیز ایّام کی یاد شہزادی کے دل سے مٹانے کے لئے شہزادی ایلزبتھ نے تمام موسم سرما

ہمیں اپنے پاس رکھا۔ روس کے شہنشاہ الیکزینڈر ثانی کے دورِ حکومت میں سینٹ پیٹرز برگ میں بیحد رونق اور چہل پہل رہتی اور موسمِ سرما میں خصوصاً چار چاند لگ جاتے۔ پھر جب ناچ و رنگ کی محفلیں جمتیں تو چہل پہل میں اور بھی اضافہ ہو جاتا۔ ہمارے پہونچنے کے تیسرے روز اس محل میں جو موسم سرما کے لئے مخصوص ہے اور کاونٹ پیلس کے نام سے مشہور ہے ناچ کی محفل منعقد کی گئی۔ اور اپنی شہزادی کے ہمراہ مجھے بھی وہاں جانے کا فخر حاصل ہوا۔

یہ رقص ولی عہد سلطنت شہزادہ نکولس کے کمرے میں ہوا۔ جہاں تین ہزار آدمی ناچ سکتے ہیں۔ اس عالی شان کمرے کی تمام دیواریں قیمتی سُرخ مخمل سے آراستہ ہیں۔ جن پر عقاب کی زردوزی تصویریں کڑی ہوئی ہیں۔ چھت میں لٹکے ہوئے خوبصورت جھاڑ فانوس اور فرش پر رکھی ہوئی دیدہ زیب میزیں تمام و کمال چاندی کی ہیں۔ اِس کمرے سے مِلا ہوا شہنشاہ روس کا وہ خاص کمرہ ہے جس کے تمام ستون سنگ زبرجد کے ہیں اور اسی میں تخت بچھا ہوا ہے۔

ولیعہد سے پہلی مُلاقات

رقص گاہ میں پہلی مرتبہ جب ملکہ میری فیوڈرووانا نے شہزادی الیکس کا تعارف اپنے لڑکے شہزادہ نکولس سے کرایا اس وقت نکولس چھریرہ بدن اور زرد رنگ کا نہایت شرمیلا لڑکا تھا۔ وہ چند منٹ شہزادی سے گفتگو کرنے کے بعد گھبرا کر اور شرما کر چلدیا۔

سینٹ پیٹرز برگ میں ہمیں اکثر ملکہ سے ملاقات کا فخر حاصل ہوتا رہا انھیں بھی ناچ رنگ اور لہو ولعب کا ازحد شوق تھا۔ ان کے خلاف شکایات بھی سُننے میں آئیں۔ مگر ہمارے ساتھ ان کا سلوک بہترین رہا۔ اور عام طور پر رعایا بھی اُن سے خوش تھی۔ انھوں نے حکمت عملی سے رعایا کا دل ہاتھ میں لے رکھا تھا اور شہنشاہ روس کو ان سے بیحد محبّت تھی۔ اور وہ انھیں اکثر روس کی دیوی کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اور حقیقتاً وہ بحیثیت بیوی ایک نیک بیگم اور بصیرت ماں ایک محبّت کرنے والی والدہ اور بشکل زاریتہ ایک مہربان ملکہ تھیں۔

مہمل ولیعہد

ہماری شہزادی عموماً روزانہ شاہی محلات میں مدعو کی جاتی اور مجھے بھی اس کے ہمراہ باریابی کا شرف حاصل ہوتا۔ کئی مرتبہ ولیعہد سے مُلاقات ہوئی۔ شہزادی کا خیال تھا کہ ولیعہد مہمل سا آدمی ہے۔ اس لئے وہ اکثر علیٰحدہ ہی رہتی۔ مجھے کئی مرتبہ ولیعہد سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔ حقیقتاً اس کی گفتگو بے سرو پا ہوتی تھی۔ عام طور پر مشہور تھا کہ وہ لیانی کلوئی نامی ایک فرانسیسی ایکٹریس سے محبّت کرتا ہے۔ جو ایک تھیٹر میں ملازم تھی۔ اور اس کا خرچ آمدنی سے کہیں زیادہ تھا۔ اسلئے ولیعہد کے تعلقات کے متعلق شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

اُستاد کی معمولی لیاقت

اس کا انگریز معلم جنرل ڈینولووچ جو اسکو سیاسیات کی تعلیم دیتا تھا۔ نہایت معمولی حیثیت کا آدمی تھا اور اس کی لیاقت ایسی ہرگز نہ تھی کہ وہ ایسے شخص کا معلم مقرر کیا جائے۔ جو ایک دن رُوس کا شہنشاہ ہونے والا تھا۔

اِس میں کلام نہیں کہ معلم اپنے فرائض کی ذمہ داریوں کو کچھ حد تک سمجھتا ضرور تھا۔ اس کی تعلیم اس قدر اعلیٰ نہ تھی کہ وہ آئندہ ملنے والی بادشاہت کی ذمہ داریاں ولیعہد کو بخوبی ذہن نشین کرا سکتا۔ یہی بڑی وجہ ہے۔ کہ ولیعہد مستقبل میں نیک و بد کی تمیز سے بڑی حد تک قاصر رہا۔

قیصر کی ریشہ دوانیاں

کچھ ہی دن بعد مجھے یہ راز معلوم ہوا کہ ہم دونوں قیصر جرمن کے اشارے سے روس میں مدعو کی گئی ہیں۔ قیصر کا منشا ہے کہ شہزادی اور ولیعہد کا آپس میں گہرا تعلق قائم ہو جائے اور اس سازش سے ایک جرمن شہزادی کو رُوس کی زارینہ بنوایا جائے۔ اس خواب کی تعبیر کے لئے قیصر کو شاہی خاندان میں شہزادی سے بہتر کوئی عورت نہ مل سکی۔ قیصر نے ملکہ کے توسط سے شہنشاہ روس کو جو مکتوب بھیجا۔ اس سے اس کے دلی خیالات ظاہر ہوتے ہیں۔ اُس نے لکھا:۔

" عرصہ مدید سے میری رعایا اس امر کی خواہشمند ہے کہ روس اور جرمن کے موجودہ بہترین تعلقات کو مضبوط بنانے کے لئے روس اور جرمن کے شاہی

خاندانوں میں شادیوں کا سلسلہ جاری کیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ آپکی رعایا بھی اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گی اور یقیناً ان مضبوط تعلقات کے باعث روس اور جرمن دونوں کو ان لڑائیوں سے نقصان کا کوئی احتمال باقی نہ رہے گا۔ جو ممکن ہے آئندہ کسی زمانہ میں پیش آئیں اسلئے میں نے شہزادہ نکوس اور شہزادی ایلکس کو منتخب کیا ہے۔ شہزادی فی الحال بے خبر رہے اس لئے اس تحریر کو پوشیدہ رکھ کر اس تجویز پر غور فرمائیے۔"

شہزادی کی نفرت خط کی تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ قیصر عرصہ سے آیندہ ہونے والی عالمگیر جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ اور مقصد کی تعمیل کے لئے اس نے شہزادی ایلکس کا انتخاب کیا۔ لیکن شہزادی کے دل میں ولیعہد کی رتی بھر وقعت نہ تھی۔ وہ اس کو اُجڈ اور گنوار سمجھتی تھی۔ اور اب جبکہ مجھے سربستہ رازوں کو بے نقاب کرنا ہے تو مجھے صاف کہنا چاہیئے، کہ وہ اس سے نفرت کرتی تھی اور عام روسیوں کے متعلق بھی اس کے خیالات اُچھے نہ تھے۔ اس کا مقولہ تھا کہ روسیوں کے دل و دماغ اُن کے ملک کے مانند سرد ہیں۔ اور اُن میں نہ تو غیرت ہے اور نہ وہ ایمانداری سے کام لیتے ہیں۔ محض یہی وجہ تھی کہ وہ واپس چل دینا چاہتی تھی اور وہاں کا قیام ناگوار ہوگیا تھا۔ اور جب اس کو علم ہوا کہ اس کی شادی اس دہقان سے کی جارہی ہے تو اس کا غیظ و غضب

حد سے بڑھ گیا۔ اور اُس نے مجھ سے کہا:۔

"میں نکولس سے ہرگز شادی نہ کرونگی۔ قیصر یا اپنے خاندان کی مجھے مطلق پرواہ نہیں ہے۔"

لیکن آلۂ کار بنانے کے لئے قیصر کے پاس دوسری کوئی لڑکی نہ تھی۔ اور وہ تکمیلِ مقصد کے لیے بمجبور اُصندّی ایلکس کو منتخب کر چکا تھا۔ اِس لئے اُس نے شہزادی کو اپنے پاس بُلوا لیا۔ اور وہاں اراکین خاندان کے دباؤ اور قیصر کے دِکھائے ہوئے سُنہری خوابوں سے مرعوب ہو کر سب کچھ منظور کر لینا پڑا۔ اور ۱۹ اپریل ۱۸۹۴ء کے اخبارات میں یہ خبر تمام یورپ میں مشتہر ہو گئی۔

شادی سے اِنکار

شہزادی ولیعہد سے متنفر تھی اس لئے اس کا مغموم رہنا اور پریشان ہونا تعجب انگیز نہ تھا۔ جب شادی کی سرکاری رپورٹ اخبارات میں شائع ہوئی تو اُس نے اخبار کو زمین پر پھینک دیا۔ اور سَرو قد پلنگ پر گر پڑی اور روتی رہی۔ وہ کہتی تھی مجھے اس سے سخت نفرت ہے۔ میں اس اُجڈ گنوار سے شادی ہرگز نہ کرونگی۔

اِنکار کے باوجود شادی

دوسرے ہی مہینے اُس کو رُوس جانے کے لئے مجبور کیا گیا۔ رُوسی رعایا بھی اس شادی سے بیزار تھی۔ اور اس کی دِلی خواہش تھی۔ کہ ولیعہد کے لئے کوئی انگریز یا روسی بیوی تجویز کی جائے۔ اِس لئے رعایا کی جانب سے شہزادی کا خیر مقدم بہت ہی روکھا

ہوا ـــــــ یہاں یہ بتانا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ولیعہد بھی اس شادی پر آمادہ نہ تھا۔ کیونکہ اسے شہزادی سے ذرا بھی محبت نہ تھی۔

میں بیحد متفکر ہوئی۔ مجھے یقین تھا کہ شہزادی ہمیشہ مصیبت میں مبتلا رہے گی، اور ملکہ بننے کے باوجود زندگی کے دن رنج و غم میں گزریں گے۔ میرا یہ خیال حرف بحرف صحیح ثابت ہوا۔ اور رڈلف کے انتقال کے بعد شہزادی کی زندگی میں ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جو باعث مسرت ثابت ہوا ہو۔

چند امراء نے جو حقیقت حال سے بے خبر تھے اور جو نہیں جانتے تھے کہ اس شادی سے قیصر کا مفاد وابستہ ہے۔ اور جنھیں معلوم نہ تھا کہ اس تقریب کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قیصر کی تمام کوششیں بروئے کار آئی ہوئی ہیں۔ اس اَمر کی کوشش بھی کی کہ یہ شادی منسوخ ہو جائے۔ لیکن ایسے تمام لوگوں کو ناکامی کا منھ دیکھنا پڑا۔

ستمبر میں شہنشاہِ روس الیکزینڈر ثانی کا انتقال ہوا۔ اور اُن کے انتقال کے بعد ولیعہد سلطنت کی شادی میں نہایت عجلت سے کام لیا گیا اور اس طرح شہزادی ایلکس رُوس کی ملکہ بن گئی۔ شادی کے بعد اس کا پورا نام ملکہ الیکزینڈرا فیوڈرودانا رکھا گیا۔ روس کے شہنشاہ کو زار کہا جاتا ہے، اس لئے وہ زارینہ مشہور ہوئی۔

شادی کی تقریب اور تخت نشینی کی رسم جس عظیم الشان پیمانہ پر ادا کی گئیں وہ

اخبارات کے ذریعہ تمام دنیا میں روشن ہو چکیں۔ اس لئے تفصیل میں پڑنا طوالت سے خالی نہیں۔ البتہ مجھے یہ پوشیدہ راز ضرور بتادینا چاہیئے کہ سینٹ پیٹرزبرگ کے سرمائی محل میں جہاں شادی کی تقریب ادا ہوئی خفیہ پولیس کا زبردست پہرہ تھا۔ سُنا یہ تھا کہ نیشنلسٹ، نکولس اور اس کی بیگم کو قتل کر دینا چاہتے ہیں۔

محل میں داخل ہوتے ہی دولھا دولھن پر پاکیزہ پانی چھڑکا گیا۔ اور اسی محل کے گرجا میں شادی کی رسم ادا ہوئی۔ دولھا نے دولھن کو سینہ سے لگایا اور اس کھیل کے چیف ڈائرکٹر قیصر اور تمام بادشاہوں نے جو اس تقریب میں شریک تھے دونوں کو مبارکباد دی۔ آخر میں رومن کیتھولک طریقہ سے دُعا مانگی گئی۔ اور اس کے بعد تمام مہمان دعوت میں شریک ہوئے۔

نصف گھنٹہ بعد زار اور زارینہ شاہی گاڑی میں جس میں چھ سفید گھوڑے جتے ہوئے تھے، اپنے محل کو روانہ ہوئے۔ سابقہ ملکہ نے جو خیر مقدم کے لئے پہلے ہی وہاں پہنچ چکی تھیں دولھا دولھن کو خوش آمدید کہا۔ اور اسی محل میں بیاہ کی آخری رسومات ادا ہوئیں۔

زار کی فطری کمزوری

شادی کے بعد بادشاہ اور ملکہ عیش و عشرت اور مسرت و انبساط کی بجائے زیادہ مصیبت اور تکلیف میں مبتلا ہو گئے۔

پبلک اس شادی کے خلاف تھی۔ اس لئے اس کے دل میں نئے زار اور

زارینہ کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ زارینہ کی نفرت اور بے جا سختی نے عوام کو اور بھی بھڑکا دیا۔

زار کو فطری کمزوریوں کے باعث پبلک میں ہر دلعزیزی نہ ہو سکی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ زارینہ کے ہاتھوں کٹ پتلی بنا رہا۔ اور اس کے ادنیٰ اشاروں پر رقص کرتا رہا۔ ایک ماہ کے قلیل عرصہ میں عام طور پر ظاہر ہو گیا کہ وہ دونوں حکومت کے اہل نہیں ہیں۔

زارینہ قیصر کے اشاروں پر

زارینہ قیصر جرمن کے اشاروں پر ناچ رہی تھیں۔ اس لئے اپنے نفع ونقصان سے بے خبر وہ آنکھوں پر پٹی باندھے آخر وقت تک اس راہ پر گامزن رہیں جس سے حکومت جرمنی کا مفاد تو ضرور وابستہ تھا لیکن خود ان کے لئے موت کا پیغام تھا۔ زار اور زارینہ کو اپنا رہنما مانتا تھا۔ اس لئے تباہی اور غارت گری کا یہ راستہ بغیر کسی رکاوٹ کے جلد از جلد طے ہوتا رہا۔ تباہی اور غارت گری کی یہ ابتدا شادی کے فوراً بعد شروع ہو گئی۔ اس سلسلہ کا ایک واقعہ میں یہاں قلمبند کرونگی جس سے جرمن ریشہ دوانیوں کا اندازہ ہو سکے گا۔

روسی منجم کی پیش گوئی

شادی کے ڈیڑھ ماہ بعد ایک روز شاہی دعوت سے فارغ ہو کر بیش قیمت جواہرات سے مرصع، زرنگار کپڑوں میں ملبوس زارینہ اتفاقاً جب میرے کمرے میں

تشریف لائیں تو میں پاسِ ادب سے مؤدب کھڑی ہو گئی۔ لیکن انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا۔ اور خود ایک آرام کرسی پر دراز ہو کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا:۔

"میں نے نکی (زار نکولس کا مختصر نام) سے شادی کر کے سخت غلطی کی۔ روسی رعایا کی دلی منشا یہ ہے کہ وہ کسی روسی شہزادی سے شادی کرتا اور اب یہ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ اس شادی کا انجام خطرناک ہوگا۔"

میں (حیران ہو کر) کیوں آخر اس یقین کی وجہ؟

زارینہ۔ ایک روسی نجومی نے جس پر روسیوں کو کامل اعتقاد ہے، پیشگوئی کی ہے کہ سلطنتِ روس عنقریب ختم ہو جائے گی۔ اس کو یقین ہے کہ نکی نے مجھ سے شادی کر کے خاندان کی بد دعاؤں کو از سرِ نو تازہ کر دیا ہے۔

میں۔ لیکن یہ بے سر و پا روایت آپ سے کس نے بیان کی؟

زارینہ (لمبا سانس لے کر) کاؤنٹ وارڈنٹ جان وزیر نے آج صبح نکی کو اطلاع دی ہے کہ تمام روس میں عام طور پر یہ پیش گوئی مشہور ہے کہ محض زارینہ کی وجہ سے روس کے شاہی خاندان کا خاتمہ ہوگا۔

زارینہ ایسی باتوں کی معتقد تھیں۔ اور پیش گوئیوں کو یقین کا درجہ دیا کرتی تھیں۔ اس لئے ان کا خائف ہونا یقینی تھا۔

میں۔ مجھے اس خبر میں صداقت نظر نہیں آتی۔ آپ کو فکر نہ کرنی چاہیئے۔ تمام روسی امرا محض آپ کے جرمن ہونے کی وجہ سے مخالف ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ آپ کو دہشت زدہ کرنے اور عوام میں آپ کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کرنے کے لئے اس پیش گوئی کو شہرت دی گئی ہو۔

اُمورِ سلطنت میں زارینہ کی مُداخلت

زارینہ (تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد) ہاں یہ بھی ممکن ہے ـــــــ لیکن جینڈ اوزیر بڑا خطرناک آدمی ہے اور ذرہ برابر میری وقعت نہیں کرتا۔ اس لئے میری خواہش ہے کہ تخت نشینی سے قبل ہی اسکو برخاست کر دیا جائے ـــــــ مرحوم زار سے اس کا گہرا تعلق تھا اس لئے اس کا برخاست کرنا آسان نہیں۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ ہم دونوں کے ساتھ اس کا برتاؤ اچھا نہیں اور ہم دونوں کی پرواہ کئے بغیر وہ ہر اُدنیٰ سے اُدنیٰ بات منوانا چاہتا ہے ـــــــ آج جب تخت نشینی کے تقسیم اوقات کی فہرست نکی کے سامنے پیش ہوئی تو وہ اس میں کچھ ترمیم کا خواہشمند تھا ـــــ لیکن اس خرد ماغ وزیر کے سامنے اس کی ایک نہ چل سکی۔ وہ نکی کو نا سمجھ بچہ سمجھتا ہے۔ اور میری تو بالکل پرواہ نہیں کرتا ـــــــ میں اِس سے گستاخی کا بدلہ لئے بغیر نہ رہوں گی اور جب تک وہ دربار سے نہ نکالا جائیگا چین نہ لوں گی۔ میں نے اس کی علیحدگی کی تدبیر سوچ لی ہے۔

زارینہ کو وزیر جیسے عظیم المرتبت شخص کے خلاف اور پھر علیٰحدگی کے اہم معاملہ میں اس قدر جلد دخل انداز ہوتے دیکھ کر متعجب رہ گئی۔ میں نے اپنے استعجاب کو دبا کر پوچھا:۔

"وہ تدبیر کیا ہے؟"

زارینہ۔ (مسکرا کر) مجھے معلوم ہے۔ کہ وزیر کے برخاست ہونے سے نکی کو تکلیف ہونی یقینی ہے۔ اس کا طرزِ عمل خواہ کچھ بھی ہو۔ لیکن وہ نکی کا خیر خواہ ہے، ——— مجھے یہ بھی یقین ہے کہ عوام کو اس سازش کا علم ہو جائے تو رُوسی رعایا کے جذبات میرے خلاف اور بھی مشتعل ہو جائیں گے۔ لیکن اس کا حد سے زیادہ بڑھا ہوا غرور میرے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ اس لئے کوئی ایسی تدبیر کی جائے۔ کہ وہ وزارت سے علیٰحدہ کر دیا جائے۔ مگر اس تغیر و تبدل سے کسی قسم کا کوئی فتنہ برپا نہ ہو ——— میرے ذہن میں ایک بہترین تدبیر ہے۔ عرصہ سے کاکیشیا (کوہ قاف) کے وائسرائے کی جگہ خالی ہے۔ اس لئے وزیر کو کیوں نہ وہاں کا وائسرائے بنا کر یہاں سے ٹالا جائے۔ میں نے نکی کو رائے دی کہ وزیر وہاں کے لئے نہایت موزوں وائسرائے ہے۔ خوش قسمتی سے تخت نشینی کے فوراً بعد اُسے وہاں کا وائسرائے بنا کر بھیج دیا جائے گا۔ کیوں جنیڈا! میں نے کتنی بہترین تجویز سوچی؟

زارینہ کا امورِ سلطنت میں مداخلت کرنے کا یہ سب سے پہلا موقعہ تھا

لیکن سلطنت کے سب سے رفیع المرتبت شخص کے خلاف نہایت ہی اہم مسئلہ میں بیدھڑک انھوں نے اپنی تدبیر کو جس طرح عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی۔ اُس سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ روزِ اوّل ہی سے زارینہ دراصل برائے نام بیگم نہ تھیں۔

دلی خیالات کو دبا کر میں نے مُسکراتے ہوئے کہا:۔

"ترکیب تو بے شک اچھی ہے"

زارینہ نے اس قدر خوش اسلوبی سے اپنی تدبیر منوائی کہ روسیوں کو آج تک معلوم نہیں ہوسکا کہ مرحوم زار کے نہایت معتمد وزیر کو وائسرائے بنا کر دارالسلطنت سے بھیجدینے میں کوئی چال تھی۔ اور وہ آج تک نہیں جانتے کہ زارینہ اس سازش کی سرغنہ تھیں۔

مجھے کچھ ہی عرصہ بعد ایک پرائیویٹ خط سے معلوم ہوا کہ وزیر کو جلاوطن کرنے کی سازش دراصل خود زارینہ کی اختراع بھی نہ تھی۔ بلکہ تمام احکامات قیصر جرمنی کی جانب سے جاری ہوئے تھے۔

ایلچی کی معرفت برلن سے آئے ہوئے خط کا مضمون یہ ہے:۔

"کاونٹ وارنٹ جاف نے وزارت پر سرفراز ہونے کے باعث جرمنی کی مخالفت اپنا شعار بنالیا ہے۔ اور اس کو ہماری سازش کا بھی کچھ حال معلوم ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ ہم سے نفرت کرتا ہے اور

علانیہ جرمنی کی مخالفت اس کا دستور رہے۔ اس لئے کسی مناسب تدبیر سے اسے کاکیشیا کا وائسرائے بنا کر دربار سے فوراً علیحدہ کرادو ورنہ تمھاری کامیابی غیر یقینی ہے۔ میں تخت نشینی کی تقریب میں شرکت کے لئے آؤں گا۔ یقین ہے کہ آجکل تم پر مسرت دن گزار رہی ہو گی۔"

اس جرمنی کی سازش کے علاوہ مجھے کچھ دن بعد معلوم ہوا کہ زارینہ تمام و کمال سازشیں جرمنی ہیڈ کوارٹر کی مرہون منت ہوتی ہیں۔

یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ زارینہ نے نہایت آسانی کے ساتھ روس جیسی طاقتور سلطنت کی باگ ڈور جرمنی ہاتھوں میں دیدی۔

عوام کی نکتہ چینی

تخت نشینی کی رسومات میں شان و شوکت کے اظہار اور عظمت و جلال کے مظاہرہ کے لئے نہایت شاندار انتظامات کئے جا رہے تھے مگر عوام اور ملک کے با اثر اخبارات سخت نکتہ چیں تھے۔

ان کی شدید نکتہ چینی سے دل برداشتہ ہو کر زارینہ نے مجھ سے کہا:۔

"روسی پبلک نے خیر مقدم کے سلسلہ میں جو کچھ کیا وہ محض نمائشی ہے بلکہ خیر مقدم میں محض پولیس اور سرکار پرست طبقے ہی نے حصّہ لیا ہے اور عوام نے شرکت پسند نہیں کی۔"

اس خیال کے درُست ہونے میں کلام نہیں۔ لیکن میں نے اُن کے دِل سے اس قسم کے نفرت آمیز خیالات دُور کرنے کی اِمکانی کوشش کی۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ تمام روسی رعایا کے دل پر اچھی طرح نقش ہو چکا تھا کہ زارینہ جرمنی کی طرفداری کے باعث روس کی خطرناک دشمن ہے اور اسی لئے ہر رُوسی عورت مرد اُن کے طرزِ عمل کا شاکی تھا۔

محل شاہی کے اعتراضات

تخت نشینی کی تقریب میں شرکت کے لئے ہم پیٹرزبرگ سے ماسکو جانے کی تیاریوں میں مشغول تھے۔ اس وقت محلاتِ شاہی میں رہنے والی ایک معمر روسی عورت میڈم نرشکین نے مجھ سے گفتگو کی خواہش کی۔ وہ لمبے قد کی آہو چشم اور بہت رحمدل عورت تھی۔ اور سابق ملکہ کی خاص محرم راز سہیلیوں میں رہ چکنے کے باعث محلاتِ شاہی کے ہر راز اور ہر دستور سے واقف تھی۔ اس کی عقل و فراست کا ثبوت یہ ہے سابق زار بھی اُس کی لیاقت کا اعتراف کرتے تھے اور بڑی حد تک اس کا اَدب بھی کرتے تھے۔ مرحوم زآر کے انتقال کے بعد اس نے ہماری زآرینہ کی ملازمت اختیار کر لی۔ مگر محلات کے نجی کاموں میں اس وقت بھی اس کا مشورہ لینا نہایت ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اور حقیقتاً اس کا مشورہ ایسا اٹل ثابت ہوتا کہ اس میں تبدیلی کی قطعی گنجائش نہ ہوتی۔

اس نے مجھ سے جو گفتگو کی۔ وہ محلات کے اندرونی حالات کے متعلق

تھی۔ لیکن جب وہ رخصت ہونے لگی تو وہ زارینہ کے طرزِ عمل پر خاموش نہ رہ سکی اُس نے کہا:۔

"افسوس زارینہ دربار کے جرمن افسروں کی بہت زیادہ طرفداری کرتی ہیں۔ مان لیا کہ تم جرمنی میں پیدا ہوئیں۔ پھر بھی روسی ہو۔ اور محض یہی وجہ ہے کہ میں نے اس وقت اظہارِ حقیقت کی جرارت کی۔"

بیشک اُس نے جو کہا وہ صحیح تھا۔ مگر میں نے ان تمام واقعات کو زارینہ کی نادانی ظاہر کیا اور کہا:۔

"میرے خیال میں اس کی کوئی خاص وجہ نہیں۔ ان کا مزاج ہی کچھ ایسا ہے۔"

میڈم نرشکین ۔ ہوسکتا ہے یہ صحیح ہو۔ لیکن تمام ذمہ دارانہ فرائض کی انجام دہی کے لئے جرمن باشندے ہی منتخب کئے جاتے ہیں۔ اس لئے جرمنی کی بے جا طرفداری اور روسی حقوق کی پامالی کے باعث رعایا میں بدظنی پھیل رہی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ زارینہ ایک روسی بیگم اور مُلک کی ایک ہمدرد کی حیثیت سے رعایا کے دلوں پر حکومت کریں۔

اس گفتگو کے بعد بھی مختلف اوقات میں میں نے اکثر اس کی باتوں پر غور کیا ہے۔ اور میں جس قدر غور کرتی ہوں اسی قدر میرے دل میں اس کی وقعت بڑھتی جاتی ہے۔

بدشگونی

اوپر جس قدر واقعات لکھے گئے ہیں۔ ان سے یہ حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے کہ زارینہ روسیوں سے بدظن تھیں۔ اس کے علاوہ شاید بدقسمتی بھی ان کے شریکِ حال تھی کہ کبھی کبھی اتفاقیہ طور پر ایسے حادثات بھی ہو جاتے تھے جن سے زارینہ کو دُور کا بھی تعلق نہ تھا۔ لیکن بھڑکی ہوئی رعایا ایسے تمام واقعات زارینہ کے سر تھوپ دیتی۔ اور جہاں کہیں رنجدہ اور غم آمیز واقعہ رونما ہوتا فوراً مشہور ہو جاتا کہ زارینہ کے باعث یہ بدشگونی ہوئی ہے۔

تخت نشینی میں شریک ہونے کے لئے ہم جس روز ماسکو پہنچے۔ اسی شب کو سفیر آسٹریا کی جانب سے رقص کا انتظام کیا گیا اور اس نے زار کی خوشنودی کے سبب کافی سے زیادہ روپیہ خرچ کیا۔ لیکن رقص شروع ہونے سے دو گھنٹے پہلے بذریعہ تار اطلاع ملی کہ آسٹریا کے بادشاہ فرانسیس جوزف کے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے محفل ملتوی کر دی گئی۔

میں نے زارینہ کو اطلاع کی انھوں نے لاپروائی سے جواب دیا:۔

"بُرا ہوا مگر نکی کو مسرت ہوگی وہ رقص سے نفرت کرتا ہے۔"

محفل ملتوی ہونے پر نکی گفتگو میں انھوں نے بے نیازی ضرور برتی۔ مگر افسوس کا اظہار بھی کیا۔ اور ظاہر ہے کہ محفل کے ملتوی ہونے میں زارینہ کو دُور کا تعلق بھی نہ تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اس مرگِ ناگہانی کو بھی بدشگونی سمجھا گیا۔

اس واقعہ کے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ اکثر حادثات کو خواہ مخواہ بدشگونی

سمجھا گیا۔ مگر اس سے میرا مقصد یہ ہرگز نہیں ہے کہ زارینہ روسیوں کی بدخواہ نہ تھیں، یا الفت کا جذبہ اُن کے رگ و ریشہ میں کارفرما نہ تھا۔ بلکہ مجھے کہنا چاہیئے کہ قیصر جرمن کی تجویزوں کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے وہ روسیوں کو نقصان پہنچانے اور ان کی جڑ کاٹنے پر ہر وقت تیار رہتی تھیں۔

زارینہ اور قیصر کی خفیہ گفتگو

دوسرے روز جب کریمیا میں تاجپوشی کی رسم ادا ہونے والی تھی۔ تاجپوشی سے پہلے زارینہ کا بیگ لینے کے لئے میں اُن کے کمرے میں گئی کمرے میں زارینہ اور قیصر کو خفیہ گفتگو میں مشغول پاکر مجھے تعجب ہوا قیصر ولیم سفید وردی پہنے ہوئے تھے اور زارینہ رسم کی ادائیگی کے لئے نہایت دیدہ زیب اور بیش قیمت لباس میں ملبوس تھیں اور جانے کے لئے تیار کھڑی تھیں۔ قیصر غالباً اُن کو بتا رہے تھے کہ آئندہ اُن کا طرز عمل کیا ہونا چاہیئے۔

زارینہ۔ (میری موجودگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے) اس سے آپ کا کیا مقصد ہے؟ مجھے یہ پیچیدہ باتیں پہیلیاں معلوم ہوتی ہیں۔

قیصر۔ فی الحال تم میرا مفہوم نہیں سمجھ سکتیں۔ لیکن ایک وقت ضرور آئے گا کہ تم میرے مشورہ کو صحیح تسلیم کرو گی۔ مطمئن رہو۔ رُوسی ابھی حقیقت حال سے باخبر نہیں ہو سکتے۔ تم اُن کی ملکہ ہو۔ اور تمھارا فرض ہے کہ تم اُنھیں صحیح راہ پر چلاؤ، تاکہ اُن میں زمانہ حال کی ضروریات سمجھنے کی صلاحیت

پیدا ہو۔

زارینہ۔ آپ کی خواہش پوری ہونی ناممکن ہے۔ ان کے خیالات آپ کی خواہش کے برعکس ہیں۔

قیصر۔ ان کے خیالات کو دُرست کرنا تمھارا کام ہے۔ تم عقلمند لڑکی ہو۔ اور محض اِس لئے میں نے تمھیں منتخب کیا ہے۔ تمھیں اپنے فرائض کا خیال رکھتے ہوئے نکی کو اپنا ہمخیال بنالینا چاہیئے۔ خدا کو منظور رہے تو تم ضرور کامیاب ہو گی اور میں ہمیشہ تمھاری امداد کے لئے تیار رہوں گا۔

ان کی اس قدر گفتگو سُن کر میں بیگ لئے ہوئے کمرے سے اس طرح باہر آگئی گویا میں نے ایک لفظ بھی نہیں سُنا۔

اتفاقیہ حادثہ

نصف گھنٹے بعد ہم سب کریمیا پہنچے۔ بظاہر وہاں ہمارا پُرجوش خیر مقدم ہوا۔ لیکن کبھی کبھی عوام نفرت و حقارت سے رُوسی زبان میں کہہ اُٹھتے تھے:۔

"دیکھئے جرمنی بیگم صاحبہ تشریف لاتی ہیں"

زارینہ روسی زبان سے ناواقف تھیں اس لئے کوئی غیر خوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ وہ روسی زبان سے واقف ہوتیں تو نہیں کہا جا سکتا کہ وہ فقرے کس طرح تیرو نشتر بن کر چبھتے۔

تاجپوشی کے فوراً بعد ایک حادثہ پیش آیا۔ جو حسب دستور بدشگونی پر

مبنی سمجھا گیا اور جو عرصہ تک معمہ ہی رہا۔ اور اس کو صرف وہ ہی سمجھ سکے جنھوں نے اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ان دیکھنے والوں میں سے ایک میں بھی ہوں۔

تاجپوشی کے بعد حسب دستور زارا ور زارینہ اُس گرجا کی طرف روانہ ہوئے جہاں روس کے شہنشاہ دفن کیے جاتے ہیں۔ گرجا کے قریب پہنچکر زار کی طبیعت یکایک ناساز ہوئی۔ وہ چند منٹ تک ڈگمگاتے رہے۔ اور اور پھر زمین پر گر پڑے۔ عصائے سلطنت ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا اور اس پر بنے ہوئے روسی عقاب کا ایک بازو ٹوٹ گیا۔ پادری نے جو ہمراہ تھا بیہوش زار کو اٹھا کر گود میں لٹا لیا۔ اور پانی کے چھینٹے دیکر ان کو ہوش میں لایا گیا۔ اس حادثہ کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ تاج وزنی ہے اور لباس بھی بھاری ہے۔ لیکن عوام کی نظروں میں یہ واقعہ بھی بدشگونی پر مبنی تھا۔

باغیوں کی سرگرمیاں

دوسرے روز ماسکو میں ضیافت اور رقص کی محفلیں منعقد ہوئیں۔ اور درباری افسروں کی جانب سے بھی اس قسم کی ایک محفل کا انتظام کیا گیا۔

تاجپوشی کے موقع پر ماسکو اور قرب وجوار کے غریبوں اور کسانوں کو اعلیٰ پیمانہ پر دعوت دینے کی رسم آباواجداد سے چلی آتی ہے اور اس عظیم الشان دعوت کے لئے شہر سے دو میل دُور ایک میدان مقرر ہے۔ جہاں لاکھوں

متنفس دعوت میں شریک ہوتے ہیں۔ اور زآر و زآرینہ کے لیے بھی ایک پلیٹ فارم بنایا جاتا ہے۔ جہاں وہ اپنے درباریوں کے ہمراہ فوج کے جھرمٹ میں بیٹھ کر تماشے ملاحظہ کیا کرتے ہیں۔

اس موقعہ پر مسرت و انبساط اور عیش و نشاط کے صدہا سامان کیے جاتے ہیں۔ اور دعوت کے بعد مردوں کو پیالے اور عورتوں کو رومال انعام دئے جاتے ہیں۔

اتفاقاً اس روز جبکہ یہ جشن ہونے والا تھا میری طبیعت کچھ علیل تھی۔ اور اسی لئے میں وہاں جانے کے لئے تیار نہ تھی۔ لیکن زآر و زآرینہ کی روانگی کے مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ قبل زآرینہ پریشان اور گھبرائی ہوئی میرے کمرے میں داخل ہوئیں اور نیلے رنگ کا ایک کاغذ مجھے دیکر لرزتے ہوئے لہجہ میں بولیں:۔

"دیکھو جینیڈا! یہ پراسرار کاغذ مجھے نکی کی میز پر پڑا ہوا ملا ہے ـــــ لیکن نکی نے اس کاغذ کے متعلق مجھ سے کچھ نہیں کہا۔"

نیلے کاغذ پر روسی زبان میں لکھا تھا:۔

"ہم لوگ جلاوطن کیئے ہوئے جو روف رسلی اور دبیرا فولی کے دوست ہیں اور آپ کو مطلع کرتے ہیں کہ آپ کو اپنی جان عزیز ہے تو آج دعوت میں تشریف نہ لیجائیں۔ آپ نے ایک جرمنی عورت سے شادی کرکے روس کی عزت

برباد کردی۔ تمام رعایا آپ کی بیوی سے ناراض ہے اور اس کو زارینہ بنانا اچھا نہیں سمجھتی۔ ہم سب روسی زارینہ چاہتے ہیں۔ برلن کی گڑیا ہماری نظروں میں کچھ وقعت نہیں رکھتی۔"

خط پڑھ کر میں بھی سٹپٹا گئی۔ زارینہ اس خط کو دیکھنے سے پہلے ہی دعوت میں شرکت کے لئے تیار ہو چکی تھی۔ میں نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اب دعوت میں شرکت کے متعلق اُن کا کیا خیال ہے، ان کی طرف دیکھا۔ ان کا چہرہ زرد تھا۔ اور تشویش کے آثار نمایاں تھے۔

زارینہ۔ کیوں جنیڈا؟ اس تحریر کا مقصد کیا ہے۔ کیا الکزنڈر ثانی کی طرح یہ لوگ ہمیں بھی قتل کرنا چاہتے ہیں؟

میں۔ یہ خط گمنام ہے۔ اور غالباً شہنشاہ نے اسی وجہ سے اس پر توجہ نہیں کی۔

زارینہ۔ ایک گھنٹہ ہوا خفیہ پولیس کا چیف آفیسر نکی کے پاس آیا تھا ممکن ہے اس کو اسی لئے بلایا ہو۔

میں۔ (زارینہ کو مطمئن کرنے کے لئے چہرہ کو پر مسرت بنا کر) ایسی صورت میں کہ خفیہ پولیس چپہ چپہ پر پھیلی ہوئی ہے۔ تفکر کی کوئی ضرورت نہیں۔

زارینہ۔ (تفکر آمیز لہجہ میں) تعجب یہ ہے کہ یہ خط محل میں کس طرح آیا۔ اور اس کا لانے والا کون ہے۔ میری نظر اس پر پڑی تو میں فوراً ہی اس کو لے کر

نتی کے پاس گئی۔ لیکن اُس نے مسکراتے ہوئے صرف یہ کہا کہ:۔

"اس خط کو میں نے اپنی میز پر پڑا ہوا دیکھا تھا"، زارینہ نے مجھے بتایا تھا کہ یہ خط سکریٹری کی معرفت نہیں آیا۔ یہ سمجھ لینا غلط نہ ہوگا کہ باغی ہمارے محل میں بھی موجود ہیں۔

میں۔ یہ خیال صحیح بھی ہو تو خوف کی ضرورت نہیں۔ ایسی صورت میں سُراغ جلد مل جائے گا۔

زارینہ۔ کیوں جنیڈا! تمھیں بھی احساس ہے کہ روسی مجھ سے نفرت کرتے ہیں ——— محض اس لئے کہ میں جرمنی ہوں ——— لیکن اِن سے بدرجہا زیادہ میں ان سے متنفر ہوں۔ کیونکہ یہ بھیڑ سے زیادہ بُزدل ہیں ———

مجھے اِن خیالات سے رنج ہوا۔ وہ اس سخت گیری کے باعث رعایا کے دل پر حکومت نہ کر سکیں حق پوشی ہوگی۔ اگر اس کے ساتھ میں یہ نہ کہوں کہ بدقسمتی سے واقعات ہی کچھ اس قسم کے رونما ہو رہے تھے کہ ان کا تنفر بڑھتا ہی گیا۔ چنانچہ اس خط نے آگ پر پٹرول کا کام کیا۔ اور وہ روسیوں سے بیزار ہوتی چلی گئیں۔

زارینہ (لرزتی ہوئی آواز میں) جنیڈا! مجھے تو آج دعوت میں شریک ہوتے ہوئے خوف معلوم ہو رہا ہے۔ اور میرا دل دھڑک رہا ہے۔ تمہیں شاید

ردم کا میلہ یاد ہو ——— اور آہ اس کا خوفناک انجام ——— مرنے والے بگیناہ روڈلف کی یاد نے ان کو بے قرار کر دیا۔

مبں۔ نضول پریشان نہ ہوئیے۔ اور خط شہنشاہ کو واپس کر دیجئے۔ تقریب میں آپ کی شرکت فرض ہے۔ آپ شریک نہ ہوئیں تو عوام میں انتشار پیدا ہو جائے گا۔ آپ کی شرکت انتشار کو دُور کر سکتی ہے۔

نازینہ۔ بیشک میں انتشار زائل کر سکتی ہوں ——— اور یہی نہیں بلکہ میں یہ بتا سکتی ہوں کہ جرمن دُنیا میں سب سے افضل ہیں۔

ہزار ہا جانوں کی ہلاکت

اسی اثنا میں خادم نے دعوت کی شرکت کے لئے نازینہ کو نزارہ کا پیغام پہنچایا۔

اور میں خاموش رہ گئی۔

جب ہم مصروفِ گفتگو تھے، میلہ کے میدان میں ایک عبرتناک حادثہ رونما ہوا جس کو پوشیدہ رکھنے کے لئے انتہائی کوششیں کی گئیں، لیکن وہ چھُپ نہ سکا۔

باغیوں سے مرعوب ہو کر پولیس کا کافی انتظام تھا۔ میلہ کے میدان کے چاروں طرف گہری خندقیں کھود کر پانی بھر دیا تھا اور آمد و رفت کے لئے ایک دروازہ تھا۔ تاکہ تقریب میں شریک ہونے والے صرف ایک محدود جگہ سے آ جا سکیں۔

بہتر سے بہتر نشست حاصل کرنے کے لیئے ہر شخص قبل از وقت اس میں داخل ہونے کا خواہشمند تھا۔ اس وقت تک وہاں کوئی آفیسر نہ پہنچا تھا۔ اس لیئے فوج مانع تھی۔ بالآخر فساد ہوا اور اس قدر بڑھا کہ لاتعداد عورتیں اور بچے پیروں تلے کچلے گئے اور سینکڑوں آدمی خندق میں گرنے کے باعث ڈوب گئے محققین کا اندازہ ہے کہ ایک گھنٹہ میں کئی ہزار جانوں کا خاتمہ ہوا۔

فوج نے میدان کو لاشوں سے جلد صاف کرنے کی کوشش کی لیکن شہنشاہ کی آمد سے قبل بے گنتی لاشوں کو ہٹا دینا غیر ممکن تھا۔ اس لیئے جلدی میں سینکڑوں لاشوں کو درختوں سے ڈھک دیا گیا۔ اور بہت سی لاشیں اس پلیٹ فارم کے نیچے چھپا دیں جو تاجپوشی کے لیئے بنایا تھا۔

اس پلیٹ فارم پر جس کے نیچے روسی مرد اور عورتیں اور بچے نہایت بیکسی کی حالت میں پڑے ہوئے دم توڑ رہے تھے۔ تاجپوشی کی رسم ادا ہوئی اور زارینہ نے متواتر پانچ گھنٹے اس چبوترے پر بیٹھ کر ہر قسم کی تفریح میں حصہ لیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ میلے کے میدان میں پہنچنے سے قبل زار کو معلوم ہو چکا تھا کہ زبردست بلوہ ہونے کے باعث لاتعداد انسان موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں اور ان کی لاشیں بے گور و کفن پڑی ہوئی ہیں۔ مگر اس نے کہا:۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ چند معمولی آدمیوں کے ہلاک ہونے سے جلسہ کیوں

ملتوی کیا جائے۔"

یہ بھی سُنا گیا کہ زارینہ بھی اس غمناک حادثہ کی خبر سننے کے بعد مسکرا کر خاموش رہ گئیں۔

اِن دونوں کی اس بربریت کی اطلاع روس کے طول و عرض میں پھیل گئی جو رعایا کے دِل مجروح کر دینے کے لئے کافی تھی۔

ممکن ہے یہ محض افواہ ہو۔ لیکن عوام سے پوشیدہ نہیں کہ اس زبردست حادثہ پر زار اور زارینہ نے اظہارِ افسوس کے لئے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

مجھے میڈم نرشکین سے شام کو سات بجے اس حادثہ کی اطلاع ملی اور اظہارِ افسوس کے لئے میں اسی وقت زارینہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

زارینہ نہایت ہی دیدہ زیب لباس میں ملبوس بزمِ رقص میں جانے کے لئے تیار تھیں جو جشنِ تاجپوشی کے سلسلہ میں سفیر فرانس نے منعقد کی تھی۔

میں نے افسوس کا اظہار کیا تو زارینہ بولیں:۔

"رُوسیوں کی بُزدلی کے متعلق میں آج ہی صبح تم سے تذکرہ کر چکی ہوں ـــــ آج کے حادثہ میں کچھ لوگ کام بھی آگئے تو کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ جہاں مجمع کثیر ہوتا ہے۔ وہاں دو چار آدمی ضرور تلف ہو جاتے ہیں ـــــ سفیر فرانس نے ابھی دریافت کرایا تھا کہ کیا ناچ ملتوی کر دیا جائے، میں نے کہا چند مفلس کسانوں کی

مرگِ اتفاقیہ کے باعث ہم اپنی تفریح کیوں برباد کریں"

اُف وہ کس قدر بے رحم ہو چکی تھیں کہ اس قدر عبرتناک حادثہ سے بھی متاثر نہ ہوئیں۔

جب زار اور زارینہ رقص کی محفل میں لطف اٹھا رہے تھے۔ مرحوم زار کی بیگم ہسپتال میں زخمیوں کی مرہم پٹی میں مصروف تھیں۔

زار اور زارینہ کی اِس حد سے بڑھی ہوئی بے نیازی پر ایک باغی اخبار نے یہاں تک لکھ دیا کہ:۔

"ہمارے بادشاہ اور بادشاہ بیگم غریب رعایا کی لاشوں پر رقص کر رہے ہیں۔ لیکن عنقریب وہ دَور آرہا ہے کہ رعایا زار و زارینہ کی لاشوں پر ناچے گی"

قیصر کی زبردست چال

روسی سرمایہ داروں کی کثیر تعداد عیش و عشرت کے لئے سال کے اکثر مہینے روس سے باہر گذارنے لازمی سمجھتی ہے اور ملک کے مایۂ ناز ملک التجار اور بڑے بڑے جاگیردار سیر و تفریح کے لئے ہر سال لندن۔ روم اور پیرس وغیرہ جا کر کئی کئی مہینے گذار دیتے ہیں۔ اور ان کی عدم موجودگی میں ان کے تمام کاروبار اور ریاستوں کے تمام و کمال انتظامات جرمنی ملازموں کے سپرد ہوتے ہیں۔ اور وہ اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کے سبب روسی ملازمین سے بدسلوکی کے ساتھ

پیش آتے ہیں۔

غریب روسی کسانوں اور کارخانے میں کام کرنے والے روسی کاریگروں کو ایسے تمام جرمنی عہدہ داروں سے سخت شکایت ہے۔ اعلیٰ عہدے صرف جرمنیوں کو تفویض کیے جاتے ہیں ——— دراصل اس میں بھی قیصر کی زبردست چال تھی کہ وہ زآرینہ کی امداد سے ملک کو جرمنوں سے بھر دینا چاہتا تھا۔

زآرینہ نے تکمیل مقصد کے لئے جس قدر سرگرمی سے کام لیا۔ عوام کو یقین ہوتا گیا کہ جرمن ہونے کے باعث زآرینہ ملک اور رعایا دونوں سے نفرت کرتی ہیں۔ اِسلئے رعایا کی بدظنی بڑھتی گئی اور وہ لوگ بھی جو شہنشاہیت کے حامی تھے۔ بغاوت میں حصہ لینے لگے۔ عوام کی مخالفت کی انتہا یہ تھی کہ جب کبھی زآرینہ ماسکو یا پیٹرزبرگ میں تفریح کے لئے گاڑی میں سوار ہو کر سڑکوں سے گزرتیں تو لوگ نہایت حقارت سے کہا کرتے:۔

"دیکھئے وہ جرمنی شہزادی تشریف لا رہی ہیں"

اس میں کلام نہیں کہ زآرینہ عوام سے نفرت کرنے اور اپنے افعال کو پُراسرار بنا لینے کے باعث دُور ہوتی چلی گئیں۔

زآرینہ زار کی اجازت سے وقتاً فوقتاً اپنے وطن بھی جایا کرتی تھیں جرمن میں ان کا داخلہ کبھی زارینہ کی حیثیت سے ہوتا اور کبھی کبھی نجی طور پر

بھی جاتی تھیں۔ وہ جب کبھی وہاں جاتیں۔ قیصر ولیم سے ضرور ملاقات ہوا کرتی۔ اور وہیں روس کو تباہ کرنے کی سازشیں بھی ہوتی تھیں۔

زارینہ اپنا ہر راز مجھ سے کہہ دیتی تھیں۔ اس لئے قیصر سے ان کی جو گفتگو ہوتی اس سے باخبر ہونا میرے لئے دقّت طلب نہ تھا۔

ایک مرتبہ جب وہ اپنے خاص وطن ڈامراسٹیٹ میں تھیں انھوں نے مجھ سے کہا۔

قیصر کی خواہش ہے کہ کاونٹ پال کو دربار سے نکال دیا جائے۔ وہ شریف درباری ہے اس لئے مجھے اس معاملہ میں مداخلت کرتے ہوئے رنج معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مجبور ہوں۔ قیصر کی ادنیٰ خواہش حکم کا درجہ رکھتی ہے۔

دس روز بعد پال کسی خفیہ الزام پر دربار سے نکالا گیا۔ اس بے عزتی پر اس مظلوم نے وطن کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔ اور تین چار سال بعد نہایت عسرت کی حالت میں لندن میں اس کا انتقال ہوا۔

اس عبرتناک واقعہ سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ قیصر کی ہر خواہش زارینہ کے لئے حکم کا درجہ رکھتی تھی۔ زارینہ کی وساطت سے صرف روسی آفیسروں ہی پر دباؤ نہیں ڈالا۔ بلکہ پادریوں کی عدالت پر بھی حکمرانی کی۔ محض اس کی خوشنودی کے لئے پادریوں کی عدالت نے اکثر ذلیل کام انجام دیئے۔ اور کاونٹ ٹالسٹائی کو محض اسی کے ایما پر جلاوطن کیا گیا۔

چار سال کے قلیل عرصہ میں زارینہ نے دربار کو جرمنی درباریوں سے آراستہ کرلیا۔ وہاں صرف جرمنی باشندوں اور جرمنی کے حامیوں اور ہمدردوں کی عزت ووقعت کی جاتی۔ اور مخالفین کو کسی نہ کسی جُرم میں دربار سے نکال دیا جاتا تھا۔

زارینہ کا مقولہ تھا۔ کہ انگریزوں نے روسیوں کو پھسلا لیا ہے لیکن جب تک روس، جرمن سے تعلقات مستحکم نہ کرے گا۔ اس کا وجود خطرہ میں ہے۔ میں زارینہ کے خیالات سے باخبر تھی کہ وہ روسیوں سے نفرت کرتی ہیں۔ اس لئے میں ایسے معاملات پر رائے زنی کرنے سے پرہیز کرتی تھی۔ زارینہ کی مخالفت کرنا میری طاقت سے باہر تھا۔

عملیات کی پُراسرار محفلیں

قیصر نے زارینہ کو آلہ کار بنا کر جس قدر تغیرات رونما کرائے اور جو حیرت خیز چالیں چلیں۔ ان میں سب سے زیادہ دلچسپ اور تحیر خیز کرشمہ سازی یہ ہے کہ اکثر اہم معاملات میں اس نے عملیات کی امداد سے کامیابی حاصل کی۔ لیکن دُنیا آج تک اس کی اس چالاکی سے لاعلم ہے۔

زارینہ کو عملیات پر اعتقاد تھا۔ لیکن وہ عالموں کو فریبی اور دغاباز سمجھتی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ عملیات کی سچائی میں کلام نہیں۔ مگر جو لوگ اس کے عامل ہیں وہ دھوکہ باز ہیں۔ اور غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ اس کے باوجود پورے

ہر گوشہ سے عامل طلب کئے جاتے اور زارینہ یا زار کے محل میں نہایت پوشیدہ طور پر عمل پڑھوائے جاتے تھے۔ نتیجہ کے طور پر جو کچھ ظہور پذیر ہوتا وہ زار کے لئے پتھر کی لکیر تھا۔

عملیات کی ان مجلسوں میں شریک ہونے کا فخر مجھے بھی ہے۔ ان مجلسوں میں اکثر سابق زار کی رُوح کو بلا کر سوالات کئے جاتے کہ سلطنت کے فلاں فلاں اہم اُمور کے لئے مفید راہ عمل کیا ہے اور یہ کہ کس کس کو برخاست کیا جائے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ پھر اس کی جگہ کس کو فائز کیا جائے۔

اکثر اوقات زارینہ دغا باز عاملوں کو پڑھا دیا کرتی تھیں کہ زار کے روبرو وہ ارواح سے زارینہ کے حسب دِل خواہ بیان دِلوائیں۔

ان فریبی عاملوں کو کثیر رقمیں اور قیمتی تحفے دیے جاتے۔ اور زارینہ خود بھی عمل پڑھ کر حسب منشا رتغیر و تبدل کرا لیتی تھیں۔

بطور نمونہ یہاں ایک واقعہ درج کرتی ہوں۔ جس میں عملیات سے امداد لی گئی۔

ماسکو کا محب وطن معمر گورنر نہایت شریف آدمی تھا۔ اور اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہا تھا۔ اور عوام میں اس کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ لیکن زارینہ کی خواہش تھی کہ اس کی جگہ ان کے بہنوئی سرجے الیکزینڈرو وچ گورنر بنائے جائیں۔ اس لئے انھوں نے عمل کے ذریعہ اس کو برخاست کرنے

کے احکامات جاری کر دیئے۔

رعایا کو جب یہ معلوم ہوا کہ محب وطن گورنر کی بجائے زارینہ کے بہنوئی گورنر مقرر کیئے گئے ہیں تو ہیجان برپا ہو گیا۔ اور گورنر کو جس وقت برطرفی کی اطلاع ملی۔ وہ فوراً محل میں آیا اور زار سے جو کچھ اُس نے کہا۔ اس سے میں لاعلم ہوں۔ لیکن روانگی کے وقت جب آخر مرتبہ وہ مجھ سے ملا تو اُس نے کہا:۔

"آجکل روس پر جرمن حکمراں ہیں"

دو سال بعد وہ مظلوم دنیا سے چل بسا۔ عوام کو یہ احساس اسی وقت ہو گیا تھا۔ کہ یہ زارینہ کی سازش ہے۔ لیکن یہ راز آج تک راز ہی رہا۔ کہ اس کامیاب سازش میں عملیات سے امداد لی گئی تھی۔

عوام کو اسی وقت یقین ہو گیا تھا کہ یہ زارینہ کی سازش ہے۔ چنانچہ ماسکو میں سنسنی پھیل گئی۔ اور عوام کے جذبات کو اس قدر ٹھیس لگی کہ حفظ ماتقدم کے طور پر خفیہ پولیس کے آفیسروں نے زارینہ کو شہر آنے کی ممانعت کر دی۔

زارینہ کی سوکن

رعایا میں زارینہ سے نفرت کے جذبات ترقی پاتے گئے زارینہ کے ہاں اس وقت تک کوئی اولاد نہیں تھی۔

اور نہیں معلوم کس وجہ سے عوام کو یہ اُمید تھی کہ زارینہ کے ہاں اولاد نہ ہو گی۔ اس لئے روسی تخت کے حقدار کی پیدائش کے لئے وہ نئی ملکہ کے آرزومند تھے۔

زارینہ کا اظہارِ نفرت

رعایا کی بغاوت کا احساس زارینہ کو بخوبی ہو چکا تھا لیکن وہ رعایا کی مخالفت سے لاپرواہ تھیں۔ اور انھوں نے زیادہ سرگرمی سے نفرت کا اظہار شروع کر دیا۔ ان کو یقین تھا کہ حکومت کا اہل صرف جرمنی ہے اور روسی محض بیوقوف ہیں۔

ایک روز جب وہ باغ میں ہواخوری کر رہی تھیں اُنھوں نے مجھ سے کہا:۔

"جنیڈا! روسی بالکل گنوار ہیں۔ میں ان سے سخت نفرت کرتی ہوں۔ مجھے یقین ہے اور قیصر بھی مجھ سے متفق ہیں کہ روسی جب تک جرمن کے زیر نگیں نہ ہونگے ان کو تہذیب ہرگز نہ آئے گی۔"

زار کو خواب میں بھی خیال نہیں تھا کہ زارینہ ملک سے بغاوت کریں گی یا چالاک قیصر کے فریب میں پھنس کر نیک و بد کی تمیز سے قاصر رہیں گی۔ اور روسی رعایا سے بدرجۂ غایت نفرت کرینگی ــــــ اس لئے اُس نے زارینہ کو غیر معمولی اختیارات دئے ہوئے تھے۔ ایسے خاص اختیارات ــــــ جو سابق زار نے بھی کبھی اپنی ملکہ کو نہ دیئے تھے۔

ہر دلعزیز پادری کی توہین

ہم سب سمندر کی سیر کی غرض سے ماسکو سے روانہ ہوئے۔ سفر میں زارینہ نے روسیوں سے اپنی دِلی نفرت کا اظہار کچھ اس طرح کیا کہ زار بھی ہٹپٹا کر رہ گئے۔

گاچینا کے ریلوے سٹیشن پر شاہی ٹرین اتفاقاً ایک مسافر گاڑی کے بالمقابل کھڑی ہوگئی۔ اور اتفاقیہ زار جب کھڑکی کے قریب کھڑے ہوئے تو مسافروں نے نعرہ ہائے مسرت بلند کئے۔ مشہور پادری ریورسکی نے کھڑکی کے قریب آکر زار کو دعائیں دیں۔ زار نے پاس ادب سے ٹوپی اُتار کر پادری کو سلام کیا۔ اور پادری کے دیدار حاصل کرنے کے لئے زارینہ کو بُلایا۔ پادری نے ہاتھ اٹھا کر انھیں بھی دُعائیں دیں۔ لیکن انھوں نے فوراً رُخ پھیر کر زار سے کہا:۔

"فقیروں کے سامنے بلا کر تم مجھے خواہ مخواہ پریشان کرتے ہو۔ میں ان کی دعاؤں کی طلبگار نہیں۔ اپنی عزت اور خودداری کو اسقدر گرا دینا تم ہی کو زیب دیتا ہے"

زار تو خائف ہو کر اور ایک لمبا سانس لیکر رہ گئے۔ لیکن رعایا کو جب علم ہوا کہ زارینہ نے ان کے ہر دلعزیز پادری کی توہین کی ہے تو تمام ملک میں ہیجان پھیل گیا۔

زارینہ کا محکمہ سُراغرسانی

سابق زار کے انتقال کے پانچ سال بعد تک باغیوں نے نمایاں طور پر کوئی بغاوت نہیں کی۔ البتہ پوشیدہ طور پر سازشیں ہوتی رہیں۔ تاجپوشی سے پہلے بھی زار و زارینہ کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ لیکن سازش کا راز کھُل گیا اور

باغی گرفتار ہو گئے۔

حکومت کی خفیہ پولیس کے علاوہ زاآرینہ نے اپنا محکمہ سُراغرسانی علیحدہ قائم کر رکھا تھا۔ جس کی وساطت سے وہ اپنے ہر دوست دشمن پر کڑی نظر رکھتی تھیں۔ اس محکمہ کا افسر اعلیٰ ایچ نامی ایک معمر جرمنی تھا۔ لیکن اس نے عرصہ سے روس میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ اس لئے عام طور پر اسے روسی تصور کیا جاتا تھا۔ اور حقیقت صرف دو چار آدمیوں کو ہی معلوم تھی۔ جن میں ایک میں ہوں۔ دربار میں وہ ایک فرانسیسی کمپنی کا ایجنٹ مشہور تھا اور وہ جب کبھی زاآرینہ سے ملاقات کے لئے آتا تو یہی سمجھا جاتا کہ وہ زاآرینہ کے لئے نئے جواہرات لایا ہے۔

زاآرینہ کا خیال تھا کہ وہ نہایت عقلمند آدمی ہے۔ اور کسی کا کوئی راز ایسا نہیں جو اس سے پوشیدہ رہ سکے۔ وہ اپنے ذہین اور مستند ماتحتوں کے ذریعہ نہایت آسانی سے ہر شخص پر نظر رکھتا ہے۔"

اس میں کلام نہیں کہ زاآرینہ کے خیالات حرف بحرف صحیح تھے۔ اور روس کا کوئی راز ایسا نہ تھا جو اُس سے مخفی ہو۔

پولیس اس غلط فہمی میں مبتلا تھی کہ وہ محکمہ خارجہ میں کام کرتا ہے اور اور کسی کو خواب میں بھی خیال نہ تھا کہ وہ زاآرینہ کا خاص جاسوس ہے۔ اور روس میں جرمنی کے مفادات کے لئے تعینات ہے۔ ملکہ نے اِسے خاص تحریر دے رکھی

تی جس کو دکھا کر وہ ہر وقت بغیر روک ٹوک محل میں آسکتا تھا۔

زآر کے تخت نشین ہوتے ہی اس کی معرفت نیشنلسٹ پارٹی کی سازشوں
کی خبریں آنے لگیں۔ بعض اوقات ممالک غیر سے بھی اس قسم کی اطلاعات موصول
ہوئیں۔ لندن۔ پیرس اور دیگر مقامات کی سازشوں کی اطلاع زار کو بھی ملی لیکن
زار کو اپنی رعایا پر کامل اطمینان تھا کہ وہ میری مخالف نہ ہو گی۔ اس لئے وہ ایسی خبریں
سُنکر مسکرا دیتے۔

نئی سازش

ایک روز زآر اور زارینہ کے علاوہ دسترخوان پر میں اور
میڈم زرشکین بھی موجود تھیں۔ زآر نے مسکرا کر لاپرواہی کے
لہجہ میں کہا:۔

"آج گریونٹس ایک نئی سازش کی خبر لایا ہے۔ شاید اس کو خیال ہے کہ
میں خوف زدہ ہو جاؤں گا۔ اس کا بیان ہے کہ باغی ہمارے لئے بم بنا رہے ہیں،
اور پولیس ان کو گرفتار کرنے سے قاصر ہے۔"

زآرینہ۔ (بے حد خوفزدہ ہو کر) ہیں یہ کہاں؟

زآر (لاپرواہی سے) میں نہیں کہہ سکتا۔ گریونٹس سے پوچھو۔ اس کو تمام
حال معلوم ہے۔

زآرینہ۔ نکی تمھیں محتاط رہنا چاہیئے۔ پہلے بھی تم ہنسی میں ٹال چکے ہو۔
رات کو میکائیل نے جو کچھ کہا، کیا اُسے بھول گئے۔ حالانکہ باغیوں کی سازش

تم سے پوشیدہ نہیں۔

زار۔ پیاری تمہارا متفکر ہونا فضول ہے۔ جب میں پرواہ نہیں کرتا تو تمھیں بھی فکر نہیں کرنا چاہیئے خدا پر توکل رکھو۔

نازنینہ۔ تمھاری زندگی خدشہ میں دیکھ کر میری بھوک اُڑ گئی اور زندگی ایک مصیبت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن تم اس قدر لاپرواہی برت رہے ہو حالانکہ ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا جاسوسوں سے تمھیں معلوم ہوچکا ہے کہ عنقریب تم پر حملہ ہونیوالا ہے۔

زار۔ خُدا کارساز ہے۔ وہ سب مشکلیں آسان کردے گا۔ پادری گیبن کے اس مقولہ پر مجھے کامل یقین ہے کہ جس شخص کو زیادہ مشکلات سے واسطہ پڑتا ہے وہی شخص بڑی عمر پاتا ہے۔

نازنینہ۔ معزز باپ کی تعریف میں نے بھی سُنی ہے۔ وہ خُدا رسیدہ بزرگ ہیں (مجھ سے) جینیڈا! میں اُن سے ملوں گی۔ یاد رکھنا۔ سمجھیں۔

زار۔ میرے خیال میں وہ مذہب کی آڑ میں سیاسی کام کررہا ہے گرانڈ ڈیوک میکائیل نے اُسے ایماندار اور نیک خصلت ظاہر کیا ہے۔ مگر میں اپنے خیال پر قائم ہوں۔

نازنینہ۔ تمھیں محتاط رہنا چاہیئے۔ اور پولیس کی تعداد بڑھا دینی چاہیئے لاپرواہی اچھی نہیں۔

زار۔ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر خائف ہونا فضول ہے۔ میری طرف کوئی نظر بھر کر بھی نہیں دیکھے گا۔ تم مطمئن رہو۔

زار کو کبھی گمان ہی نہیں ہوا۔ کہ جرمنی کی طرفداری کے باعث ذریردہ روس میں بغاوت کی آگ بھڑکا کر اس کے لئے لا انتہا مشکلات پیدا کرنے کی واحد ذمہ دار زارینہ ہے۔

زار اور زارینہ کی سنگدلی

زار بظاہر بہت بھولے اور لاپرواہ نظر آتے تھے۔ لیکن وہ خود بھی نہایت ہی سنگدل تھے۔ ولی عہدی کے زمانے میں وہ جن لوگوں سے ناراض ہو گئے تھے۔ ان کو انھوں نے تخت نشینی کے بعد نہایت عبرتناک سزائیں دے کر جلاوطن کر دیا اور ان میں سے کسی کو اتنی مہلت بھی نہ دی کہ وہ اپنی بے گناہی ثابت کر سکیں۔

زارینہ کی سنگدلی اس سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ وہ ہر ایسے آدمی کو جس پر انھیں مخالف ہونے کا ذرا بھی شُبہ ہوتا۔ نت نئی تہمتیں تراش کر سائبریا کے برفستان میں بھیجدیا کرتی تھیں جہاں سے اس کا زندہ آنا ایسا ہی محال تھا جیسا کہ شب کو آفتاب کا طلوع ہونا ناممکن ہے۔

سنسنی خیز راز کا انکشاف

نہایت سنسنی خیز واقعہ جو ابھی تک طشت اُز بام نہیں ہوا۔ وہ ہے۔ جو محض اتفاقاً مجھے معلوم ہوا اور یہ جان کر کہ میں اتفاقیہ طور پر اس سے واقف ہو گئی ہوں۔

زآرینہ نے مجھ جیسی سہیلی کو جو بچپن سے اُن کی ہمدم و ہمراز تھی نہ صرف طیش بھری نگاہ سے دیکھا۔ بلکہ اس اندیشہ سے کہ کہیں راز نہ کھل جائے۔ خوف کی تھرتھری نے اُن کے نازک جسم کو کپکپا دیا۔

ایک جرمنی جاسوس عرصہ سے زآرینہ کے پاس اس طرح آتا کہ اس کی آمد کی اطلاع زآر کو کبھی نہ ہوسکی۔ کافی عرصہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ قیصر ولیم کا پیغامبر ہے۔ اور زآرینہ کے نام قیصر کے خفیہ خطوط لایا کرتا ہے۔

ایک مرتبہ جبکہ ہم پیٹر ہاف میں تھے۔ (پیٹرو گریڈ کے سرد محلوں سے نفرت کے سبب زآرینہ عموماً وہیں رہتی تھیں۔) شام کو چار بجے وہ آیا۔ زآرینہ میز پر بیٹھی کچھ لکھ رہی تھیں۔ اس کے آتے ہی میں باہر چلی گئی۔ کیونکہ وہ ہمیشہ تخلیہ میں گفتگو کرتے تھے۔

آدھے گھنٹہ تک میڈم نرشکین سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد میں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور جواب نہ پاکر آہستگی سے دروازہ کھولا۔ دروازہ کھولتے ہی میرے تعجب کی انتہا نہ رہی۔ جب زآرینہ اور جرمن پیامبر کی بجائے میری نظر ایک آفیسر پر پڑی ——— وطن پرور روسی آفیسر دیورکین جو اچانک دروازہ کھٹکھٹانے کے باعث بیحد سراسیمہ ہوکر باہر آرہا تھا۔ دروازہ کھولنے پر مختصر الفاظ میں معافی مانگتا ہوا وہ کمرے سے باہر نکلا اور چلا گیا۔

میز پر کھلی ہوئی ایک چٹھی پر میری نظر پڑی۔ جس پر قیصر ولیم کی مُہر نمایاں

تھی۔ میں فوراً سمجھ گئی ـــــ کہ اسی پیغامبر کا لایا ہوا یہ تازہ خط ہے۔ دوسروں کے ذاتی خطوط دیکھنا اخلاق کے خلاف ہے۔ لیکن قیصر ولیم کی مُہر کے سبب میں اس خط کو دیکھے بغیر نہ رہ سکی اور سرسری طور پر اطمینان کر لینے کے بعد کہ کمرہ میں کوئی اور نہیں ہے۔ میں نے یہ چٹھی کو اٹھایا لکھا تھا کہ :۔

بذریعہ تار پرنس لوبناف کے انتقال کی خبر ملی۔ بہت ہی اچھا ہوا کہ وہ مرگیا وہ ہمارے لئے بیحد خطرناک تھا۔ اس کی جگہ جلد از جلد میوے ردلیف کو تعینات کرادو۔ اس کی وہ شاندار خدمات جو اُس نے بحیثیت سفیر روس انجام دی ہیں، ـــ زآر کے دل پر نقش کر دینی سہل ہیں۔ اور یہ بھی اچھی طرح ذہن نشین کرادو کہ وزارت کے لئے میوے ردلیف سے بہتر آدمی نہیں مل سکتا۔ اگر وہ وزیر بن گیا تو ہماری خواہشات کی تکمیل میں آسانی ہو گی۔ مجھے یقین ہے کہ تم یہ سب باآسانی کر لو گی۔

تمہاری خیریت کا طالب

"ولیم"

خط پڑھ کر حیرت سے میں دم بخود رہ گئی۔ یہ وہ گہرا راز ہے جس کے اُفشاں ہونے سے زارینہ کی تباہی و بربادی یقینی تھی۔ اور جو بدقسمتی سے ایک روسی آفیسر کو معلوم ہو گیا۔ بیشک زارینہ اچانک مصیبت کا شکار ہو چکی تھیں۔

میں بیوے ردیف سکے بارے میں جانتی ہوں کہ برلن میں سفیر روس ہونے کے باعث وہ قیصر کے اشاروں پر ناچتا تھا۔ اس لئے اس میں شک نہیں کہ اس کے وزیر ہوجانے کے بعد جرمنوں کے قدم روس میں اچھی طرح جم جائینگے۔

جیسے ہی میں نے خط میز پر رکھا۔ واقعات سے بے خبر زارینہ گھبرائی ہوئی کمرے میں آئیں اور مجھے اندر دیکھ کر دروازے کے قریب ہی ٹھٹک کر رہ گئیں اور مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے مجھ سے کہا:۔

"جنیڈا۔ اس وقت تم یہاں کیسے؟"

یہ کہہ کر وہ میز کی طرف بڑھیں اور کہا:۔

"نکی نے مجھے بلوایا تھا۔ عجلت میں ایک چٹھی یہاں یونہی پڑی رہ گئی اور مجھے اس کا خیال نہ رہا"

انھوں نے قیصر کا خط اٹھالیا۔ لیکن یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گئیں کہ وہاں ایک دوسرا خط بھی موجود ہے۔

زآرینہ۔ (خشمگیں لہجہ میں) یہ خط کون لایا؟

ان کی زہر آلود نگاہ دیکھ کر میں گھبرا گئی۔ اور زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ وہ دوبارہ نہایت ہی درشت لہجہ میں بولیں۔

"جنیڈا۔ تم کیوں نہیں بولتیں۔ میں تمھیں حکم دیتی ہوں۔ جواب دو"

میں نے خوف سے لرز کر جواب دیا:۔

میں نہیں جانتی۔ کہ یہ خط کون لایا۔ میں جب کمرے میں داخل ہوئی۔ تو میں نے دیورکین کو باہر جاتے ہوئے دیکھا۔

زارینہ کا چہرہ زرد ہوگیا اور انھوں نے گھبرا کر کہا:۔

"کیا کہا؟ دیورکین تو یقیناً اس نے خط پڑھ لیا"

میں نہیں کہہ سکتی۔" جواباً میں نے کہا" جیسے ہی میں نے دروازہ کھولا وہ باہر چلا گیا۔

زارینہ کے چہرے پر پریشانی کے گہرے آثار کی جھلک پیدا ہوگئی اور چند لمحہ تک وہ سوچتی رہیں اور آخر کار تیزی سے جھپٹ کر کمرے سے باہر چلی گئیں۔ اور میں دیر تک سوچتی رہی کہ دیورکین نے قیصر کا خط پڑھ لیا ہے۔ تو زارینہ کی تباہی و بربادی میں کلام نہیں۔

زارینہ نے اسی روز شام کو بذریعہ تار اپنے خاص مشیر راغرسان ایچ کو طلب کیا۔

بھید کھل گیا

زارینہ کو یقین تھا کہ دیورکین نے قیصر کا خط پڑھ لیا ہے، اس لئے دوسرے روز بھی اُن پر خوف طاری رہا۔ اور وہ تمام دن اس واقعہ پر غور و فکر کرتی رہیں۔

اُس روز دو مرتبہ مجھے ان کے کمرے میں جانے کا اتفاق ہوا۔ لیکن اُنھوں نے ہر مرتبہ تخلیہ کی خواہش ظاہر کی۔ دراصل وہ اُس دن بے حد فکر مند تھیں

شام تک وہ اپنے کمرے میں تنہا بیٹھی ناول پڑھتی رہی۔

دیورکین پر زارینہ کا قہر

تیسرے روز میں کھانے کے بعد وقت گزارنے کے لئے اتفاقاً میڈم نرشکین کے پاس گئی۔ تو انھوں نے مجھے دیکھتے ہی خوش آمدید کہا۔ اور پوچھا۔ کہیئے آپ نے کوئی نئی خبر سُنی؟

میں۔ (متعجب ہوکر) نہیں میں نے تو کچھ نہیں سُنا۔

نرشکین۔ محل میں ایک سازش کا علم ہوا ہے۔

میں۔ سازش ــــ محل میں؟

نرشکین۔ ہاں ــــ خیرخواہان سرکار میں سے ایک آدمی جس کا نام دیورکین ہے اس سازش کا سرغنہ ہے۔ کل جب اس کے گھر کی تلاشی لی گئی تو چندکاغذات برآمد ہوئے۔ جن سے ظاہر ہوا کہ شہنشاہ کو زہر دینے کی سازش ہورہی ہے۔

دیورکین کا نام سُنتے ہی میں تصویرِ حیرت بن کر رہ گئی اور بے ساختہ میری زبان سے نکلا۔

کیا کہا؟ دیورکین۔

لیکن دوسرے ہی ثانیہ میں مَیں نے اپنی حالت کو درست کیا اور مَیں سمجھ گئی کہ زارینہ نے اپنے خاص سُراغرساں ایچ کی سازش سے بگناہ دیورکین کو

پھنسوادیا ہے اور وہ بھی محض اس لئے کہ ان کو شبہ ہے کہ ڈیورکین نے قیصر کا خط پڑھ لیا ہے۔

میڈم نرشکین بولیں:۔

معلوم ہوتا ہے کہ تم ڈیورکین سے واقف ہو مجھے یقین نہیں کہ ڈیورکین نے یہ ذلیل کام کیا ہو۔ غریب فوراً گرفتار کر لیا گیا اور آج صبح زار نے اسے عمر قید کا حکم سُنا دیا ——— مجھے اس مظلوم پر بڑا ترس آرہا ہے۔ افسوس اس کی لڑکی ڈیرا یتیم ہو گئی۔ ایسی خوبصورت اور ہونہار لڑکی میری نظر سے نہیں گزری ——— اُف غریب کا کیا حال ہو گا۔

یہ کہہ کر میڈم نرشکین نے رنج و غم سے متاثر ہو کر سرد آہ بھری۔

مَیں۔ ڈیورکین ہمیشہ خیر خواہ سرکار رہا ہے۔ اس لئے اس کے بارے میں نہلسٹ ہونے کا گمان نہیں ہو سکتا۔

نرشکین۔ (سرد آہ بھر کر) بہن یہ صحیح ہے۔ لیکن پولیس کے پاس کافی ثبوت موجود ہیں۔ اس لئے اس کو بے قصور کس طرح سمجھا جائے ——— دو چار ہی روز میں اس کو شیل برگ کے جیل خانے میں بھیج دیا جائے گا۔

شیسل برگ کے جیل خانے کا نام سُنتے ہی خوف کی لہر میرے جسم میں سرایت کر گئی۔

یہ جیل لاڈوگا جھیل میں چھوٹے سے ٹاپو پر واقع ہے۔ اس جیل کے

کبھی واپس نہیں آتے۔ اور قیدیوں کا تذکرہ ہی کیا۔ وہاں کے پاسبان بھی کبھی کنارے تک نہیں آسکتے۔ عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ سائبیریا کی تکالیف کی بہ نسبت اس جیل کے مصائب کئی درجہ زیادہ ہیں۔

زار اور زارینہ کے خلاف سازش

دوسرے روز صبح کو زارینہ محل کی چھت پر کھڑی سمندر کے پُر لطف منظر سے لطف اندوز ہو رہی تھیں اور بہت مطمئن اور بشاش تھیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا:۔

جنیڈا آج پیٹرزبرگ چلیں گے۔ وہاں مچھیروں کی امداد کے لئے ایک بازار کی افتتاحی رسم ادا کرنی ہے۔ میرا خیال تھا کہ نہ جاؤں۔ لیکن مجبوراً جانا پڑے گا۔ شام کو چھ بجے واپسی ہوگی۔ نکی ماسکو گئے ہوئے ہیں۔

مقررہ وقت پر ہم لوگ پیٹرزبرگ پہونچے۔ امید تھی کہ پبلک کثیر تعداد میں موجود ہوگی۔ لیکن عوام زارینہ سے بے حد ناراض تھے۔ اس لئے لوگوں نے شرکت نہیں کی۔ البتہ پولیس کی کافی تعداد تھی۔

زارینہ نے افتتاحی رسم ادا کی۔ لیکن اس طرح کہ خفیہ پولیس بہ طور حفظ ماتقدم ہمیں اپنے حلقہ میں لئے ہوئے تھی اور رسراغرسال ایجنٹ بھی بھیس بدلے ہوئے موجود تھا۔

لاتعداد بے گناہوں کو بغیر تفتیش جلاوطن کر دینے کے باعث رعایا زار

اور زآرینہ کی جانی دشمن تھی۔ ماسکو۔ کیو اور وارسا جیسے شہروں میں خفیہ جلسے ہوتے تھے۔ اور زآر اور زآرینہ کے خلاف عوام اشتعال انگیز اشتہار بھی تقسیم کرتے تھے۔ اور یہ تمام کام خفیہ طور پر اس طرح انجام پاتے تھے کہ پولیس باغیوں کو گرفتار کرنے میں ناکام رہتی تھی۔ اسلئے یقین تھا کہ زآر اور زآرینہ کی زندگی خطرہ میں ہے۔

ویرا میدانِ عمل میں

تین چار ہفتے تک دیورکین کی گرفتاری پر خوب لے دے رہی۔ اس سلسلہ میں ایچ نے بھی کئی مرتبہ زآرینہ سے ملاقات کی۔ اور زآرینہ کا دوسرا جاسوس ملازم ایجنٹ بھی جو پیرس کا مشہور سُراغرساں تھا۔ زآرینہ کے پاس آتا رہا۔

اسی دوران میں ایک دن ایک ملازم نے مجھ سے کہا:۔

"دیورکین کی لڑکی ویرا زآرینہ سے ملنے کی خواہشمند ہے۔ مجھے فوراً میڈم نرشکین کی بات یاد آگئی۔ انھوں نے ویرا کی تعریف کرتے ہوئے اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔ میں اسی وقت زارینہ کے پاس گئی۔ خادمہ اس وقت ان کے بالوں کو آراستہ کر رہی تھی۔

میں نے ویرا کی خواہش ظاہر کی تو انھوں نے جواب دیا۔ اچھا میں اُس سے ملوں گی۔ لیکن اس کے باپ کے خلاف کافی ثبوت مل چکے ہیں۔ اس لئے میں نہیں سمجھ سکتی کہ وہ کیا کہے گی۔ ان معمولی لوگوں کی عقل بھی کچھ عجیب ہوتی ہے بعض اوقات مجھے ان کی نادانی پر ہنسی آتی ہے۔

تقریباً نصف گھنٹہ بعد میں نے ویرا کو زارینہ کے روبرو پیش کیا۔ جیسے ہی میں واپس ہونے کے لئے مڑی اُس نے فوراً ہی کہا:۔

ملکہ صاحبہ۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ میرے والد کو سزائے قید کیوں دی گئی ہے۔ ان پر جو الزام عائد کئے گئے ہیں وہ بالکل لغو ہیں۔ وہ ہمیشہ سے خیر خواہِ سلطنت ہیں۔ البتہ آپ کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ آپ روس کی خیر خواہ نہیں ہیں۔

زارینہ۔ (غصّہ سے بیتاب ہوکر) کیا معنی؟

ویرا۔ میں اپنے والد کی وکالت کے لئے یہاں آئی ہوں۔ آپ شہنشاہ سے سفارش کریں کہ وہ میرے والد کو فوراً رہا کریں۔ وہ بالکل بے قصور ہیں۔

زارینہ (نفرت سے مسکراکر) وکالت ...... کس سے؟......
مجھ سے؟...... کیا تو نہیں جانتی کہ میں ملکۂ روس ہوں اور تو..

....

ویرا۔ میں ایک معمولی لڑکی سہی۔ مگر اس کی طاقت سے واقف ہوں جو آپ سے بڑا شہنشاہ ہے۔ اور اس کے انصاف سے بھی واقف ہوں۔

زارینہ ۔ نادان لڑکی تو پاگل ہے۔ میں تجھ سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتی۔

ویرا۔ (ترش رو ہوکر) تو کیا آپ میرے بیگناہ باپ کو رہا نہ کریں گی؟

زارینہ۔ (لاپرواہی سے) میرے پاس اس کی بے گناہی کا کوئی ثبوت نہیں۔

ڈیرا۔ لیکن مجھے تمام حال معلوم ہے کہ میرے والد کو آپ کے خفیہ راز معلوم ہو گئے ہیں اور اسی لئے آپ نے ان پر غلط الزام لگا کر جیلخانے بھجوا دیا ہے مگر میں آپ کے ذہن نشین کئے دیتی ہوں کہ میں اپنے والد کو ضرور رہا کرا لوں گی۔ اور دیکھوں گی کہ آپ کس طرح روک سکتی ہیں ——— میں جانتی ہوں کہ آپ جرمنی ہیں، اور صرف اسی لئے میری قوم کے خون کی پیاسی ہیں

یہ پہلا موقعہ تھا کہ زارینہ کے روبرو اور پھر ان ہی کی نسبت اس قدر سخت گفتگو کی گئی، اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے اس قدر جرأت کا اظہار کیا ہو اس لئے زارینہ اس بے عزتی سے سٹپٹا کر رہ گئیں اور انھیں یقین ہو گیا کہ دیورکین نے قیصر کا خط پڑھ لیا ہے۔

چند ہی منٹ بعد زارینہ سنبھلیں اور بولیں کہ:۔

بس میں حکم دیتی ہوں کہ فوراً یہاں سے نکل جا۔ تو اپنے ہوش میں نہیں ہے۔

ڈیرا۔ مجھے اسی قدر ہوش ہے۔ جتنا آپ کو ہے۔ اس کا عذاب آپ پر ہو گا۔ اور آپ نے میرے رویف کو وزیر بنا لیا ہے۔ میں بتلائے دیتی ہوں کہ ہم جرمنی حکومت کے تحت ہرگز نہ رہیں گے۔

زارینہ کو علم ہو گیا کہ لڑکی کو بہت کچھ معلوم ہے، اس لئے انھوں نے فوراً گھنٹی بجا کر خادم کو بلایا اور ڈیرا کو نکلوا دیا۔

واپس جاتے ہوئے میں نے ڈیرا کا چہرہ دیکھا۔ غصّہ سے اس کا چہرہ بھیانک تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ یقیناً کچھ نہ کچھ کر دکھائے گی۔

زآرو زارینہ کی ٹرین پر بم

پندرہ ہی دن بعد میرے خیال کی تصدیق ہو گئی۔ ہم لوگ شاہی ٹرین میں سفر کر رہے تھے۔ میرا درجہ زآر اور زآرینہ کی گاڑی سے ملحق تھا اور میں بے خبر پڑی سو رہی تھی کہ پیٹرو گریڈ اور ماسکو کے درمیان اچانک دل ہلا دینے والے ایک دھماکے سے بیدار ہوئی۔ اور گاڑی کے یکایک رک جانے کے باعث گدّے سے لڑھک کر نیچے گر پڑی۔

ہم لوگ فوراً گاڑی سے باہر آئے۔ لیکن اس خوفناک منظر کو دیکھ کر زمین پیروں کے نیچے سے نکل گئی۔ بڑا ہی خوفناک اور عبرت انگیز منظر تھا۔ انجن اور اس کے پیچھے کی گاڑیاں چور چور ہو گئی تھیں۔ نہیں معلوم کس طرح ہم لوگوں کا ایک بڑا ڈبہ محفوظ رہا۔ پولیس نے گرد و نواح کے تمام علاقوں میں سراغ لگانے کی انتہائی کوشش کی۔ لیکن تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔

چھ ماہ بعد ایک روز خود زآرینہ نے مجھے بتایا کہ ڈیرا نے بم سے ٹرین

اڑائی تھی۔ چنانچہ ویرا بھی شپنشل برگ جیل بھیجدی گئی، اور ایک ہی سال بعد راہی ملک بقا ہوئی۔

رُوس کو کچلنے کی سازش

دنیا کا کون سا بشر ہے۔ جو جنگِ روس و جاپان کے حالات سے آگاہ نہ ہو۔ لیکن وہ کیوں ہوئی؟ یہ جاننے والے دنیا میں بمشکل چار پانچ آدمی ہوں گے۔ اور ان میں سے ایک مَیں ہوں۔

اور ان چار پانچ آدمیوں کے بارے میں مجھے دعوےٰ ہے کہ ان سب کی مشترکہ واقفیت سے کہیں زیادہ حقیقت سے میں تنہا واقف ہوں حالانکہ وہ سب لوگ یا تو خود اس کے روحِ رواں تھے یا اس کو عملی جامہ پہنانے والے سرگرم کارکن۔ مجھے ان سے زیادہ واقعات کا علم کیوں ہے؟ محض اس لئے کہ وہ سب محدود واقعات سے باخبر رہے۔ اور ہر شخص یہ سمجھتا رہا کہ یہ راز صرف مجھ ہی کو معلوم ہے اور مجھے تنہا یہ خدمت سرانجام دینی ہے۔ دنیا میں کسی کو اس کا ذرا سا بھی علم نہیں ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے قریبی دوست یا خود اُس کے آفیسرز بھی اسی خدمت پر مامور تھے اور ان میں ہر شخص یہی جانتا تھا کہ اس راز سے کوئی واقف نہیں ہے۔

ان میں سے ہر شخص علیحدہ علیحدہ کوششوں میں مصروف تھا۔ لیکن ہر شخص کے کئے ہوئے کارنامے مجھے معلوم رہتے تھے۔ اس لئے مجموعی طور پر مَیں

ان سب سے زیادہ باخبر رہتی تھی۔ اور قیصر کی اس پوشیدہ جعلسازی کو جسے دنیا میں صرف میں ہی بخوبی جانتی ہوں۔ آج پہلی مرتبہ بے نقاب کر رہی ہوں۔

روس کی طاقت کو کچلنے اور اس کو ضرورت سے زیادہ کمزور کرنے کے قیصر کی خواہش تھی کہ روس کو کسی زبردست طاقت سے ٹکرا دیا جائے۔ تاکہ ہونے والی جنگِ عظیم میں اس کو روس سے کوئی خطرہ باقی نہ رہے۔

ان جرمنی جاسوسوں سے جو جاپان میں متعین تھے۔ قیصر کو جاپان کی زبردست جنگی طاقت کا بخوبی علم تھا اور اُسے یقین تھا کہ روس، جاپان کے درمیان جنگ چھڑ جائے تو جاپان روس کو تباہ و برباد کر دے گا۔ چنانچہ روس کو صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالنے یا کم از کم اس کی طاقت کو بیرحمی سے کچلنے کے لئے قیصر کی پُرفریب خفیہ سازش کا سلسلہ عرصہ دراز سے جاری تھا۔

زارینہ کے نام جرمن سے آئے ہوئے ایک خفیہ خط کو میں پچھلے صفحوں میں نقل کر چکی ہوں کہ قیصر روسی وزارت پر میوسے ردیف کو تعینات کرانے کا خواہشمند تھا۔ کیونکہ وہ اس زمانے سے قیصر کے دامِ فریب میں مبتلا تھا جب برلن میں روسی سفارت کی خدمات اس کے سپرد تھیں۔

یہ بتانا غالباً بے سود ہوگا کہ قیصر کے اشاروں پر رقصاں، اور بیوقوف زار پر حکمراں زارینہ کے ہونٹوں کی ایک جنبش نے اس کو وزارت پر سرفراز کرا دیا۔

اس کے بعد زاؔرینہ اس کی بیوی پر اس قدر مہربان ہوئیں کہ ہر وقت اس کا ہمراز رہنا ضروری ہو گیا۔ کبھی کبھی وزیر بھی اپنی بیوی کے ہمراہ چائے نوشی کے لئے آیا کرتا۔ وہ زاؔرینہ کے احکام وحی سے کم نہ سمجھتا تھا۔

وزارت جیسے جلیل القدر عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود ہر دولت مند شخص اس کے لئے قابلِ پرستش تھا۔ اس لئے وہ امرار کی خوشامد کرتا اور قیصر کے عائد کردہ فرائض سے غافل رہتا تھا۔

وہ خوبصورت بھی تھا اور حلیم الطبع بھی۔ لیکن اس کی کمزوریاں ایسی نہ تھیں کہ نمایاں نہ ہوتیں۔ زاؔرینہ بھی لاعلم نہ رہیں۔ میرا خیال ہے کہ انھوں نے قیصر کو بھی اطلاع دی اور نا اہلیت ہی کے باعث اس کو کوئی خاص خدمت تفویض نہیں کی گئی۔

زار ایسے بیوقوف تھے کہ وزیر کی قابلیت کو مسلمہ جانتے تھے اور اس کے مشوروں کو قبولیت کا درجہ دیتے تھے۔ اس لئے زاؔرینہ کو وزیر سے اس قدر آرام ضرور تھا کہ وہ دونوں زار کو بے وقوف بناتے رہتے۔ بعض اوقات کسی اہم معاملہ میں زاؔر کو پس وپیش ہوتا تو زاؔرینہ کچھ نہ کچھ ایسی بات پیدا کر دیتی کہ انھیں سرِ تسلیم خم کرتے ہی بن پڑتی اور وہ کہتے :۔

"پیاری عورت ہونے کے سبب تم زیادہ دور اندیش ہو۔ اس لئے تم جو مناسب سمجھو وہی کرو۔"

داستان گو وزیر جنگ

جس زمانے میں کورد پیٹ کین وزیر جنگ تھا مجھے کئی مرتبہ اس شخص سے تبادلہ خیالات کا موقعہ ملا۔ وہ بہادر سپاہی تھا۔ اور ۱۸۷۷ء کی لڑائی میں سیکوبلیف کی فوج میں ترکوں کا مقابلہ کر چکا تھا۔ اور بڑی شان وشوکت کا آدمی تھا۔ خصوصاً جب تمغوں سے جگمگ کرتی ہوئی وردی پہن کر دربار میں آتا۔ اور سنجیدہ گفتگو کرتا تو بے شک بہت بڑا سیاستدان معلوم ہوتا۔ لیکن اس میں نقص یہ تھا کہ معاملاتِ جنگ میں اپنی ہر رائے کو اٹل سمجھتا اور دوسروں کی ترمیم کو ناقابلِ برداشت سمجھتا تھا۔ خواہ وہ صحیح کیوں نہ ہو۔

عام خیال تھا کہ اس کے عہدے میں جس قدر ترقی ہوئی اسی قدر اسکی لیاقت میں کمی ہوگئی۔ چنانچہ صحیح معنوں میں اس کی وقعت کچھ نہ تھی۔ وہ دربار میں بس تفریح کا ایک ذریعہ تھا۔ اور وزیر جنگ ہونے کے باوجود زار کو کہانیاں سُنا کر خوش کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ عام طور پر مشہور تھا کہ اس کے لطائف سے خوش ہوکر زار نے جنگی کاغذات اس کے سپرد کر دیئے ہیں۔ یہ بھی ان چند لوگوں میں سے تھا۔ جو قیصر کے اشاروں پہ ناچ رہے تھے۔ اور اس کا نام بھی ان منتخب لوگوں میں شامل تھا۔ جو زار کو جنگ پر آمادہ کرنے کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔

جاپان کی جنگی تیاریاں

ایک روز پیٹر ہاف میں قیصر کا جاسوس زارینہ کے پاس آیا تو انھوں نے کامل ایک

گھنٹہ تک تخلیہ میں اس سے گفتگو کی اور اس کے بعد دو روز تک نہایت فکرمند رہیں اور زار کو جو وار سا گئے ہوئے تھے۔ انھوں نے شاہی محل کے تار گھر سے متواتر تین چار تار بھیجے۔

تین چار روز بعد ایک شام کو انھوں نے نہایت ہی ہوشربا خبر سُنائی کہ:۔

جنیڈا۔ تم نے کچھ اور بھی سُنا؟ معلوم ہوا کہ جاپان ہم پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا ہے۔

میں۔ (متعجب ہوکر) جاپان ہم پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا ہے؟ آخر کیوں؟ اس سے اسکو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟

زارینہ۔ (زیرلب مُسکرا کر) یہ روسی گدھے دُنیا بھر میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ طاقتور سمجھتے ہیں۔ اب بہت جلد انھیں آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوجائیگا۔

اس خیال سے کہ ان کے الفاظ کوئی اور نہ سُن لے میں سٹپٹا گئی میں بچپن سے ان کی سہیلی تھی، اور سہیلی بھی نہایت بے تکلف اور رازدار اسلئے ادب و احترام کا خیال کئے بغیر میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا۔

”چُپ رہو۔ ایسا نہ ہو کوئی سُن لے۔ تم رُوس کی ملکہ ہو۔ تمھاری زبان سے ایسے جملے نہیں نکلنے چاہئیں۔ محتاط رہنا نہایت ضروری ہے“۔

زارینہ۔ (سرد آہ بھر کر) بے شک جنیڈا۔ تمھارا خیال صحیح ہے۔ مجھے محتاط رہنا چاہیئے ——— ہاں خوب یاد آیا۔ وزیر جنگ مجھ سے ملاقات کا خواہشمند

ہے۔ اُسے خبر بھیجو کہ آج رات کو میں اُس سے ملاقات کرونگی۔

زآرینہ نے وزیر جنگ کو کبھی ملاقات کا شرف نہ بخشا تھا۔ ہمیشہ اُس کو تحقیر آمیز الفاظ سے یاد کرتی تھیں۔ اس لئے میں بہت متعجب ہوئی۔ لیکن جرمنی احکام ان کے لئے ندائے غیبی سے کم نہ تھے۔ اس لئے لمحہ لمحہ پر اُن کے طرزِ عمل کی تبدیلی تعجب انگیز نہ تھی۔

وُزراء کی رَقابت

ایک روز دسترخوان پر میں۔ زآر و زآرینہ میڈم ترشیکین وزیر اور وزیر جنگ وغیرہ گفتگو میں مصروف تھے۔ اتفاقاً جاپان کا تذکرہ شروع ہوا۔

وزیر نے کہا:۔

جاپان لڑائی کے لئے بالکل تیار ہے۔ اور لڑائی ٹلنی ناممکن ہے۔ ہمیں تیاری میں ایک لمحہ کی دیر نہ کرنی چاہیئے۔ ورنہ تساہل نقصان رساں ثابت ہوگا۔

وزیر ہمیشہ ایک دوسرے کی مخالفت فرضِ منصبی سمجھتے تھے۔ وزیر جنگ فوراً جواب دیا:۔

مجھے آپ کی رائے سے اتفاق نہیں ہے۔ اس لئے آپ کہیں تو میں آپکو اصلیت سمجھا دوں۔

وزیر۔ مجھے اصلیت معلوم نہیں؟ خوب ــــــــــ میں جاپانی ایجنسیوں سے آئی ہوئی خفیہ رپورٹ آپ کو دکھا دوں۔ تو جاپان کی شاندار تیاریوں کا

حال معلوم ہو کر آپ کے ہوش اُڑ جائیں گے۔

درحقیقت وزیر اور وزیر جنگ دونوں قیصر کے تنخواہ دار تھے، لیکن ان دونوں کو اندھیرے میں رکھا گیا۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے کی حقیقت سے ناآشنا تھے۔ اور ذاتی رقابت کے باعث ایک دوسرے کی مخالفت اپنا فرض سمجھتے تھے۔ حالانکہ علیحدہ علیحدہ دونوں کا مقصد یہی تھا کہ قیصر کی حسب خواہش روس جنگ کی آگ میں کود پڑے۔

دلی کاوش کے باعث اس وقت بھی انھوں نے ایک دوسرے کی مخالفت کو ترک نہیں کیا۔ اور اس طرح وزیر نے قیصر کے خفیہ احکامات کی خلاف ورزی کی۔

وزیر۔ معلوم ہوا ہے کہ پیٹرزبرگ اور ٹوکیو میں کس قدر فاصلہ ہے اور سامانِ حرب وہاں تک لے جانے کے لئے کس قدر وقت کی ضرورت ہے اس لئے اگر جنگ میں حصہ لینا ہے تو ہمیں تیار ہونا چاہیئے۔ اور ان تمام دشواریوں کو نظرانداز کر دیا گیا۔ تو روس کو نقصان پہنچے گا۔

وزیر جنگ۔ (نفرت سے مُسکرا کر) محض اس لئے کہ آپ کا تعلق صرف شہری معاملات سے ہے۔ آپ اس قدر ڈر رہے ہیں۔ فوجی معاملات سے ذرا بھی تعلق ہوتا تو ذرا بھی خائف نہ ہوتے۔ میں تمام معاملات پر غور کر چکا ہوں۔ اور اب سائبریا تک ریلوے لائن بن چکی ہے۔ اس لئے جلد از جلد جاپان کو مَسل ڈالنا

ہمارے لئے معمولی بات ہے۔

زار۔ کیا آپ کا خیال دُرست ہے ؟

وزیر جنگ۔ حضور بالکل دُرست۔ اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں میرا دعویٰ ہے کہ جنگ چھڑ گئی تو ہمیں یہاں سے فوجیں بھیجنے کی ضرورت ہی نہ ہو گی۔ سائبیریا میں جس قدر فوج ہے وہ جاپان کو شکست دینے کے لئے کافی ہے۔

وزیر (کرسی سے اچھل کر) بالکل غلط ہے۔ تم بادشاہ سلامت سے صریحاً جھوٹ بول رہے ہو۔ اور جاپان کے ہاتھوں روس کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہو ———

وزیر جنگ۔ میں تمھاری طرح معمولی خط و کتابت پر ایمان نہیں لاتا۔ مَیں اصلیت بیان کر رہا ہوں! اور وزیر جنگ ہونے کے سبب خفیہ طور پر تمام حالات سے باخبر رہتا ہوں۔

چور کے پاؤں کہاں۔ وزیر سٹپٹا گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ وزیر جنگ کو اس کے اور قیصر کے خفیہ تعلقات کا علم ہے اور اس نے گھبرا کر کہا:۔

میں دھوکہ دینے کی کوشش نہیں کر رہا۔ مَیں اتنا ہی خیر اندیش ہوں جس قدر تم ہو سکتے ہو۔ بلکہ تم سے بھی کئی درجہ زیادہ۔

وزیر جنگ۔ جی ہاں۔ میں آپکی خیر خواہی کو تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن ماننا

پڑے گا کہ آپ فوجی طاقت سے واقف نہیں ہیں۔

وزیر۔ میرے پاس کافی ثبوت موجود ہیں کہ وہ دن ہمارے لئے نہایت ہی منحوس ہوگا۔ جب ہم جاپان پر حملہ کرینگے۔

وزیر کے الفاظ ایمانداری پر مبنی تھے۔ مگر اس نے جو کچھ کہا اسلئے نہیں کہ وہ دل سے اس کا خواہشمند تھا اور ایمانداری سے جنگ کا مخالف تھا بلکہ اس کی مخالفت محض وزیر جنگ کی رقابت کا باعث تھی۔

زار۔ (مسکرا کر) لیکن کاونٹ میوے ردیف تمھیں یہ تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ فوجی معاملات کو تمھاری بہ نسبت وزیر جنگ زیادہ سمجھ سکتا ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ تم اپنے کام کے ماہر ہو۔ لیکن تمہارے کام میں اور فوجی امور میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

وزیر کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا۔ کیونکہ زار نے اس کی نیک نیتی کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی۔ اور وزیر جنگ نے تازہ زخم پر نمک پاشی کرتے ہوئے طنز آمیز لہجہ میں کہا۔

میرے خیال میں وزیر عام طور پر امور جنگ کے سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اِس کے باوجود اگر یہ خواہش کریں تو میں بخوشی انھیں اپنا عہدہ دینے کو تیار ہوں۔

وزیر۔ (پریشان ہو کر) مجھے بے انتہا ذلیل کیا گیا ہے۔ اور میری

وفاداری۔ عزت۔ آبرو اور قابلیت پر پانی پھر اگیا ہے۔ اس لئے ملتجی ہوں کہ مجھے یہاں سے جانے کی اجازت بخشی جائے۔

زار نے سر کو جنبش دے کر مسکراتے ہوئے وزیر کی درخواست کو قبول کیا۔

وزیر (جانے کے لئے کھڑے ہو کر) آخری مرتبہ میں حضور کو ذہن نشین، کرائے دیتا ہوں کہ اس وقت جاپان سے لڑنے میں روس کا سراسر نقصان ہے۔ آپ شہنشاہ ہیں۔ آپ کو خود غور فرمانا چاہیئے کہ دراصل ایک دروغ گو آپ کو دھوکا دے رہا ہے۔

"کیا کہا؟ دھوکہ"

وزیر کے آخری فقرہ کو غیض و غضب سے دوہراتا ہوا وزیر جنگ کرسی سے کھڑا ہو گیا اور اس نے وزیر سے کہا:۔

تیری یہ ہمت؟ قیصر کے اشاروں پر ناچنے والے کتے، یہ کہہ کر اور شیر کی طرح بپھر کر وہ وزیر کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ غصہ اور نفرت کی جھلک دونوں کے چہروں پر نمایاں تھی۔

وزیر۔ (میز پر زور سے ہاتھ مار کر) تجھے اس کا ثبوت دینا پڑے گا۔

زار۔ (غصہ سے بیتاب ہو کر) ہاں ہاں وزیر جنگ ثبوت پیش کریں گے اور جب تک ثبوت دیں تم اپنے عہدے سے معطل کئے جاتے ہو۔

وزیر اس طرح محل سے تباہ و برباد ہو کر نکلا۔

وزیر جنگ ۔ خوب ہوا کہ آج حضور نے سلطنت کو ایک بزدل اور ڈرپوک آدمی سے نجات دیدی ۔

وُہی زارینہ جو کچھ دیر پہلے وزیر کی ہمدم و ہمراز تھیں، یکایک اس کی دشمن بن گئیں اور انھوں نے وزیر جنگ کے خیالات کی تائید کی ۔

اسی روز رات کو زارینہ نے مجھ سے تخلیہ میں کہا ۔

جنیڈا ۔ خواہ کچھ بھی ہو ۔ وزیر ہے عقلمند آدمی ۔ مجھے آج کے افسوسناک واقعات پر رنج ہے ۔ تمھارا کیا خیال ہے ؟

مَیں ۔ آپ کا فرمانا بجا ہے ۔ وزیر کی تلخ گفتگو زار کو بُری معلوم ہوئی ۔ ڈر تھا کہ کہیں دونوں آپس میں لڑ نہ پڑیں ۔

زارینہ (قہقہہ لگا کر) مجھے بھی ڈر تھا کہ کہیں دونوں گدھے نِکی کو ثالث بنا کر مکّے بازی نہ کرنے لگیں ۔ ایسا ہوتا تو بڑا لطف آتا ۔

ڈرپوک وزیر کی خودکشی

دوسرے روز معلوم ہوا کہ وزیر نے پستول مار کر خودکشی کر لی ۔

زارینہ کے نام اس کا لکھا ہوا ایک بند لفافہ اس کی میز پر پڑا ہوا پایا گیا ۔ اور جب وہ زارینہ کو پہنچایا گیا تو انھوں نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کھول کر اس کو پڑھا ۔

مضمون سے اُن کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں اور انھوں فوراً اس

خط کو سپردِ آتش کر دیا۔ اور مجھ سے کہا:۔

بعض آدمی بڑے ہی بزدل ہوتے ہیں۔ وزیر بھی ان ہی میں سے ایک تھا۔ اس گدھے کو یہ گمان تھا کہ اس کے اور قیصر کے درمیان جو خفیہ تعلقات ہیں۔ وہ وزیر جنگ کو معلوم ہو گئے ہیں۔ اس کو یقین تھا کہ روس میں صرف وہی ایک آدمی ہے جو قیصر کے اشاروں پر ناچ رہا ہے۔ لیکن اُس نے ہمارا کام تو پورا ہی کر دیا ——— اور یہ بھی اچھا ہی ہوا کہ وہ خود ہی ٹھکانے لگ گیا۔ ورنہ ممکن تھا کہ ہمارا راز فاش ہو جاتا۔

وہ ملکہ جس نے وزیر کو عہدوں اور خطابات کا لالچ دے کر وطن کی غدّاری پر آمادہ کیا۔ اور عرصہ تک روس کی بیخ کنی میں اس کی شریک کار رہی اس کی خودکشی پر اس لئے شادماں ہوئیں کہ اس نے غدّارانہ فرائض کو بخوبی انجام دینے کے بعد موت کو لبیک کہا۔ زآر کے منہ چڑھے وزیر جنگ کو غدّاری پر آمادہ کر لینے کے بعد زآرینہ کو وزیر کے زندہ رہنے کی ضرورت بھی نہ تھی۔

انجہانی وزیر کی خدمات

وزیر نے اپنی زندگی میں قیصر کی جو سب سے بڑی خدمت انجام دی وہ یہ تھی کہ:۔

"وہ ۱۸۹۶ء میں چین سے بندرگاہ "پورٹ آرتھر" بحق روس حاصل کرنے میں کامیاب ہوا"

قیصر کی زبردست خواہش تھی کہ روس و جاپان کی مڈبھیڑ سے پہلے روس

میں ایسی تبدیلیاں پیدا کر دی جائیں کہ جنگ میں جاپان بآسانی روس میں داخل ہو سکے۔

پورٹ آرتھر نزدیک ہونے کی وجہ سے ایسی بندرگاہ ہے۔ جہاں سب سے پہلے جنگ کی آگ بھڑکنی یقینی تھی، مذکورہ بندرگاہ ہر موسم میں برف سے محفوظ رہتی ہے۔ اس لئے زار کو اس کی اہمیت بتا کر سمجھا دیا گیا کہ پورٹ آرتھر کو حاصل کر کے اس کو جنگی بندرگاہ بنایا جا سکتا ہے اور اس طرح سمندر پر بآسانی حکومت کی جا سکتی ہے۔ زار کی منظوری سے وزیر نے حکومت چین سے اُسے حاصل کیا اور وہاں سمندر کو گہرا کیا گیا۔ تاکہ جنگی جہاز بغیر کسی دقت کے آ جا سکیں اور وہاں تک ریل پہنچائی گئی۔ زار کو یقین دلایا جاتا تھا کہ یہ تغیر و تبدل روس کے لئے نہایت فائدہ مند ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ زارینہ کے توسط سے قیصر ہی کے ایما پر کیا گیا۔ تاکہ جاپان پورٹ آرتھر پر بآسانی حملہ آور ہو سکے اور اس کو اپنی ریشہ دوانیوں سے کامیاب کرا کر روس کو حد درجہ کمزور کر دیا جائے۔

وزیر کی کوشش سے قیصر کی اُمید بر آئی۔ لیکن وزیر کی اس عظیم الشان کامیابی کے بعد ——— قیصر کی باقی ماندہ اُمیدیں وزیر جنگ سے وابستہ تھیں۔ اور جب وہ غداری پر آمادہ ہو گیا تو زارینہ کے خیال میں وزیر کی چنداں ضرورت نہ رہی اور وہ اسی لئے اس کی موت پر شادماں ہوئیں۔

جنگ میں جھونکنے کی چالیں

زار کو یہ یقین دلایا گیا کہ جنگ ضرور ہو گی۔ اس لئے جاپان کے اندرونی واقعات سے باخبر ہونے کے لئے وزیر جنگ کو منچوریا وغیرہ کی سیاحت کے لئے روانہ کیا۔ اور سیاحت کے دوران وزیر جنگ اور زارینہ کے مابین خفیہ خط و کتابت تیز رفتاری سے قائم رہی۔

جاپانی مدبرین وزیر جنگ کی اس نمائشی سیاحت کی اصل حقیقت سے بے خبر نہ تھے۔ اس لئے زبردست احتجاج ہوا۔ اور سفیر جاپان نے کئی مرتبہ وزیر اعظم سے ملاقات کی۔ نیا وزیر اعظم بہت سمجھدار اور عقلمند تھا۔ اور جانتا تھا کہ وزیر جنگ کی یہ ناشائستہ حرکت یقیناً لڑائی کا موجب ہو گی۔ لیکن وہ بے بس تھا اور اس کی تمام کوششیں بے سود تھیں۔

وزیر جنگ جس روز واپس آیا۔ اسی روز پیٹر ہاف میں زار اور زارینہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

زار زارینہ کو نہایت صائب الرائے تصور کرتے تھے۔ اس لئے ان کا دستور تھا کہ وزراء کو اپنے ہمراہ کھانے میں شریک کر کے زارینہ کے روبرو امور سلطنت پر تبادلۂ خیالات کیا کرتے تھے۔

ملازمین جب کھانا میز پر سجا کر باہر چلے گئے۔ تو زار نے وزیر جنگ سے فرانسیسی زبان میں کہا:-

"مجھے یقین ہے کہ تمھارا سفر نہایت کامیاب رہا"

وزیر جنگ (مُسکرا کر) بے حد کامیاب۔ میں نے جاپان کے تمام حالات کی چھان بین کی ہے اور یہ خبر صحیح ہے کہ اس نے فوج اور جنگی جہازوں میں بہت زیادہ اضافہ کر لیا ہے اور تمام جنگی محکموں میں ترقی کی ہے۔ پھر بھی ترقی کی رفتار سُست ہے اور وہ جنگ کے مغربی اصولوں اور ان کے طریقوں سے ناواقف ہے اور نہ فی الحال مہارت پیدا کر سکتا ہے۔ اس لئے ہمارے مقابلہ میں مبتدی ہے اور اس کی فوجوں کو کچل ڈالنا نہایت معمولی سی بات ہے۔

زار۔ (مسرور ہو کر) کیا اس میں تمھیں ذرا بھی شک نہیں؟

وزیر جنگ۔ مجھے یہ کہنے میں قطعی پس و پیش نہیں۔ کہ ایسے دشمن سے خائف ہونا نادانی ہے۔

زارینہ۔ حملے کے لئے یہ وقت مناسب بھی ہے یا نہیں؟

وزیر جنگ۔ ملکہ عالیہ کو علم ہے کہ میں غور و فکر کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرتا ہوں۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حملہ کے لئے اس سے بہتر وقت نہیں آئے گا۔ وہاں سخت ابتری پھیلی ہوئی ہے، اور وہ لوگ جنگ کے لئے تیار نہیں ہیں۔

زار۔ اور ہم؟

وزیر جنگ۔ ہم پوری طرح تیار ہیں اور میں ذمّہ لیتا ہوں کہ تیرہ

دن میں چار لاکھ فوجی جاپان کی سرحد پر پہنچا دوں گا اور یہ تعداد جاپانی فوج کی تعداد سے چوگنی ہے۔ اور ان پر بآسانی فتحیاب ہونے کے لئے ضرورت سے کہیں زیادہ ہے۔

زارینہ۔ صورت حال یونہی ہے تو روسی فوج کے لئے نہایت اچھی تفریح ہوگی۔

وزیر جنگ۔ بے شک اچھی تفریح ہوگی اور ہمیں جرمنی۔ آسٹریا اور پولینڈ کی سرحدی فوجوں کو ملانے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔

زار۔ ہمیں اس قدر آسانیاں حاصل ہیں۔ تو میں اس کا فیصلہ تم پر چھوڑتا ہوں۔ تم دونوں متفق ہو۔ تو حملہ کردو۔

زارینہ کو علم تھا کہ وزیر جنگ نے جو حالات بیان کئے ہیں وہ تمام د کمال غلط ہیں۔ اور وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ روس کی بہ نسبت جاپان نے اپنی فوجی طاقت میں بہت زیادہ اضافہ کر لیا ہے۔ اور پہلے ہی حملہ میں روس کو ناقابل برداشت نقصان پہنچے گا۔ لیکن اس طرح جرمنی کو تقویت پہنچتی تھی۔ اس لئے وہ کوشاں رہیں کہ زبردستی روس کو جنگ کی آگ میں ڈھکیل دیا جائے ان کی کوششیں بار آور ثابت ہوئیں اور نادان زار نے وزیر جنگ کے بیانات کو صحیح سمجھ کر اعلان جنگ پر رضامندی ظاہر کر دی۔

زار کی اظہار رضامندی پر میں نے اس خیال سے کہ زارینہ کو اپنی کامیابی

پر کس قدر خوشی ہوئی ہے۔ ان کو دیکھا۔ مسرت ان کے چہرے سے عیاں تھی۔ لیکن فوراً ہی انھوں نے چہرہ کو متفکر بنا کر کہا:-

"لڑائی سے مجھے بیحد نفرت ہے اور میں دست بدعا ہوں کہ جنگ کبھی نہ ہو۔ لڑائی سے بہرحال نقصان ہی ہوتا ہے"

زآر- پیاری ایسی صورت میں کہ لڑائی ناگزیر ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ پہلا حملہ ہماری جانب سے ہو۔

اسی اثنار میں کھانے کے برتن اٹھانے کے لئے ملازمین آگئے۔ اور گفتگو ختم ہو گئی۔

مرحوم زآر کا پیغام مُبارکبادی

آدھے گھنٹے بعد زآرینہ نے مجھے ایک تار دیا کہ میں اپنے نام سے جرمنی بھیجدوں۔ اس کا مضمون کسی خفیہ زبان میں تھا۔ اور جرمنی میں کسی بڑے آدمی کو بھیجا جارہا تھا۔ میں سمجھ گئی کہ زآرینہ نے قیصر کو اپنی کامیابی کی اطلاع دی ہے۔

میں نے پیٹروگریڈ جا کر وال لٹکی ریلوے اسٹیشن سے اُسے روانہ کیا۔ اور جب رات کو گیارہ بجے تار دے کر واپس آئی تو زآرینہ نے میرے کمرہ میں آکر مجھے خوشخبری سُنائی۔

جنیڈ اتھارے جانے کے بعد ہم نے مرحوم زآر کی رُوح کو بُلایا اُنھوں

نے اپنے فرزند نکولس کی دانشمندی کی داد دی۔ اور روس کے لئے جنگ کو مبارک بتایا۔

دربار کی خفیہ گفت وشنید

دس روز تک متواتر جنگ پر بحث ہوتی رہی۔ تمام گفت وشنید راز میں تھی۔ انگریزوں کو بھی صحیح خبر نہیں مل سکی۔ وہ اور ساری دنیا صرف اسی قدر واقف تھی کہ روس وجاپان کے مابین کچھ معمولی سا اختلاف ہوگیا ہے لیکن اعلانِ جنگ کی کسی کو خواب میں بھی توقع نہ تھی۔

قیصر کے خفیہ پیغامات

ایک روز فوجی پریڈ دیکھنے کے بعد ہم واپس آئے۔ تو میں ایک آفیسر سے گفتگو کے لئے ٹھیر گئی۔ اور زارینہ اپنے کمرہ میں چلی گئیں۔ ایک گھنٹہ بعد جب میں زارینہ کے کمرے میں گئی تو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ انھوں نے ابھی تک لباس تبدیل نہیں کیا۔ اور میز پر جھکی ہوئی کچھ لکھنے میں مشغول ہیں۔ میں جب قریب پہنچی تو معلوم ہوا کہ وہ خفیہ زبان کے ایک تار کا ترجمہ کر رہی ہیں۔ ترجمہ کرنے کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا:۔

"دیکھو جنیڈ! یہ تار ابھی ابھی ملا ہے"

میں نے پڑھا لکھا تھا:۔

"جاپان سے جنگ ضرور ہوگی۔ چیلمو پو اور پورٹ آرتھر کے روسی

بیڑوں پر عنقریب حملہ ہونیوالا ہے۔ وزیر جنگ ہماری خواہش
_____ کے مطابق کام کر رہا ہے۔ اس کی مخالفت نہ ہو میں
جو چاہتا تھا۔ ابھی تک وہی ہو رہا ہے۔ تم بہت ہوشیار رہنا
اور ساتھ ہی وفادار بھی۔" "ولیم"

اُسی روز رات کو نو بجے زارینہ نے بذریعہ ٹیلیفون وزیر جنگ کو طلب کیا۔ میں جانتی تھی کہ وزیر کو قیصر کا تار دکھانے کے لئے بُلایا ہے اسلئے میں کمرے سے باہر چلی گئی۔

دو روز بعد میں زارینہ کے ہمراہ پیٹرز برگ گئی۔ شاہی گاڑی جیسے ہی سٹیشن پہنچی۔ وزیر جنگ کے پرائیویٹ سکریٹری پرنس ارمولین زکی نے میرے پاس آکر کہا:۔

"وزیر جنگ نے زارینہ کے نام ایک خفیہ پیغام بھیجا ہے، اس لئے میں زارینہ سے فوراً ملنا چاہتا ہوں۔"

میں اس کو زارینہ کے پاس لے گئی۔ پرنس نے زارینہ کو سلام کرتے ہوئے کہا:۔

"وزیر جنگ نے عرض کیا ہے کہ:۔

"ٹوکیو کی ایک خبر سے معلوم ہوا ہے کہ جاپان بھی لڑائی کی تیاریاں کر رہا ہے۔ اور ایک گھنٹہ ہوا سفیر جاپان وزیر اعظم کو مطلع کرنے آیا تھا۔ اُس کو

فوراً جاپان واپس بُلایا گیا ہے۔"

زارینہ۔ جاپان کا طرزِ عمل روز بروز ناقابلِ برداشت ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن اس کو پچھتانا پڑے گا ـــــــ اچھا اس اطلاع کے لئے میری جانب سے وزیر جنگ کا شکریہ اُدا کرنا۔

پرنس سلام کر کے واپس چلا گیا۔

اور روس کی تباہی و بربادی کے آغاز میں کسی قسم کا شک باقی نہ رہا۔

خیر خواہانِ قوم کے مظاہرے

خیر خواہ وطن کاؤنٹ وی اور اور ملک کے تمام وفادار لوگوں نے جنگ کے خلاف مظاہرے کئے۔ لیکن زار و زارینہ جنگ کے موافق تھے اس لئے وزیر جنگ نے عوام کے اظہارِ ناراضگی پر ذرا بھی توجہ نہ کی۔

زار کا تردّد

جب ہم سینٹ پیٹرز برگ واپس آئے۔ تو وہاں قدرے سکون تھا۔ عوام کو یہ معلوم نہ تھا کہ جنگ فوراً ہی چھڑ جائیگی لیکن زار متفکر تھے۔ ہم جیسے ہی پہونچے۔ انھوں نے زارینہ سے کہا:۔

کل کے اخبارات تمھاری نظروں سے گزرے ہوں گے۔ کیا تمھارے خیال میں اب بھی وزیر جنگ کی رائے درست ہے؟ ـــــــ میں ابھی کاؤنٹ وی سے ملا تھا۔ اس کا خیال ہے کہ وزیر جنگ زبردست غلطی کر رہا ہے اور جنگ کا انجام ہمارے لئے بہتر نہ ہوگا۔ اس لئے میں نہیں سمجھ سکتا

کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔

زارینہ۔ (متعجب ہوکر) میرے خیال میں غور و فکر کا وقت ختم ہوچکا وزیر جنگ میخوریاجا کر تمام حالات دیکھ آیا ہے۔ ہمیں اس کی تحقیقات پر کامل یقین کرنا چاہیئے ——— رہ گیا کاونٹ تو وہ ہمیشہ بزدل ثابت ہوا ہے۔

زار۔ ہم جنگ نہ کریں تو؟

زارینہ۔ میں اپنے خیال پر قائم ہوں۔ جنگ ہمارے لئے سود مند ہوگی۔

روس کو تباہ کر دینے والی اس جنگ کو جس کی تحریک خود زارینہ کے ایما پر کی گئی۔ کاونٹ وٹی اور ملک کے دوسرے جاں نثار ملک کے لئے زہر قاتل سمجھتے تھے۔ اور جانتے تھے کہ وزیر جنگ روس کو اندھیرے غار لیجا رہا ہے۔ لیکن ان کی کوششیں اور اظہار ناراضگی کی تمام تدبیریں بیکار ہوئیں۔ زارینہ نے آخر تک جنگ کی موافقت کی۔ اور امکانی کوشش کی کہ قیصر کی حسب خواہش جنگ ضرور ہو۔ کیونکہ قیصر روس کو اپنے پھندے میں مضبوطی سے پھانس چکا تھا۔ چنانچہ دوسرے ہی روز جنگ کی خبر عام ہوگئی۔

ارواحوں کی طلبی

فروری ۱۹۱۴ء کا وہ دن جس روز اعلانِ جنگ ہوا مجھے ساری عمر یاد رہے گا۔ اس روز متواتر

تین مرتبہ اَرواحوں کو بلا کر پوچھا گیا۔ کہ جنگ کا انجام کیا ہوگا۔

(۱) پہلی مرتبہ اَرواح نے کہا کہ روس جاپان پر فتح پائے گا اور روسی فوجیں لاتعداد قیدی اور بے انتہا مال غنیمت لے کر واپس آئیں گی۔

(۲) جس شخص کے سر پر الیکزینڈر کی روح آئی۔ اس نے کہا کہ روسی عقاب اپنے پنجوں سے جاپان کو چیر پھاڑ کر رکھ دے گا۔

(۳) اس شخص نے جس پر پیٹر دی گریٹ کی روح بلائی گئی، یہ بتایا کہ وزیرِ جنگ کے مشورے پر عمل کر کے دراصل بڑی عقلمندی کا ثبوت دیا گیا ہے۔ روس کو یقیناً فتح ہوگی۔

زارینہ۔ کیوں اب بھی شبہ کی گنجائش ہے؟

زار۔ (مسرور ہو کر) نہیں اب شک نہیں رہا۔ ہم یقیناً فتح مند ہوں گے۔

اعلان جنگ ہوتے ہی روس کے طول و عرض میں بے چینی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ رعایا بیحد پریشان تھی۔ وہ لوگ جو غداری کے سبب جنگ کے حامی تھے اپنی کامیابی پر نازاں تھے اور انھوں نے لاتعداد تحائف وزیر جنگ کی نذر کیے۔ ان ہی تحائف میں روس کے زردوزی جھنڈے اور مختلف سامان جنگ بھی شامل تھا۔

ہمت افزائی سے مغرور ہو کر وزیر جنگ زار کو سبز باغ دکھاتا رہا۔

جاپان کا تباہ کُن حملہ

جنگ شروع ہونے کے صرف اڑتالیس گھنٹے بعد جاپانی فوج چیلموپو میں اُتر آئی۔ اور اس کے آٹھ ہی گھنٹے بعد جاپانی افواج نے دو مال لیجانے والے روسی جہاز غرقاب کر دیئے۔ اور پھر اسی رات کو تین جہاز چھین لئے۔

بجلی کے مانند تیز رفتاری سے یہ واقعات اس طرح ظہور میں آئے کہ روسیوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور جب یہ خبریں عوام کے کانوں تک پہنچیں تو انکی بے چینی اور پریشانی میں اور بھی اضافہ ہوگیا۔

میدانِ جنگ میں بے ہتھیار فوجیں

جنگ جاری رکھ کر روس کو تباہ کرنے کے۔ لئے جرمنی تھیلیوں کے مُنہ کھول دئے گئے۔ اس لئے جنگ جاری رہی۔ مگر اس طرح کہ جنگ شروع ہونے کے چار مہینے بعد تک آٹھ لاکھ روسی فوجیوں کے پاس بندوقیں بھی نہیں تھیں۔

اس کے علاوہ جان بوجھ کر اور بھی ایسی غلطیاں کی گئیں، جنھیں ماہرین جنگ کے علاوہ دنیا کے عام آدمی بھی سُنکر مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔

پورٹ آرتھر پر دشمنوں کا قبضہ

اس سلسلہ میں صرف جنرل سٹول کا واقعہ قلم بند کرنا مناسب سمجھتی ہوں۔ جنرل نے بڑی جانکاہی سے پورٹ ارتھر کی حفاظت کی۔ اس لئے تمام یورپ

نے اس کی غیر معمولی جوانمردی کی داد دی۔ لیکن وہ جو کچھ کر رہا تھا وہ جرمنی احکام کی تعمیل تھی۔

ایک روز زارینہ کی میز پر میں نے ایک تار دیکھا۔ اس کا مضمون یہ تھا:۔

"روس نے جس بہادری سے پورٹ آرتھر کی حفاظت کی ہے وہ قابل ستایش ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ اب اس کو بچانے کی کوشش نہ جائے۔ خفیہ طور پر جنرل سٹول کو مطلع کر دو۔"

"ولیم"

جیسے ہی قیصر کے ایما پر زارینہ نے وزیر جنگ کی معرفت اُسے حکم دیا کہ پورٹ آرتھر دشمنوں کے حوالے کر دیا جائے۔ اُس نے چاہا کہ حکم کی تعمیل میں ایک منٹ کی تاخیر بھی نہ ہو۔ لیکن محب وطن کون ڈرائنکی نے جو جنرل کی فوج کا ایک معمولی آفیسر تھا۔ اس کی سخت مخالفت کی۔ اور اسے بتایا کہ ابھی ایک ماہ تک ہم نہایت آسانی سے پورٹ کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

جنرل نے اس کو بے وقوف بنانا چاہا اور اس کو ناسمجھ بچوں کی طرح سمجھایا کہ دشمن اسی طرح شدید گولہ باری کرتا رہا تو قلعہ کی بہت سی قیمتی اور نایاب چیزیں تباہ ہو جائیں گی۔

وہ بھی دودھ پیتا بچہ نہ تھا کہ ایسی بے سر و پا بات سُن کر خاموش ہو جاتا حب الوطنی کی آگ اُس کے سینہ میں روشن تھی جو شعلہ بن کر بھڑک اٹھی، اور

اس نے طنز آمیز لہجہ میں جنرل کو جھاڑا کہ:۔

"قلعہ کی وہ قیمتی اشیاء شاید آپ کی بیگم صاحبہ کی ملکیت ہیں ——— ——— (غصہ سے بیتاب ہو کر) اب معلوم ہوا کہ تم روسی جنرل نہیں ہو بلکہ دشمن اور باغی ہو۔ اور تم ان چیزوں کو اس لئے بچانا چاہتے ہو کہ جاپانی قلعہ پر قبضہ ہوتے ہی پورٹ آرتھر کو باآسانی حوالہ کرنے کے صلہ میں وہ تمام چیزیں تمہاری نذر کر دیں گے۔ لیکن یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔ تمہاری غداری کی اطلاع زار کو دی جائے گی اور ہم لوگ پورٹ کی حفاظت کریں گے۔

دوسرے ہی روز یہ محب وطن آفیسر قتل کر دیا گیا اور اس کے مرتے ہی جنرل نے اس کے تمام کاغذات پر قبضہ کر لیا۔ ان ہی کاغذات میں جنرل کے خلاف ایک رپورٹ بھی تھی۔ جس کو مرحوم نے مرنے سے چند گھنٹے پہلے تیار کیا تھا۔ جنرل نے اس رپورٹ کو چاک کر دیا۔ اب پورٹ جاپانیوں کے حوالے کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ اس لئے باآسانی قیصر کے حکم کی تعمیل ہوئی اور پورٹ دشمن کے حوالہ کر دیا گیا۔

ہولناک مظالم کا انکشاف

اختتام جنگ پر کورٹ مارشل نے جنرل کو باغی قرار دیا۔ اور جس وقت اس کے مقدمہ کی تحقیقات ہوئی۔ تو بغاوت کے سلسلے میں اور بھی کئی ذلیل ثبوت دستیاب ہوئے۔ اس کے ظلم کی انتہا یہ تھی کہ اس نے زخمیوں کا راشن بھی فروخت

کر ڈالا تھا۔

تباہی کا لرزہ خیز حادثہ

مئی کی ایک شام کو جب زار اپنے درباریوں کے ساتھ ٹینس کھیل رہے تھے اور سب لوگ تفریح میں مشغول تھے۔ ملازم نے تار لا کر زار کے ہاتھ میں دیا۔ زار نے اس کو سرسری نظر سے پڑھا اور لاپرواہی سے مروڑ کر زمین پر پھینکدیا۔ اور پھر ٹینس کھیلنے لگے۔

زار۔ زرینہ۔ معلوم نہیں کون تار بھیجکر پریشان کر رہا ہے؟

میں۔ مطمئن رہیئے۔ کوئی غیر معمولی بات معلوم نہیں ہوتی۔

زار نے تار کو نہایت لاپرواہی سے پھینک دیا تھا۔ اس لئے یہی سمجھا گیا۔ کہ قابل توجہ بات نہیں ہے۔ مگر میری خواہش تھی ـــــ کہ گھاس پر پڑے ہوئے اس تار کو اٹھا کر دیکھوں۔

ہم سب کو معلوم تھا کہ اڈمرل رو مرجس ٹیونسٹر کی زیر نگرانی ہمارا بحری بیڑہ جاپانی بحری بیڑہ کے مقابلہ پر بھیجا گیا ہے۔ جب یہ بیڑہ جاپان اور کوریا کے درمیان پہنچا تو جاپانیوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور ایسا زبردست حملہ کیا کہ اس میں سے آٹھ جنگی جہاز۔ دس کروزر۔ تین محافظ جہاز۔ چھ اسٹیمر۔ اور دو ہسپتالی جہاز گرفتار کر لئے۔ اور ڈبو دئے۔ چار سو روسی جانوں کا اتلاف ہوا اور آٹھ سو آدمی قید ہو گئے۔ ان میں روسی نگراں کا نام بھی شامل ہے۔

زار کا مجرمانہ طرزِ عمل

تار میں اس لرزہ خیز حادثہ کا ذکر تھا۔ جس کو معمولی واقعہ سمجھ کر زار نے قطعی نظر انداز کر دیا۔ اور نہایت بے نیازی سے ٹینس کھیلتے رہے۔

نصف گھنٹہ بعد زارینہ کو اس عبرتناک حادثہ کا علم ہوا۔ تو انھوں نے بھی کوئی ملال ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ مُسکرا کر خاموش ہوگئیں۔

عوام کی شورش کو مدنظر رکھ کر اس حادثہ کی اطلاع کے ساتھ ہی زار اور زارینہ کی طرف سے مقتولین اور قیدیوں کے ورثار کے نام پیغام ہمدردی شائع کیا گیا۔

حیرت انگیز واقعہ

جاپان کے زبردست حملہ سے روس کی طاقت پر کافی ضرب لگی اور ملک نے اس کا کافی اثر لیا۔ اسی لئے زارینہ نے بظاہر اپنا طرزِ عمل نرم کر لیا۔ گویا اب وہ نہایت رحمدل اور ایماندار عورت تھیں۔ اسی سلسلہ میں انھوں نے مجھے ہمراہ لیکر ملک بھر کی خانقاہوں کا دورہ کیا۔ اور پادریوں سے ولی عہد کی پیدائش کے لئے دعائیں کرائیں۔

ولیعہد کی خواہش کے سلسلہ میں ہم نے جو کوششیں کیں اور دُعائیں کرائیں وہ سب خفیہ طور پر کرائیں۔ قبل از وقت خانقاہ کے بڑے سے بڑے پادری کو بھی علم نہ ہوتا تھا کہ آج ہم اس کی خانقاہ میں حاضری دیں گے۔

لیکن جب ہم تاذان کی خانقاہ میں پہنچے تو اندر داخل ہوتے ہی ہم نے

دیکھا کہ ایک پادری گھٹنوں کے بل سربسجود ہو کر نہایت عاجزی سے ولیعہد کی پیدائش کے لئے دُعائیں مانگ رہا ہے۔

مجھے اور زارینہ کو بیحد تعجب ہوا۔ اور زارینہ متعجب ہو کر خاموشی کے ساتھ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئیں۔ اس وقت خانقاہ میں ہمارے علاوہ کوئی چوتھا متنفس موجود نہ تھا۔ دیر تک خاموشی چھائی رہی۔ پادری نے ایک دفعہ پھر ولیعہد کی پیدائش کے لئے دُعا مانگی۔

جادو اثر آنکھیں

اس کے بعد اُس نے زارینہ کو سیاہ چمکدار آنکھوں سے دیکھا اور خاموشی کے ساتھ سر جھکا کر باہر چلا گیا۔

زارینہ۔ جنیڈا تو نے اس آدمی کا چہرہ دیکھا۔ اس کی آنکھیں کیسی پُرسحر ہیں۔ میں تو انھیں دیکھ کر کانپ اُٹھی۔

میں نے زارینہ کی تائید کی۔ بیشک میں نے بھی ایسی جادو اثر آنکھیں نہیں دیکھی تھیں۔ اس مجاور کی آنکھوں میں خاص طاقت تھی۔

مُجاور سے ملنے کی خواہش

اس عجیب و غریب واقعہ کے بعد بھی کئی مرتبہ زارینہ نے اس کو یاد کیا اور کہا:۔

"کیوں جنیڈا وہ مجاور کون ہے اور ولیعہد کی پیدائش کے لئے اس قدر عاجزی سے کیوں دُعائیں کر رہا تھا۔ میری خواہش ہے کہ میں اس سے

ایک دفعہ اور ملوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ہم لوگوں کی مدد کر سکتا ہے۔

اس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ اس کی ملاقات نیک فال نہیں۔ بلکہ روس کی تباہی و بربادی میں اضافہ کا باعث ہے۔ اس کا وجود روس کے لئے کس قدر نامبارک ثابت ہوا۔ یہ اب تمام دُنیا پر اظہر من الشمس ہے۔ روس کو خاک میں ملانے کی اُس نے سب سے زیادہ کوشش کی۔ اور اسی غدّاری اور نمک حرامی سے زآر اور اُس کے خاندان کا نام صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔

بدنام زمانہ راسپوٹین

دراصل وہ پادری نہ تھا۔ بلکہ پوکرووسکی ایک دہقان راسپوٹین تھا۔ اور بدچلنی کے سبب کئی مرتبہ جیل بھی جاچکا تھا۔

ہر قسم کے جرائم کرنے کے بعد بالآخر اس نے پادریوں کا روپ بھرا۔ اور بظاہر ایمانداری کی زندگی بسر کرنے لگا۔ سب سے زیادہ حیرتناک واقعہ یہ ہے کہ وہ عورتوں پر عجیب قسم کا جادو سا کر دیا کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے ہر عورت اُس کے سامنے آتے ہی بالکل بے بس ہو کر ہمیشہ کے لئے اس کی مطیع ہو جاتی۔ بعینہٖ یہی واقعہ زآرینہ کے ساتھ بھی پیش آیا۔ اور اس کی ایک ہی نظر نے زآرینہ کو مجذوب بنا دیا۔ اور زآرینہ کو ہر وقت اس کا خیال رہنے لگا۔ اور انھوں نے بے انتہا کوشش کی کہ کسی طرح اسی کا پتہ مل جائے۔ لیکن عرصہ تک تمام کوششیں بیکار ثابت ہوتی رہیں۔

راسپوٹین شاہی محل میں

بالآخر دو سال کے طویل عرصہ کے بعد اس کا پتہ چلا اور وہ زارینہ کے حکم سے محل میں بلایا گیا۔ یہی وہ منحوس دن تھا۔ جس کے بعد روس کے جھلملاتے ہوئے چراغ کو سازش کی بے پناہ آندھیوں نے ہمیشہ بجھانے کی کوشش کی۔

زارینہ کی خفیہ پولیس کے مظالم

زار و زارینہ کی خود غرضی اور مطلب پرستی کا ذکر اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ آچکا ہے کہ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے بعد اپنے خیر خواہوں اور رازداروں سے بھی بے اعتنائی برتتے تھے۔ چنانچہ اسی قسم کا ایک عجیب واقعہ یہ بھی ہے کہ:۔

شاہی پولیس کا آفیسر ایم۔ ڈی۔ لیو پوشیدہ طور پر زارینہ کی خفیہ پولیس میں ملازم تھا۔ اور وہ زار کے قتل کی سازشیں اس نے طشت از بام کی تھیں۔ اسی لئے وہ تمام یورپ میں معزز ترین روسی کی حیثیت سے مشہور رہا تھا۔ آخر میں زار نے اس کی خدمات سے خوش ہو کر اس کو وزیر بنا دیا لیکن زار کے قتل کی وہ تمام سازشیں جو اس نے بے نقاب کی تھیں محض فریب تھا۔ دراصل اس نے اپنی شہرت کے لئے وہ تمام فسانے گھڑ لئے تھے وہ حد درجہ خوشامد پسند تھا اور زار و زارینہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ذلیل سے ذلیل خدمات کے لئے تیار رہتا تھا اور لاتعداد آدمیوں کو اس نے موت کا

جام پلا دیا۔ اِس لئے رعایا اس کے خون کی پیاسی تھی۔

تشدّد کی اِنتہا

روسی جیل خانوں میں قیدیوں پر جو ظلم اور تشدّد برتا جاتا تھا۔ اس کا حال بیان کرتے ہوئے بدن کپکپا جاتا ہے۔ ان جیل خانوں میں جو دریا کے کنارے تھے۔ نہایت بے رحمی سے دریا کا پانی چھوڑ دیا جاتا۔ اور مظلوم و بے کس قیدی ان میں نہایت بے بسی اور بے کسی سے ڈوب کر مرجاتے تھے۔

لیو کے ایجنٹ جیل خانوں میں بھی گھوما کرتے۔ تاکہ جیل خانوں کے افسروں کی فرعونیت اور قیدیوں کی مظلومیّت کے صحیح واقعات جیل خانہ کی چہار دیواری سے باہر نہ جاسکیں۔ اسی لئے زآرینہ کا خیال تھا کہ وہ بیحد ہوشیار آدمی ہے۔ اور سازشوں کی سُراغرسانی میں اس کو خاص مہارت ہے۔

حد درجہ ظالم و سفاک اور بیحد خوشامدی ہونے کے ساتھ ہی وہ بہت چالاک بھی تھا۔ اس کی ہوشیاری اور چالاکی کی ادنیٰ دلیل یہ ہے کہ شاہی محل میں بھی پوشیدہ طور پر اس کے جاسوس تعینات رہتے۔ اور زآر و زآرینہ کے ادنیٰ سے ادنیٰ حالات سے اس کو برابر آگاہ کرتے رہتے تھے۔

زآر کے ٹیلیفون کا کنکشن

اس سے کہیں زیادہ اس کی چالاکی یہ تھی کہ اُس نے زآر کے خاص ٹیلیفون کا کنکشن اپنے ٹیلیفون سے ملا رکھا تھا۔ اس طرح زآر کے

تمام راز اس کو گھر بیٹھے نہایت آسانی کے ساتھ معلوم ہو جایا کرتے تھے۔

عبرتناک حشر

سینٹ پیٹرز برگ میں عوام کو اس کی خباثت کا حال معلوم تھا اور وہ جانتے تھے کہ وہ جن لوگوں کو گرفتار کر کے بغیر تفتیش کے جیل خانے میں ٹھونس دیتا ہے۔ ان میں اکثر بے گناہ ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ بیچارے مجبوراً اس کو رشوتیں دیا کرتے کہ وہ کسی وقت انھیں گرفتار نہ کرادے۔

ایک روز دوپہر کو زآرینہ دوڑی ہوئی میرے پاس آئیں۔ اور گھبرا کر بولیں:۔

"جنیڈا! جنیڈا! لوگوں نے لیو کو قتل کر دیا"

میں (متعجب ہو کر) کیا کہا؟ قتل کر دیا۔

زآرینہ۔ ہاں۔ قتل کر دیا۔ ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ وہ محل آرہا تھا کہ اس پر کسی نے بم پھینکدیا ———— غریب کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ چلا۔

میں۔ (خوفزدہ ہو کر) اُف بڑا خوفناک حادثہ ہے۔

زآرینہ۔ میں نے حکم دیا ہے کہ اُس کے تمام کاغذات پر سرکاری مہر لگادی جائے۔ ممکن ہے کہ اُن میں کوئی ایسی بات ہو جس کا خُفیہ رہنا ضروری ہو۔

لیو کے خیالات کچھ بھی کیوں نہ ہوں۔ لیکن زار و زارینہ کا بحید ہمدرد تھا اس کے باوجود زار اور زارینہ نے حسبِ عادت نہ تو اس کی بیوی کے پاس ہمدردی کا پیغام بھیجا۔ اور نہ اس کی کوئی امداد کی۔

زارینہ کی چالاک خادمہ

اِنّا ٹینف جو روسی عدالت دیوانی کے ایسے وفادار عہدہ دار کی لڑکی تھی۔ جس پر زار کو بحید اطمینان تھا کچھ عرصہ سے زارینہ کے خدمت گزاروں میں شامل تھی۔ ترقی کرتے کرتے وہ زارینہ کی مصاحب عورتوں میں شمار کی جانے لگی ——— ان دونوں کے دوستانہ تعلقات کا علم بہت کم لوگوں کو تھا۔ اور وہ بظاہر خدمت گزار ہی سمجھی جاتی تھی۔ بہت زیادہ خوبصورت نہ تھی۔ لیکن اُس کی مُسکراہٹ کی ادا لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیتی تھی۔

روس کے لئے وہ دن بھی نہایت ہی منحوس تھا۔ جس روز یہ نمک حرام عورت محل میں داخل ہوئی۔ کیونکہ خاندانِ شاہی کی تباہی و بربادی میں اُس نے زبردست حصّہ لیا۔

راسپوٹین سے ناجائز تعلقات

وہ حد درجہ مکار اور بحید غدّار عورت تھی۔ اس وقت تک مجھکو یہ علم نہ تھا کہ زمانہ ساز اور فرضی صوفی راسپوٹین سے اس کے ناجائز تعلقات ہیں۔ جو زارینہ کو اپنے اشاروں پر نچا رہا تھا۔ اور یورپ میں شیطان کی طرح

مشہور تھا۔

شادی کی مخالفت

ایک روز زآرینہ نے مجھ سے کہا:۔
اِناّ کی شادی ہونے والی ہے ۔ مجھے اس کی جدائی کا رنج ہے۔ میں اس سے بیحد محبت کرتی ہوں۔

مَیں۔ اس کا ہونے والا شوہر کون ہے ؟

زآرینہ۔ بحری فوج کا کوئی لفٹنٹ ہے جس کا نام ویرو پودا ہے۔۔۔ میں نے چاہا تھا کہ وہ نہ جائے مگر میری کوشش رائیگاں گئی ۔۔۔ وہ اس وقت چلی جائے ۔ مگر اس کو بہت جلد واپس آنا پڑے گا۔

زآرینہ کا آخری فِقرہ:۔

"اُس کو بہت جلد واپس آنا پڑے گا"

نہایت ہی تعجب خیز تھا۔ میں بالکل نہ سمجھ سکی کہ زآرینہ اِس شادی کی مخالف کیوں ہے اور یہ بھی علم نہ تھا کہ وہ لفٹنٹ کے خِلاف زبردست سازش کر رہی ہے۔

راسپوٹین کی پیش گوئی

بہ کچھ ہی عرصہ بعد اِناّ کی شادی ہو گئی۔ اور وہ اِناّ ویرو پودا یا میڈم ویرو پودا کے نام سے مشہور رہی ۔ لفٹنٹ اس کو لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ لیکن زآرینہ بیحد اُداس رہنے لگیں ۔ ان کو متفکر دیکھ کر ایک روز راسپوٹین نے پیش گوئی

کی کہ آپ فکر نہ کیجئے۔ وہ بہت جلد واپس آئے گی۔ وہ آپ کی رازدار سہیلی ہے۔ اس لئے اس کو یقیناً واپس آنا پڑے گا۔ کل میں نے ایک خواب بھی دیکھا ہے۔ جس کی تعبیر یہ ہے کہ شادی کا یہ رشتہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتا۔

پیش گوئی کر کے دغاباز راسپوٹین زارینہ کو سلام کرتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

میں اس کی چالاکیوں سے بخوبی واقف تھی۔ اس کے باوجود میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ اس کے خلاف اس قدر جلد سازش کر لی جائے گی۔

اس سے پہلے کہ ہفتہ عشرہ میں راسپوٹین کی یہ پیش گوئی پوری ہو درمیانی قلیل عرصہ میں ایک اور مظلوم خاندان تباہ کیا گیا۔

ناقابل معافی گناہ

میں پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ جس بدقسمت کو زارینہ کا خفیہ راز معلوم ہو جاتا۔ اس کو نہایت عبرتناک سزا دی جاتی تھی۔ راز سے واقف ہو جانا ناقابل معافی گناہ تھا۔

اسی قسم کا تعجب خیز واقعہ پریوی کونسل کے آفیسر کاونٹ بیلیف کے ساتھ پیش آیا۔ وہ نہایت شریف آدمی تھا۔ اور اس کے خلاف کبھی کوئی شکایت نہیں سُنی گئی۔ لیکن ایک روز معہ خاندان شہر بدر ہو جانے کا نادر شاہی حکم سُنایا گیا۔ اس کے مختصر خاندان میں اس کی ایک بیوی اور ایک لڑکی تھی۔

میں بیحد متحیر ہوئی۔ اور میں نے زارینہ سے ان کے نکالنے کا سبب دریافت کیا۔ لیکن انھوں نے ٹال دیا۔

زارینہ کے علاوہ میں نے دیگر ذرائع سے کوشش کی کہ کسی طرح یہ راز معلوم ہوجائے۔ لیکن مجھے کامیابی نہ ہوئی۔

دربار سے برخاست ہوکر مظلوم کاؤنٹ پیٹروگریڈ چلا گیا۔ اور وہاں کرائے کے ایک مختصر مکان میں رہنے لگا۔ کچھ ہی دن بعد خفیہ پولیس نے اس کے مکان کی تلاشی لی اور ایسے کاغذات برآمد کئے۔ جن سے زار کے قتل کی سازش کا ثبوت ملتا تھا۔ اسی سبب بغیر کسی مزید تحقیقات کے ان سب کو سائبیریا بھیج دیا گیا۔ اور زارینہ نے خفیہ پولیس کو اس سازش کے انکشاف کے صلہ میں گراں قدر انعام دیا۔

پس پردہ ان کا حقیقی قصور کیا تھا؟ یہ مجھے عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ کاؤنٹ کو اتفاقیہ طور پر زارینہ اور قیصر کی سازش کا علم ہو گیا تھا۔ جہانتک مجھے علم ہے۔ انقلاب روس کے بعد بھی یہ خاندان زندہ ہے۔

راسپوٹین کی خاطر

میں ایک روز پیٹروہاف کے باغ میں ٹہل رہی تھی کہ اَنا کا شوہر اپنی وردی میں آیا، اور مجھے سلام کرکے بولا:۔

عرصہ سے میری خواہش ہے کہ میں اپنی مصیبت کی داستان آپ کے

گوش گزار کروں۔ لیکن مناسب موقع کا منتظر تھا۔ مدت کے بعد خوش قسمتی سے آپ تنہا مل گئیں۔ سب سے پہلے تو میں اس بہترین سلوک کا، جو آپ میری بیوی کے ساتھ روا رکھتی ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ زارینہ کی راز دار سہیلی ہیں اسلئے آپ نے سُنا ہو گا کہ مجھے اپنی بیوی سے کس قدر اُلفت ہے۔ لیکن میں سخت متحیّر ہوں کہ ملکہ صاحبہ ہماری شادی سے ناراض ہیں۔ اور میری محبت کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔"

لفٹنٹ نے جو کچھ کہا۔ وہ لفظاً بلفظ صحیح تھا۔ مجھے علم تھا کہ اِنا شیطان سیرت راسپوٹین کے اختیار میں ہے۔ وہ چالاک اور فریبی راسپوٹین جس نے زارینہ کو بھی رام کر لیا۔ اور میں یہ جانتی تھی۔ کہ ملکہ واقعی لفٹنٹ سے نفرت کرتی ہیں۔ اور مجھے یہ بھی خبر تھی کہ میرا مخاطب ایک قوم پرور آفیسر ہے۔ اس لئے چند لمحہ میں نے سوچا کہ میں اُسے کیا جواب دوں۔ آخر کار اس کا غم غلط کرنے کے لئے میں نے کہا:۔

انھیں اِنا سے حد درجہ محبّت ہے۔ اَب اِنا کا تعلق زارینہ کی بہ نسبت آپ سے زیادہ گہرا ہو گیا ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ انھیں اس کا رنج ہو۔ دراصل عورت کبھی نہیں برداشت کر سکتی کہ وہ جسے چاہتی ہے اسے کوئی اور بھی چاہے لیکن یہ ایسی چیز ہے جسے مرد بہت کم سمجھ سکتا ہے۔"

لفٹنٹ۔ بہت ممکن ہے۔ آپ کا خیال صحیح ہو۔ مجھے عورتوں کی اِس

عجیب و غریب فطرت سے سروکار نہیں۔ لیکن مجھے اپنی بیوی سے دلی محبت ہے۔ اس لئے اس کی بے اعتنائی میرے لئے باعث رنج ہے۔ آپ خود خیال فرمائیے کہ رخصت ملنے پر عرصہ کے بعد میں یہاں آیا ہوں۔ لیکن اس کے باوجود وُہ آخری فقرہ پورا کرتے کرتے رُک گیا اور میں سمجھ گئی کہ وہ اس کی بے نیازی کا شاکی ہے۔ اور اس کی ملاقات کا آرزومند ہے۔ میں نے اُس سے کہا:۔

"کیوں۔ آپ خاموش کیوں ہو گئے؟ جو شکایت ہو بیان فرمائیے۔"

لفٹنٹ۔ (سرد آہ بھر کر) مخدومہ کیا عرض کروں، اِنّا کی بے مرّوتی روز افزوں ہے۔ اور یہ ملکہ کی صحبت کا اثر ہے ——— میں جانتا ہوں کہ اس کا باپ شاہی خاندان کا قدیمی نمک خوار ہے۔ اور وہ بھی محل کے نمک سے پلی ہے اور میں خود بھی یہاں کا معمولی خدمت گار ہوں۔ لیکن جہاں محبت ہوتی ہے وہاں کچھ نہیں دیکھا جاتا ——— بیباکی سے یہ جو کچھ میں نے آپ کے گوشگزار کیا محض اس لئے کہ آپ میری خیر اندیش ہیں۔

مَیں۔ میری رائے ہے کہ آپ اِنّا کی سرد مہری کا خیال نہ کیجئے۔ اس کو ملکہ کی خواہش کے مطابق کام کرنا پڑتا ہے۔"

لفٹنٹ۔ آپ نے جو کچھ کہا صحیح ہے۔ لیکن سب سے زیادہ رنجدہ چیز تو یہ ہے کہ میں نے اِنّا اور راسپوٹین کے متعلق بہت سی باتیں سُنی ہیں۔ اِن دونوں کے تعلقات کافی مشہور ہو چکے تھے۔ لیکن میں نے لاعلمی کا

اظہار مناسب سمجھا۔

مَیں۔ میں آپ کا مطلب نہیں سمجھ سکی۔

لفٹننٹ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ راسپوٹین نے حسبِ عادت اپنا جادو اِنّا پر بھی کر دیا ہے۔ لیکن مجھے یقین نہیں کہ اِنّا اس کے جال میں پھنسی ہو۔

مَیں بخوبی واقف تھی کہ لفٹننٹ کا شک عرصہ ہوا سچائی کی حد کو پہنچ چکا ہے۔ تاہم میں نے جواب دیا کہ:۔

اِنّا اس کے فریب میں نہیں آسکتی۔ لوگ ایسی بے سروپا خبریں خواہ مخواہ تصنیف کرتے ہیں۔ کوئی ذی عقل ان کو صحیح تسلیم نہیں کر سکتا۔ انّا اور آپ کے مابین سچی محبت ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ متفکر کیوں ہیں؟

لفٹننٹ۔ افسوس یہ جاننے کے باوجود کہ میں روسی ہوں، اور روس کے لئے جان بھی قربان کر سکتا ہوں۔ ملکہ مجھے حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔

مَیں۔ یہ آپ کی ناانصافی ہے کہ آپ خواہ مخواہ زارینہ سے بدظن ہیں۔

طلاق کی خواہش

گفتگو کے بعد مَیں محل واپس چلی آئی۔ اور ایک گھنٹہ بعد زارینہ کے ہمراہ گاڑی میں ہواخوری کو نکلی۔ تو زارینہ نے مجھ سے کہا۔

جنیڈا۔ میں نے کھڑکی میں سے دیکھا۔ تم لفٹننٹ ویرو یودا کے ساتھ باغ میں چہل قدمی کر رہی تھیں۔ اُس نے تم سے کیا کہا:۔

یہ الفاظ زآرینہ نے طنز آمیز لہجہ میں اداکئے۔ اور الفاظ کے خاتمے کے بعد مجھے ذرا تیز نظر سے دیکھا۔

مَیں نے انکساری سے جواب دیا۔

کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ اس کا خیال ہے کہ آپ اس سے ناراض ہیں۔

زآرینہ۔ اس کا خیال صحیح ہے۔ مجھے اس سے نفرت ہے۔ انّا کی شادی اُس سے نہ ہونی چاہیئے تھی۔

مَیں۔ اِن دونوں کو تو ایک دوسرے سے بحید اُلفت ہے۔

زآرینہ۔ محبت اور اُلفت کا یہ دَور بھی اب قریب الاختتام ہے۔ انّا خود بھی اس سے تنگ آ گئی ہے۔

یہ کہہ کر زآرینہ مُسکرائیں۔ لیکن مجھے اِن کے ذلیل خیالات اور اس پر مسرّت کے اظہار سے رنج ہوا۔

زارینہ کے ذلیل ترین افعال

اُسی رات کا ذکر ہے کھانا کھانے کے بعد میں زآرینہ کو ایک چھٹّی پڑھ کر سُنا رہی تھی کہ یکایک زآرینہ نے کہا۔

"خوب یاد آیا۔ اڈمرل لیکوزار کی ملاقات کو آیا ہے۔ جنیڈ! ذرا کسی خادم کو تو بُلا دو"۔

میں نے گھنٹی بجائی۔ خادم حاضر ہوا۔ ملکہ بولیں:۔

"دیکھو ایڈمرل زآر سے مل چکے ہوں تو انھیں میرے پاس بلالاؤ"

پندرہ منٹ بعد تمغوں سے جگمگاتی ہوئی وردی پہنے اڈمرل نے آکر

زآرینہ کو مودبانہ سلام کیا۔

زآرینہ نے بیٹھنے کا اِشارہ کیا اور کہا :۔

تمھیں علم ہے کہ میری خادمہ اِنّا نے کچھ عرصہ ہوا لفٹنٹ دیرد پود ا

سے شادی کرلی ہے"

اڈمرل ۔ جی ہاں معلوم ہے۔

زآرینہ ۔ اچھا اب میں جو کچھ کہتی ہوں ۔ وہ تم ہی تک رہے ——

—— اِن دونوں میں سلوک نہیں ہے ۔ اس لئے کسی طرح لفٹنٹ کو ٹال

دیا جائے تو بہتر ہو ۔ آجکل میں کوئی جہاز کہیں روانہ ہو رہا ہو تو اُس کا عہدہ

بڑھا کر اُسے کہیں دُور بھیجدو ۔

اڈمرل ۔ (کچھ دیر سوچ کر) دو ایک روز میں ایک جہاز بحرِ پسیفک

جانے والا ہے ۔

زآرینہ ۔ تو بس اسی جہاز میں اس کو بھیجدو ۔ مجھے بیحد رنج ہے اڈمرل

—— لیکن اس کے سوا چارہ کیا ہے ۔ درحقیقت یہ شادی

بہت ہی بُری ہوئی ۔ لیکن یہ نہایت ہی پوشیدہ راز ہے ۔ اس لئے اِنّا اور

لفٹنٹ دونوں میں سے کسی کو خبر نہ ہو ۔

اڈمرل۔ مطمئن رہیئے۔ ایسا ہی ہوگا۔

زارینہ کی اس عجیب سازش سے میں متحیر ہوئی۔ اور نہیں سمجھہ سکی کہ ایسے شوہر کو جو بیوی کی محبت میں سرشار ہے کیوں اس عجیب و غریب طریقہ سے جُدا کیا جاتا ہے۔

زارینہ کے پُراسرار واقعات کو سمجھنا آسان نہ تھا۔ دوسرے روز ہی انانے اپنے شوہر کے سفر کی نسبت مجھ سے ذکر کیا۔ اور اسی شام کو جب لفٹنٹ ——— مجھے ملا۔ تو اُس نے مجھے رخصتی سلام کیا۔ اُسوقت اِس مظلوم کو کیا علم تھا کہ میں اس سفر کی حیثیت سے بخوبی واقف ہوں۔

اس کے بعد جو کچھ سازش کی گئی اس کی نوعیت نہایت عجیب ہے اور وہ نہایت ہی حیرت انگیز واقعہ ہے۔ جسے سُن کر میں ششدر رہ گئی۔

لفٹنٹ کی روانگی کے تین ہفتہ بعد اس کو ایک گمنام چٹھی مِلی۔ جس میں اس کو مشورہ دیا گیا کہ تم فوراً اپنے مکان واپس آؤ۔ لفٹنٹ کپتان سے رُخصت لے کر اپنے مکان پیٹرزہاف واپس آیا۔ اس کا مکان شاہی باغ میں تھا۔ جب وہ مکان پہنچا تو پولیس مکان کا محاصرہ کیے ہوئے تھی۔ جب اُس نے اندر جانے کی خواہش کی۔ تو اُسے یہ کہہ کر روک دیا گیا۔ کہ اسوقت زارینہ مکان میں تشریف فرما ہیں۔

وہ مجبور ہو کر واپس ہو۔ اور تقریباً دو گھنٹے باغ میں ٹہلتا رہا۔ میں نے

جب اس مصیبت زدہ کو دیکھا۔ تو اس قدر جلد واپس آنے کی وجہ دریافت کی ـــــــ وہ اس وقت بہت زیادہ پریشان اور نہایت غمگین تھا کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔

اس وقت تک مجھے گمنام چٹھی کے متعلق علم نہ تھا۔ مگر اتنا سمجھ لینا آسان تھا کہ کوئی غیر معمولی بات ضرور ہوئی ہے۔

اس کے فوراً بعد مجھے اس تار کا خیال آیا۔ جو صبح ہی ملکہ کے نام آیا تھا۔ اس میں صرف اتنا لکھا تھا کہ:۔

"آٹھ بجے چلا گیا"

صبح میں اس تار کا مطلب نہ سمجھ سکی۔ لیکن اب سمجھ لینا کچھ مشکل نہ تھا کہ وہ لفٹنٹ کی روانگی کی اطلاع تھی۔ مجھے یہ بھی علم ہوا کہ لفٹنٹ کے متعلق ایک ایک لمحہ کی خبریں زارینہ کو ملتی رہی ہیں۔

لفٹنٹ اس وقت اس قدر غمگین اور رنجیدہ تھا کہ اس نے مجھ سے اپنی بیوی کے بارے میں بھی کچھ نہ کہا۔

جب لفٹنٹ کو اطلاع دی گئی کہ زارینہ واپس تشریف لے گئیں۔ تو اس نے مکان میں جانا چاہا۔ لیکن پولیس نے اس وقت بھی اجازت نہ دی آخر کار لفٹنٹ کو غصہ آگیا۔ اور اس نے پولیس کی پرواہ نہ کی! اور دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو گیا۔

اس کے بعد زآرینہ نے مجھ سے کہا۔ جنیڈا تم نے سُنا۔ وہ بدمعاش لفٹنٹ جہاز سے فرار ہو کر آج یہاں آیا۔ اس وقت اس کے مکان میں کرنل۔ اور رمے نوسکی موجود تھا۔ لفٹنٹ نے کرنل کو سخت زخمی کیا اور پیٹر وگریڈ بھاگ گیا۔ اب وہ اِنّا کو طلاق دینا چاہتا ہے۔ شادی سے پہلے اِنّا کو سمجھایا تھا کہ وہ اس سے شادی نہ کرے۔ لیکن اس نے کسی کی نہ مانی اور اب ——!

"خود کردہ را علاج نیست" کا مضمون ہے۔

زآرینہ کو علم نہ تھا۔ کہ میں اُن کی اس ذلیل سازش سے واقف ہوں۔ اور جانتی ہوں۔ کہ وہ گمنام خط بھی زآرینہ نے ہی لکھا ہے۔ کیونکہ وہ جس کاغذ پر لکھا ہوا ہے وہ خود میں پیٹروگریڈ سے خاص طور پر زآرینہ کے لئے خرید کر لائی تھی۔ دنیا یہ سُن کر حیران ہو گی کہ اِنّا اور کرنل اور رمے نوسکی کے شرمناک تعلقات بھی زآرینہ کی منشا کے مطابق قائم کرائے گئے تھے۔

دو تین روز بعد لفٹنٹ نے اِنّا کو طلاق دیدی۔ لیکن طلاق کی وجہ زآرینہ کے حکم سے مخفی رکھی گئی۔

ہر سُو خُفیہ بغاوت

زآرا اور زآرینہ کی مخالفت تو تخت نشینی کے بعد ہی سے شروع ہو گئی تھی۔ لیکن جنگ جاپان کے بعد تو نفرت کے جذبات روز افزوں ہوتے گئے۔

ایک روز زآر نے ایک چِٹھی زآرینہ کو دکھائی۔ یہ کھلی ہوئی چِٹھی کی

صورت میں زار کے نام ایک پیغام تھا۔ جو جنیوا کے کسی چھاپے خانہ میں ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر رُوس میں تقسیم کیا گیا۔ اس میں گرانڈ ڈیوک نیکولس؎ کے ایک لیکچر کا حوالہ تھا۔ اور زار پر کئی سخت الزام لگائے گئے تھے۔ اور زار کو لکھا تھا کہ:۔

"اِن تمام الزامات کے جواب دہ تم ہو۔ اور اب تمہاری جرمنی بیوی کی چیرہ دستیاں ناقابلِ برداشت حد تک پہنچ چکی ہیں"۔

اس میں افسروں کی غداریوں کا بھی ذکر تھا۔ اور جاپان کی جنگ کے لئے زار کو ذمہ دار ٹھہرایا تھا۔

چٹھی زار کو اپنی میز پر رکھی ہوئی ملی۔ وہ اس قدر پریشان کن تحریر تھی کہ ہم تمام لوگوں کے مجمع میں زار نے خود پڑھ کر اُسے سنایا۔

زارینہ۔ (ہنس کر) نہایت بیہودہ تحریر ہے۔ اس کو جلا دو۔ معلوم ہوتا ہے کسی پاگل کی تحریر ہے۔

زار۔ خط کے راقم کو نہایت عبرتناک سزا دینی لازم ہے۔ تاکہ رعایا میں پھر کسی کو اتنی جرارت نہ ہو۔

؎ گرانڈ ڈیوک نیکولس زار روس کا قریبی عزیز اور معاملات سلطنت میں بہت دخیل تھا۔ اس نے اور روسی خاندان کے کئی شہزادوں نے عہد کیا تھا کہ روس کو جرمنی اثر اور شیطان سیرت راسپوٹین کے فتنہ سے نجات دلائیں گے۔ (محمد رحیم)

زارینہ۔ یہ رائے نہایت درست ہے۔ تمھیں ایسا ضرور کرنا چاہئے۔ تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

دو گھنٹے بعد زارینہ نے شاہی پولیس کے آفیسر جنرل تروس کو بلوا کر اس سے کہا:——

"باغیوں کی گرفتاری میں ضرورت سے زیادہ عجلت سے کام لو۔ تاکہ وہ نقصان نہ پہنچا سکیں۔"

جنرل۔ بیشک وہ اس وقت بھی سخت نقصان رساں ثابت ہو رہے ہیں۔

زارینہ۔ تعجب ہے کہ مقدس باپ گیپن بھی کچھ نہ کر سکے۔ حالانکہ وہ تمھارے دوست ہیں۔

جنرل۔ (مسکرا کر) یہ سچ ہے کہ گیپن اب باقاعدہ طور پر ہماری خفیہ پولیس میں کام کر رہے ہیں۔ اور ان کی کارگذاری نہایت قابلِ اطمینان ہے اور محض اُن ہی کی کوششوں سے تقریباً سو سے زیادہ آدمی سائبریا بھیجے گئے ہیں لیکن تمام کام نہایت رازدارانہ طور پر ہو رہے ہیں۔ اس لئے عوام کو اُن پر ذرا بھی شک نہیں۔ اگر اُنھیں ذرہ بھر بھی شبہ ہو گیا۔ تو گیپن کو جان سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔

زارینہ۔ تم تمام باغیوں کو فوراً گرفتار کر لو۔ تاکہ رعایا خوفزدہ ہو جائے۔

جنرل۔ آپ کا فرمان بجا ہے۔ لیکن بعض لوگوں پر محض شک ہے اور

الحال ثبوت کچھ بھی نہیں۔ ایسے لوگوں کو گرفتار کرنا نامناسب ہے۔ ہمیں خاص
در پر خیال رکھنا چاہیئے کہ کون گناہ گار ہے۔ اور بے گناہ کون ہے؟

زارینہ۔ سب سے بڑی غلطی یہی ہے۔ اس وقت تمام لوگوں کو خوفزدہ
رنے کی ضرورت ہے۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد جنرل پھر بولا:۔

"میں اس بے گناہ لڑکی بی ٹراف کے بارے میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا
ہوں"

زارینہ۔ (نفرت سے) کیا وہ ابھی تک ٹھکانے نہیں لگائی گئی۔

جنرل۔ ملک کے اس سرے سے اُس سرے تک اس کی طرفداری جاری
ہے۔ اس لئے میں شہنشاہ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس اس کے خلاف
کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس لئے اس کو رہا کر دیا جائے۔

زارینہ۔ (نفرت آمیز لہجہ میں) جنرل معلوم ہوتا ہے کہ تم باغیوں سے بہت زیادہ
خائف ہو۔

جنرل۔ آپ مطمئن رہیئے۔ خائف ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ لیکن انصاف
بھی کوئی چیز ہے۔ اس کی گرفتاری سے پیٹرزبرگ میں خصوصیت کے ساتھ سنسنی
پھیل گئی ہے۔ اِس لئے میرا فرض ہے کہ میں آپ کو عوام کے خیالات سے ہر وقت
آگاہ رکھوں۔ اور بتاتا رہوں کہ نقصان رساں طرزِ عمل کو ترک کر دینا بہتر ہے۔

زارینہ۔ محض خوبصورت ہونے کی وجہ سے اس کو چھوڑ دینا غلطی ہے

جنرل۔ اس میں شک نہیں کہ وہ لڑکی تحریکِ آزادی کی دِلدادہ ہے ا
اس سلسلہ کی چند کتابیں بھی اس کے ہاں سے برآمد ہوئی ہیں۔ لیکن تحقیقات ؛
صاف ظاہر ہے کہ باغیوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں اس لئے اس کو آزاد نہ کیر
جائے تو صریح ظلم ہے۔

زارینہ۔ تم بھی تسلیم کرتے ہو کہ وہ ہماری مخالف ہے۔ بس یہی سب سے
بڑا جرم ہے۔ اور اس کو آزاد کرنا مناسب نہیں۔

لیکن جنرل نے زار سے براہ راست گفتگو کی، اور ایک گھنٹہ تک
معاملات کی نزاکت سمجھاتا رہا۔ بالآخر زار نے لڑکی کی رہائی کے احکام جاری
کر دیئے۔ لیکن اسی شام جب جیلر اس کو رہائی کی خوش خبری لیکر کوٹھری میں گیا
اُس نے دیکھا کہ لڑکی اپنے کپڑوں میں آگ لگا کر خودکشی کر چکی ہے۔

خودکشی کے واقعہ کو مخفی رکھنے کی انتہائی کوشش کی گئی۔ لیکن پبلک پر
اصلیت روشن ہو گئی۔ چنانچہ نہایت زور شور کے ساتھ الزامات لگائے گئے
کہ جیل میں ہونے والے ناقابلِ برداشت مظالم سے تنگ آکر مظلوم لڑکی نے
خودکشی کر لی۔

سنسنی خیز خبریں پھیلانے والے لاتعداد لوگوں کو زارینہ کے حکم سے گرفتا
کر لیا گیا۔ جن کی بڑی تعداد بے گناہ تھی۔ پولیس نے حد سے زیادہ یہ ظلم کیا کہ سینکڑوں

لڑکے اور لڑکیوں کو بھی گرفتار کر کے قید میں ٹھونس دیا۔

زارینہ کو جب ان گرفتاریوں کی اطلاعات پہنچائی جاتیں تو بعض اوقات وہ نہایت مسرت کا اظہار کرتی تھیں۔

پیٹرزبرگ کے چار ذی عزت خاندان گرفتار کیے گئے اور بغیر کسی تفتیش کے ان کو سائبریا بھیجدیا گیا۔ ان کی گرفتاری اس لئے عمل میں نہیں آئی کہ وہ باغی تھے۔ یا باغیوں سے تعلق رکھتے تھے۔ بلکہ انھیں اس لئے برباد کیا۔ کہ انہیں زارینہ کے کچھ راز معلوم ہو گئے تھے۔ اس لئے وہ زارینہ کے مخالف تھے۔ اس قدر ادنیٰ اقصور پر جلاوطن کرنا زارینہ کا معمول ہو گیا تھا۔

وزیراعظم کی بیوی سے زارینہ کی نفرت

شاہی خاندان کی یہ قدیمی رسم تھی، کہ زارینہ سے ملاقات کو آنے والی ہر عورت زارینہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا کرتی۔ لیکن زار کی والدہ نے اس غیر ضروری رسم میں قدرے تبدیلی کر دی اور اب صرف دوشیزہ لڑکیاں ہاتھ کو بوسہ دیا کرتی تھیں۔ ہماری زارینہ نے پرانے رسم و رواج کو از سر نو جاری کیا۔ جب کبھی کوئی عورت اُن سے ملنے آتی تو وہ اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھا دیتیں۔ اور آنے والی عورت لامحالہ ہاتھ کو بوسہ دیتی۔

ایک روز زارینہ نے مجھ سے کہا:۔

"وزیر اعظم کی بیوی میڈم سٹولائی پن باہر منتظر ہے، اس کو حاضر کرو۔
زارینہ نے اپنا ہاتھ بوسہ کے لئے بڑھایا۔ اور چند منٹ تک اُس سے گفتگو کی۔

عنانِ حکومت بڑی حد تک وزیر اعظم کے ہاتھ میں رہا کرتی ہے اسلئے کہ وہ ملک کی بلند مرتبہ ہستی ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کی بیوی بھی تمام عورتوں میں ممتاز درجہ رکھتی ہے۔ لیکن زارینہ کا برتاؤ اس کے ساتھ اچھا نہ تھا۔ وہ نہایت سرد مہری سے اس کے ساتھ پیش آئیں۔

میڈم سٹولائی پن کو ملکہ کی بے التفاتی حد درجہ ناگوار گزری۔
زارینہ کو اپنے سے لاپرواہ دیکھ کر گفتگو کے سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے اُس نے زارینہ سے کہا:۔

"روس کی سردیاں تو آپ کے لئے یقیناً ناقابل برداشت ہوں گی؟"
گفتگو فرنچ زبان میں ہو رہی تھی۔ اس لئے زارینہ نے فرنچ ہی میں جواب دیا:۔

"سردیاں کرمیا میں زیادہ آسائش کے ساتھ گزر جاتی ہیں۔"
زارینہ فرنچ زبان سے کچھ زیادہ واقف نہ تھیں۔ اس لئے اُن کی زبان سے کرمیا جرمنی لہجہ میں ادا ہو گیا۔ میڈم سٹولائی پن زارینہ کی اس بدحواسی پر اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکی اور زارینہ خفیف ہو کر رہ گئیں۔

میڈم سٹولائی پن نے زارینہ کی اس کمزوری کا حال اپنی سہیلیوں سے بھی بیان کیا اور وہاں بھی زارینہ کا خوب مذاق اُڑا۔

یہ خبر ایسی نہ تھی کہ زارینہ اس سے بے خبر رہتیں۔ انھیں علم ہوا۔ اور وہ سخت ناراض ہوئیں۔ اور انھوں نے مجھ سے کہا:-

"جنیڈا! تم نے سُنا۔ وہ نامعقول عورت میرا مذاق اڑاتی پھرتی ہے۔ میرا فیصلہ نوٹ کر لو۔ کہ میں اس کی صورت دیکھنے کی بھی روادار نہیں۔ کچھ عرصہ بعد ایک ایسی ہسپتال کو زارینہ کی سرپرستی میں دیا گیا جس سے میڈم سٹولائی پن کا گہرا تعلق تھا۔ اس کے بعد اکثر دونوں ملتی رہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ زارینہ اس سے نہایت عمدہ طریقے سے پیش آتی رہیں۔ اور انھوں نے ہاتھ کے بوسہ کی رسم کو بھی بالائے طاق رکھ دیا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ جذبۂ نفرت کو پوشیدہ رکھ کر زارینہ انتقام کی تاک میں ہیں۔

قوم پرور وزیر اعظم

وزیر اعظم پہلے سمارا کا گورنر تھا۔ اور ترقی کرتے کرتے عہدۂ وزارت پر سرفراز ہوا۔ اس کا باپ زار کا ایڈی کانگ تھا۔ وزیر یوں بھی نہایت معقول آدمی سمجھا جاتا تھا زار سے اس کے تعلقات نہایت اچھے تھے۔ چائے پینے کے لئے وہ میرے کمرے میں آتا۔ اور گھنٹوں پُرلطف باتیں کیا کرتا۔ اس میں خودستائی کا مرض ضرور تھا لیکن وہ قوم پرور وزیر تھا۔ اور وفاداری اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی

جرمنی سے وہ بجد متنفر تھا۔ اور قیصر و زارینہ کے پوشیدہ تعلقات کا حال بھی اُسے کچھ معلوم ہوگیا تھا۔ محض اسی لئے زارینہ اُس سے خائف رہتی تھیں۔ اور اُس کو خوش رکھنے کی امکانی کوشش کرتی تھیں۔ لیکن در پردہ اس کو تباہ و برباد کردینے کی فکر میں مشغول تھیں۔

وہ حالات سے باخبر تھا۔ لیکن اسے اِن سازشوں کی ذرا بھی پرواہ نہ تھی ہر وہ کام جس کو وہ مناسب سمجھتا۔ بغیر کسی خوف کے کر گذرتا۔ ادائیگی فرض کی خاطر لاتعداد لوگ بھی اس کے دشمن بن جائیں تو اُسے پرواہ نہ تھی۔

راسپوٹین کے قتل کی سازشیں

ایک روز راسپوٹین کی موجودگی میں زارینہ نے اِنّا سے کہا:۔

"وزیر اعظم سٹولائی پن کا غرور دِن بدن بڑھ رہا ہے اور وہ عوام کو یقین دلا رہا ہے کہ اس میں بھی لیڈر بننے کی قابلیت ہے"

راسپوٹین۔ تمھارا خیال صحیح ہے۔ وہ زار کو ہمیشہ بُرے مشورے دیا کرتا ہے۔ لیکن کل میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ اس کا انجام قریب ہے۔

اِنّا۔ مقدّس باپ وہ آپ کا بھی جانی دشمن ہے۔

زارینہ۔ بے شک وزیر اعظم کے مکروفریب سے مقدّس باپ کو بچانا چاہیئے۔

راسپوٹین ۔(قطع کلام کر کے مسکرا کر) میرے لئے ذرا بھی اندیشہ نہ کرو۔ خدا مجھ پر مہربان ہے ۔ اس لئے وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا ۔ تین مرتبہ میرے قتل کی کوششیں کی گئیں ۔ لیکن قاتل کامیاب نہ ہو سکے ۔ ممکن ہے وزیر اعظم مجھے جلاوطن کرانے میں کامیاب ہو جائے ۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ خدائی عذاب عنقریب اس پر نازل ہونے والا ہے ۔

زارینہ ۔ کیوں مقدس باپ، کیا اس کے خلاف کوئی سازش کی جا رہی ہے؟

راسپوٹین ۔ نہایت چالاک آدمی تھا ۔ اس لئے مصلحت کی بنا پر اس نے راز کی کوئی بات بیان نہ کی اور نہایت چالاکی سے روئے سخن تبدیل کر دیا ۔

راسپوٹین اور زارینہ دونوں علیحدہ علیحدہ اپنے دلوں میں ایک ہی خواہش رکھتے تھے کہ کسی طرح وزیر اعظم کو تباہ کیا جائے ۔ اور دونوں علیحدہ علیحدہ اپنی خواہشوں کو بروئے کار لانے کے لئے سرگرم عمل تھے ۔

دشمن محبوبہ

زارینہ اپنے جاسوسوں کے سبب بہت جلد کامیاب ہو گئیں ۔ اور انھیں والٹ نامی ایک ایسی لڑکی مل گئی ۔ جس کا تعلق وزیر اعظم سے اس وقت رہ چکا تھا جب وہ سمارا کا گورنر تھا ۔ وزیر اعظم نے اس کے ساتھ بے وفائی کی اور اب اس کو بالکل بھلا دیا ۔

ایک روز زارینہ کے نام ایک تار آیا ۔ لکھا تھا :-

"اس شخص سے ملاقات ہو گئی ۔ اور کامیابی نے قدم چومے اس وقت

وہ سٹنا ورپول میں مقیم ہے۔ اور انتقام کی آگ اچھی طرح بھڑکی ہوئی ہے۔ ہمیں آئندہ کیا کرنا چاہیئے؟"

"ہارڈ"۔

ہارڈ۔ جرمنی چمار تھا۔ زاریہ کے خفیہ محکمہ میں ملازم تھا۔ اور پیٹرو گریڈ میں رہتا تھا۔ تار جب میں نے زاریہ کو پہنچایا تو وہ بہت مسرور ہوئیں اور اسی وقت اس کو جواب دیا کہ زاریہ سے ٹیلیفون پر گفتگو کرو۔

دوسرے روز دس بجے میں نے زاریہ کے ٹیلیفون کے کمرے میں ہارڈ کو ٹیلیفون پر بُلایا۔ اور جواب مل جانے پر زاریہ کو بلا کر ٹیلیفون دیدیا۔ اور خود کمرے سے باہر چلی آئی۔

تیسرے روز ہارڈ ایک نوجوان عورت کو میرے پاس لایا اور بولا:۔

"زاریہ اس خاتون سے ملاقات کرنا چاہتی ہیں۔ اس کا نام والٹ ہے۔ آپ انھیں اطلاع دیدیجیئے۔"

میں۔ کیا آپ خود بھی زاریہ سے مُلاقات کریں گے۔

ہارڈ۔ جی ہاں۔ زاریہ نے ملاقات کے لیئے ہم لوگوں کو یہ وقت دیا ہے۔

جب میں نے زاریہ کو اطلاع دی۔ تو انھیں مسرت ہوئی اور انھوں نے اُن کو فوراً ہی طلب کیا۔ اور میں جب ان کو زاریہ کے پاس لے گئی تو انھوں نے خلاف قاعدہ والٹ کو اپنے قریب جگہ دی، اور نہایت مہربانی سے کہا:۔

"میں تمھارے واقعات معلوم کرنے کی خواہشمند ہوں۔ میرا خیال ہے کہ وزیراعظم سے تمھارے تعلقات اچھے رہ چکے ہیں"

والٹ۔ (بھرائی آواز میں) جی ہاں!

پھر عجیب انداز سے اس نے مجھ پر نگاہ ڈالی۔ جیسے اپنا راز ظاہر کرتے ہوئے مجھ سے شرماتی ہے۔

اُس کی شرم کا لحاظ رکھتے ہوئے زارینہ نے مجھے باہر جانے کا حکم دیا۔ میں تعمیلِ ارشاد کے سبب باہر چلی آئی۔ لیکن اُس کے حالات جاننے کے لئے میں بھی اسی قدر بیچین تھی۔ جس قدر زارینہ کو اُس کی سرگزشت سُننے کا اشتیاق تھا۔ اس لئے وہاں سے ہٹائے جانے پر مجھے رنج ہوا۔ وہ بات چیت میں نے سُنی نہیں۔ لیکن یہ صاف ظاہر ہے کہ زارینہ نے اس لڑکی کو محض وزیراعظم کو تباہ کرنے کے لئے طلب کیا تھا۔

بدقسمتی سے اسی دوران میں وزیراعظم نے ڈیوما (روسی پارلیمنٹ) کو معطل کرنے کے لئے ایک حکم نامہ پر زار سے دستخط کرائے۔ یہ اس کی زبردست غلطی تھی۔ جس سے تمام رعایا اس کی دشمن ہوگئی۔ اور ملک میں عام طور پر قتل وغارت کا بازار گرم ہوگیا۔ پیٹرو گریڈ میں مجمع کو منتشر کرنے کے لئے فوج کو گولیاں چلانی پڑیں اور لاتعداد جانیں ضائع ہوئیں۔

میں نے زارینہ کو اس سنسنی خیز خبر کی اطلاع کی تو انھوں نے حقارت

سے کہا:۔

"یہ وزیر اعظم کا قصور ہے۔ مگر زار کو چاہیئے کہ تمام باغیوں کو گولی سے اُڑا دے۔ تاکہ دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں"۔

درحقیقت زارینہ بغاوت سے مسرور تھیں۔ کیونکہ عوام وزیر سے بیزاری ظاہر کر رہے تھے۔

والٹ کے متعلق زارینہ نے مجھ سے ایک لفظ بھی نہ کہا۔ لیکن ہارڈ سے مجھے معلوم ہوا کہ گورنری کے زمانے میں وزیر اعظم نے والٹ سے کورٹ شپ کیا۔ اور دونوں اکثر ہوٹل میں باہم مِلا کرتے تھے۔ وزیر اعظم نے اسے جو محبت نامے لکھے، ان میں سے ایک میں شادی کی خواہش ظاہر کی گئی ہے۔ زارینہ وزیر اعظم کو تباہ کرنے کے لئے والٹ کے ذریعہ اس خط کو دربار میں پیش کرنا چاہتی تھیں۔

راسپوٹین کی عیّاری پر امریکی تبصرہ

وزیر اعظم کی بیوی نے ایک مرتبہ ایک امریکن اخبار میں راسپوٹین کی عیاری و مکاری پر اظہارِ خیال کیا تھا۔ اس لئے راسپوٹین وزیر اعظم اور اس کی بیوی کا جانی دشمن ہوگیا۔ راسپوٹین نے اس کو برباد کرنے کے لئے میرے سامنے کئی مرتبہ زارینہ سے مشورے کئے۔ اور زارینہ کے ایما سے اس نے وزیر اعظم پر کئی اتہام لگائے۔ جن کا اثر حسبِ دلخواہ ہوا۔ اور عوام وزیر سے بیحد

مشتعل ہوئے۔

راسپوٹین کی جاسوسی

راسپوٹین کی رہائش کے لئے مستقل طور پر شاہی محل میں جگہ دی گئی تھی۔ ایک روز علی الصباح راسپوٹین نے زارینہ سے کہا۔

وزیراعظم، روس کو جہنم میں دھکیل رہا ہے۔ ماسکو کی اس سازش کا حال تم نے سنا ہوگا۔ جو وہاں کے گورنر کے قتل کے لئے کی گئی۔ اس سلسلہ میں کل تین آدمی گرفتار کئے گئے ہیں۔ اور معلوم ہوا ہے کہ والٹ نامی وہ لڑکی بھی جس سے وزیراعظم کے تعلقات تھے اور جو اب اس کی جانی دشمن ہے گرفتار کی گئی ہے۔

زارینہ نے سراسیمہ ہوکر مجھے دیکھا۔ اور راسپوٹین سے بولیں:۔

"کیا فرمایا؟" اس لڑکی کا نام کیا ہے؟

راسپوٹین۔ والٹ، اس پر وزیراعظم کے قتل کی سازش میں شرکت کا الزام ہے۔

زارینہ۔ آپ کو کیونکر علم ہوا۔

راسپوٹین۔ شاہی پولیس کے ڈائرکٹر برلیف نے اطلاع دی ہے۔

زارینہ۔ جنیڈا! برلیف کو مطلع کرو۔ کہ وہ نصف گھنٹے کے اندر ہی اندر یہاں حاضر ہوکر واقعات ظاہر کرے۔

زآرینہ کو یہ کسی طرح گوارا نہ ہوا۔ کہ وہ جس کی امداد کے بل پر وزیراعظم کو تباہ و برباد کرنا چاہتی ہیں۔ اس کو اس طرح گرفتار کر لیا جائے۔ چنانچہ نصف گھنٹے بعد برلیف حاضر خدمت ہوا۔

زآرینہ۔ (نہایت سخت لہجہ میں) مجھے بتایا گیا ہے کہ ہمارے وزیراعظم کے خلاف سازش کرنے والوں میں ایک عورت بھی گرفتار کی گئی ہے۔ میں اسکے تفصیلی حالات معلوم کرنے کی خواہشمند ہوں۔

برلیف۔ اس لڑکی کا نام والٹ ہے۔ اس نے وزیراعظم کو بم سے اُڑانے کی کوشش کی۔ لیکن کل رات وہ گرفتار کر لی گئی۔

زآرینہ۔ اس کے ہمراہ کون کون ہے؟

برلیف۔ وہ تین آدمی ہیں۔ ان میں ایک موچی ہے۔ دوسرا انجنیر ہے تیسرا کسی چھاپے خانہ کا مالک ہے۔ ان سب کی سرغنہ والٹ ہے۔ اس لئے میں نے اس کو شیسلبرگ بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس کے تینوں ہمراہی سائبریا بھیجے جائیں گے۔

زآرینہ۔ وزیراعظم کو ان واقعات کا علم ہے؟

برلیف۔ میں نے آج صبح انھیں اطلاع دی تھی۔ اور انھوں نے ہی یہ سزائیں تجویز کی ہیں۔

محبّت نامہ کی تلاش

زارینہ۔ تفتیش میں کچھ کاغذات بھی برآمد ہوئے۔
برلیف۔ جی ہاں۔

زارینہ۔ (غضبناک ہوکر) اس کے علاوہ اور تم کیا جانتے ہو۔

زارینہ کی ناراضگی سے برلیف گھبرا گیا۔ اور ڈر کر بولا۔

"مجھے اس سے زیادہ کچھ علم نہیں۔ لیکن ملک میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں باغی نہ ہوں۔ ہمیں بڑی احتیاط سے کام کرنا پڑ رہا ہے۔ اور ان کا سراغ لگانے کے لئے انتہائی کوشش کی جا رہی ہے۔

زارینہ۔ تم نے اس لڑکی کے کاغذات دیکھے ہیں؟

برلیف۔ جی ہاں وہ آج ہی صبح مجھے ملے ہیں!

زارینہ۔ میں انھیں دیکھنا چاہتی ہوں۔ کیا وہ تمھارے قبضہ میں ہیں؟

زارینہ کی خواہش پر برلیف کاغذات لینے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد زارینہ نے غضبناک لہجہ میں کہا:۔

"ان نامعقول لوگوں نے اس کو گرفتار کر کے بہت برا کیا۔ نہیں معلوم تفتیش میں کون سے کاغذات ملے ہیں۔ وزیر اعظم کا وہ محبت نامہ ان میں ہوا تو غضب ہوگا۔"

ان الفاظ سے بآسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ وزیر اعظم کے "اعتراف محبت" والے خط کے لئے ہی زارینہ نے تمام کاغذات طلب کئے۔

پندرہ منٹ بعد بریف ایک لمبا لفافہ لے کر واپس آیا اور اس میں سے تمام کاغذات نکال کر زارینہ کے سامنے پیش کئے۔

زارینہ نے بعجلت تمام کاغذات اُلٹ پلٹ کر دیکھے۔ اس میں اکثر والٹ کے والدین کے خطوط تھے۔ اور ایک خط رُوس کے مشہور وکیل الیشلر کا تھا اور یہی وہ وکیل تھا جس کو ہارڈ نے والٹ کی جانب سے وزیر اعظم کے خلاف کھڑا کیا تھا۔

پولیس کوشش کے باوجود وکیل کے اس خط کا مطلب نہیں سمجھ سکی اس لئے بریف نے کہا:۔

اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ والٹ وزیر اعظم کی دشمن ہے۔ لیکن تحقیقات کے باوجود وکیل کے متعلق صحیح حال معلوم نہیں ہوا کہ اس کا اس معاملہ سے حقیقی تعلق کیا ہے ـــــــ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ والٹ اس سازش کی سرغنہ ہے۔ اور اس کے تینوں ساتھی نیشنلسٹ ہیں۔

زارینہ کچھ دیر سوچتی رہی اور یقین کرنے کے بعد کہ ان کاغذات میں وزیر کا محبت نامہ موجود نہیں ہے۔ لاپرواہی سے بولیں:۔

"نہایت افسوس ہے کہ عورتیں بھی وزیر اعظم کے خلاف سازش میں شریک ہیں۔ مسٹر بریف میں تم کو اس سازش کا سُراغ لگانے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ اس میں کلام نہیں کہ یہ سازش بڑی خوفناک ہے۔"

خطوط کی چوری

برلیف کو رخصت کر کے زارینہ نے مجھ سے کہا:- جنیڈ!! ہارڈ کو ٹیلیفون پر بلاؤ۔ میں اس سے معلوم کروں گی۔

تقریباً دس منٹ بعد ہارڈ نے ٹیلیفون پر زارینہ سے گفتگو کی۔ لیکن میں کمرے سے باہر چلی آئی۔ اس لئے وہ گفتگو میں نے نہیں سنی۔

جب زارینہ ٹیلیفون کے کمرے سے واپس تشریف لائیں۔ تو پہلے سے بھی زیادہ غضبناک تھیں۔ نہایت تیز لہجہ میں انھوں کہا:-

"ہارڈ کہتا ہے کہ والٹ کے تینوں نیشنلسٹ ساتھی بالکل اجنبی ہیں۔ والٹ کا بیان ہے کہ میں اُن سے قطعی ناواقف ہوں۔ البتہ وہ بھی عمارت کے کسی حصہ میں رہتے ہیں۔ جس میں والٹ رہا کرتی ہے۔ کسی شخص نے انعام کے لالچ میں والٹ کو پھنسوا دیا ہے۔"

مَیں۔ یہ واقعہ ہے تو والٹ کی گرفتاری بیشک تعجب انگیز ہے۔ بہت ممکن ہے کسی کو علم ہوگیا ہے کہ وہ وزیراعظم کی دشمن ہے۔ کیا آپ کے خیال میں اس راز کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

زارینہ۔ اِن چلتے پرزوں سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی۔ انتہا یہ ہے کہ خاص میرے خطوط بھی صاف اُڑا لیتے ہیں۔ اب میں نے خطوط بھیجنے کے لئے قاصد کا انتظام کیا ہے۔ خصوصاً جرمنی والے خطوط قاصد کی معرفت ہی بھیجے

جاتے ہیں۔

زارینہ کا انتقام

کچھ وقفے کے بعد زآرینہ نے مجھ سے تار کا فارم منگوایا۔ زآرا ور زارینہ کے لئے تار کے خاص فارم نیلے کاغذ پر چھاپے جاتے تھے۔ تار لکھنے کے لئے وہ میز پر بیٹھیں تو مجھ سے کہا:۔

"زارا وڈکیہ میں ہے خط پہنچنے میں زیادہ وقت لگے گا۔ اس لئے تار دینا ہی مناسب ہے۔"

انھوں نے تار لکھ کر مجھے دیا۔ اور میں شاہی تار گھر گئی۔ میں نے اس کو پڑھا۔ لکھا تھا:۔

"وزیر اعظم کے خلاف سازش کرنے والا گروہ گرفتار ہوا ہے۔ اس میں والٹ نامی ایک لڑکی بھی ہے۔ لیکن وہ قطعی بے قصور ہے۔ اور اس کو گرفتار کرنا انصاف سے بعید ہے۔ اس لئے اس کی رہائی کے فوری احکام جاری کرو۔ اس کے ہمراہ جو لوگ ہیں وہ گناہگار ہیں لیکن بے گناہ لڑکی کی گرفتاری عوام کو مشتعل کرنے کا باعث ہوگی۔"

ایلکس (زآرینہ)

دو گھنٹے کے بعد تار کا جواب ملا۔ زار نے اطلاع دی تھی کہ:۔

"مجھے وآکٹ کی گرفتاری کا علم نہیں۔ لیکن میں نے اُسے رہا کر دینے

کے احکام جاری کر دیئے ہیں۔ میں اور عوام تمھارے شکر گزار ہیں

کہ تم مظلوموں کا حد سے زیادہ خیال رکھتی ہو۔ کہ کوئی بے گناہ گرفتار

نہ کر لیا جائے۔"

زکّی (زآرہ)

مَیں نے تار زآرینہ کو پہنچا دیا۔ وہ پڑھ کر بے حد مسرور ہوئیں۔ اور دس منٹ بعد انھوں نے ہآرڈ سے ٹیلیفون پر بات کی۔

برلیف کو واآلٹ کی گرفتاری کی یہ سزا ملی کہ وہ نہایت ذِلت سے برطرف کیا گیا۔ زارینہ کے منتقمانہ وار سے بچ جانا کسی کے لئے ممکن نہ تھا۔

زہرہ گداز حادثہ

واآلٹ کے علاوہ نیشنلسٹ فرقہ کو بھی وزیر سے شکایات پیدا ہوئیں۔ کیونکہ وزیر نے لاتعداد بے قصور لوگوں سے سائبریا کو بھرنا شروع کر دیا۔

نیشنلسٹ فرقہ سے مرعوب ہو کر وزیر اعظم پیٹر وگریڈ کے نزدیک ایک چھوٹے سے ٹاپو میں رہنے لگا۔ اس کے مکان کے چاروں طرف سخت پہرہ رہتا تھا۔ اور وزیر اعظم کو اپنے محفوظ ہونے کا پورا یقین تھا۔ لیکن واآلٹ درپردہ نہایت خوفناک سازش کر رہی تھی۔

ایک رات کو تہلکہ بپا کر دینے والا نہایت ہی فلک شگاف دھماکہ ہوا۔ اور چشمِ زدن میں وزیر اعظم کا مکان اور قریب کے تمام مکانات نیست و نابود

ہوگئے۔ اس خوفناک حادثہ میں پینتالیس آدمی مارے گئے اور وزیر اعظم کا لڑکا اور اس کی لڑکی سخت مجروح ہوئے۔ لیکن اتفاقاً وزیر صاف بچ گیا۔ اور زخمیوں کو لے کر خود ہسپتال گیا۔

اس سنسنی خیز حادثہ کی اطلاع ہم کو بذریعہ ٹیلیفون ملی۔ زآرینہ کو بعقصور لوگوں کے مرنے کا اس قدر افسوس نہ تھا۔ جس قدر وزیر اعظم کے صاف بچ جانے پر انھیں رنج ہوا۔ انھوں نے کہا:۔

"اِس قدر آدمیوں کے مرجانے کا تو مجھے رنج ہے۔ لیکن وزیر اعظم مرجاتا تو بڑا اچھا ہوتا۔ قیصر سے نفرت کرنے کے باعث وہ ہم لوگوں کے لئے مجسّم خطرہ ہے۔"

وزیر اعظم نے اپنی مصیبت کی داستان زآر سے بیان کی۔ اور زور دیا کہ جو لوگ تخت سلطنت اُلٹ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ رعایت نہ کی جائے۔

زآر نے اِس مشورہ کو تسلیم کیا۔ اور وزیر نے والٹ کی گرفتاری کا وارنٹ دوبارہ جاری کر دیا۔ لیکن زآرینہ نے بروقت اس کی مدد کی۔ اور ہارڈ کی امداد سے اس کو فرار ہوجانے کا موقع دلادیا۔ والٹ فرار ہوکر ڈیجنیز چلی گئی۔

والٹ کو بچاکر زآرینہ نے اپنی زندگی تباہ کرلی۔ کیونکہ والٹ نے زآرینہ کے ساتھ غدّاری کی۔ اور ان کو جو زبردست داغ دیا وہ نہایت ہی

رنجدہ واقعہ ہے جو اگلے صفحات میں آپ کی نظر سے گذرے گا۔

وزیراعظم کا قتل

نیشنلسٹ فرقہ وزیر کے تازہ ظلم وستم سے مرعوب نہ ہوا اور اس کو قتل کرنے کی دوسری سازش کی جانے لگی۔ سازش کا سرغنہ بیگرو تھا۔ وہ یہودی تھا۔ اور وزیراعظم کا جاسوس تھا۔ جس کو وزیر نے محض والٹ پر نظر رکھنے کے لئے مقرر کیا تھا لیکن بیگرو اس کی محبت میں مبتلا ہو کر وزیر کی جان کا دشمن ہو گیا۔

سردیوں کے شروع میں حسب دستور جب دربار کرمیا جانے لگا توراہ میں کچھ عرصہ کے لئے کیو میں قیام کی تجویز ہوئی۔ کیونکہ زار وہاں فوجی کھیل تماشے دیکھنے کے خواہشمند تھے۔

جس روز ہم کیو پہنچے۔ اسی روز ایک تھیئٹر میں مشہور کھیل ہونے والا تھا۔ ہم اسی رات کو تھیئٹر گئے۔ بیگرو بھی وزیراعظم سے پاس لیکر تماشہ گاہ میں پہنچا۔

کھیل شروع ہونے کے کچھ دیر بعد بیگرو نے وزیراعظم پر پستول کا فیر کیا۔ اور اسی وقت وزیر کی رُوح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ تمام ہال ششدر رہ گیا۔ لیکن زارینہ کو بے انتہا خوشی ہوئی۔ ان کے خیال میں جرمنی کا بڑا دشمن دنیا سے رُخصت ہوا۔

آسٹروی جاسوس

زارینہ کے تعلقات کیسے کیسے خطرناک لوگوں

سے تھے۔ یہ حالات بیان کئے جا چکے ہیں۔ اس سلسلہ کا ایک عجیب واقعہ اور ہے:۔

"ایلٹشلر وکیل آسٹریا کا رہنے والا تھا۔ اس کے خاندان نے روس آکر کیو میں بود و باش اختیار کر لی۔ اور بتدریج ترقی کر لینے کے بعد یہ خاندان کیو سے سینٹ پیٹرزبرگ چلا آیا۔"

ایک مرتبہ ایک شخص نے زار اور زارینہ کو بتایا کہ ایلٹشلر جاسوس ہے لیکن سپہ سالار سوحمینلوف نے اس کی تردید کی اور بتایا کہ وہ نہایت شریف آدمی ہے اور میں اس سے اُسوقت سے واقف ہوں، جبکہ وہ کیو میں تھا۔

مجھے بھی ایلٹشلر پر شک نہ تھا لیکن زارینہ حقیقت سے آگاہ تھیں اور انھیں علم تھا کہ وہ کس طرح روس کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ خود زارینہ کا مقصد بھی یہی تھا۔ اس لئے وہ اس کی امداد کر رہی تھیں۔ والٹ کا مقدمہ اس کے سپرد کرنا اس کا ثبوت ہے۔

سنہ ۱۹۱۴ء میں جنگِ عظیم شروع ہونے سے کچھ ہفتہ پہلے وہ اور اس کا تمام خاندان روس سے یکایک فرار ہو گیا اور معتبر ذرائع سے ظاہر ہوا کہ وہ حقیقتاً آسٹریا کا جاسوس تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایلٹشلر اور جرمنی جاسوس میاسوڈاف کی وزیر کے خاص کمرے میں نہایت آزادانہ آمد و رفت تھی۔ اور وہ دونوں رازدارانہ خطوط بھی دیکھ لیا کرتے تھے۔ اور کوئی پوشیدہ واقعہ ایسا نہیں ہے جو اُن کے علم میں نہ ہو۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایلٹشلر کی معرفت سوحمینلوف کو

آسٹریلسے رشوت بھی ملا کرتی تھی۔

بدقسمت زار زار کے ادنیٰ مشورے تو ایک طرف اُن کے شاہی احکامات بھی زارینہ کی نظر میں قابل وقعت نہ تھے۔ زار کے مشوروں کو ٹھکرا دینا ان کا معمول تھا۔ زار خود بھی کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے۔ اور زارینہ کے اشاروں پر ناچنا ان کا دستور تھا۔ زار کی اس حد سے بڑھی ہوئی کمزوری کے متعلق مجھے ۱۹۱۲ء کا ایک مضمون ازبر ہے۔ ایک رُوسی ایڈیٹر نے لکھا تھا:۔

"دنیا کی ایسی کونسی مصیبت ہے جو بدقسمت زار کی تقدیر میں نہ لکھی ہوئی ہو۔ (۱) باغی ان کے خون کے پیاسے ہیں۔ (۲) جنگ میں ان کو شکست ہوئی۔ (۳) جیل میں پڑے ہوئے لاتعداد قیدی ان کو ہر وقت بددعا دیتے ہیں (۴) ہزاروں بے گناہوں کا خون اُن کی گردن پر ہے۔ (۵) ناقابلِ برداشت اور ذلیل احکامات نے اُن کی سلطنت کی بنیادوں کو ہلا دیا ہے۔ (۶) قوم کا کوئی فرد بھی اُن پر اعتبار نہیں کرتا۔ (۷) ملک بھر میں ان کے قتل کی سازشیں ہو رہی ہیں (۸) دربار غداروں اور نمک حراموں سے بھرا ہوا ہے۔ (۹) حقیقی بھائی جلاوطنی کی تکالیف برداشت کر رہا ہے۔ (۱۰) والدہ ان کی ناقابلِ برداشت عادات و خصائل سے تنگ آکر ان سے علیحدہ ہو گئیں۔ (۱۱) بیوی،

وہ بیوی جس کو وہ اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں، اُن کے جانی دشمن قیصر ولیم سے ملی ہوئی ہے۔ (۱۲) اکلوتا بیٹا ــــ ولیعہدِ سلطنت ایسے تباہ کن مرض میں مبتلا ہے کہ عمر بھر صحت کی کوئی اُمید نہیں۔ (۱۳) حقیقی دوست کوئی بھی نہیں۔ اسی لئے دُنیا کی کشمکش میں اکیلے مبتلا ہیں۔

اِس سے بڑھ کر بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے؟

اِس عبارت کا ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے اِنکار کیا جا سکے۔

ولیعہد پر قاتلانہ حملہ

گرمیوں کے شروع کا ذکر ہے کہ زار نے سمندر کی سیر کا ارادہ ظاہر کیا۔ اسی بحری سفر کے دوران میں ان کا ارادہ تھا کہ سپین اور ناروے کے فرمانرواؤں سے بھی ملاقات کیجائے اس لئے اس سفر کے انتظامات نہایت شاندار پیمانے پر کیے جا رہے تھے۔ اور غور طلب امر یہ تھا کہ ولیعہد کو دارالسلطنت ہی میں چھوڑا جائے یا وہ بھی سفر میں ہمراہ رکھے جائیں۔ زار کا خیال تھا کہ انھیں ہمراہ نہ لے جایا جائے۔ لیکن زارینہ اپنے لڑکے سے بے حد محبت کرتی تھیں۔ اور ایک منٹ بھی انھیں آنکھ سے اوجھل نہ کرنا چاہتی تھیں۔ اس لئے وہ بضد ہوئیں کہ ولیعہد کو بھی ہمراہ لیا جائے۔ چنانچہ زارینہ نے حسبِ دستور زار کے مشورے کو قبول نہ کیا، اور ولیعہد کو ہمراہ لے جانے کے احکامات صادر کر دیئے۔ زار نے حسبِ عادت اِن احکامات

پرسر تسلیم خم کیا اور کہا:۔

ولیعہد کو تم یہاں چھوڑنا نہیں چاہتیں تو میرے خیال میں یہ مناسب ہے کہ رتوے ناف اس کو لے کر بذریعہ ریل کو بن چلا آئے۔ اور وہاں ہم سے ملے۔

رتوے ناف ایک نہایت وفادار ملازم تھا اور اس کا فرض محض یہی تھا کہ وہ ہر وقت ولیعہد کی حفاظت کرے۔

زار کی تجویز کو بھی زارینہ نے تسلیم نہ کیا اور کہا:۔

موسم بہت خوشگوار ہے۔ اور سمندر کی ہوا اس کی صحت کے لئے مفید ہے۔ اس لئے اسے ریل سے بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ وہ ہمارے ساتھ چلیگا۔

زار نے حسب دستور زارینہ کے مشورے کو قبول کیا اور کہا:۔

"اچھا پیاری جو تم مناسب سمجھو وہ کرو"

تاریخ شاہد ہے کہ ولیعہد سلطنت کو قتل کرنے کی سازشیں کی جارہی تھیں۔ تاکہ زار کا خاندان صفحۂ ہستی سے مٹ جائے۔ لیکن اس سازش کا سُراغ پولیس کا وہ خاص محکمہ بھی نہ لگا سکا جو خاص طور پر اس سازش کے سُراغ کے لئے معمور کیا گیا تھا۔ اور جس کا سالانہ خرچ پچاس لاکھ روپیہ تھا۔

البتہ پولیس کو اس قدر معلوم ہو سکا کہ اس سازش کی سرغنہ واآلٹ ہے ——— وہ واآلٹ جس کو خود زارینہ نے کئی مرتبہ موت کے مُنھ سے بچایا۔

سازش کے سبب زارینہ بیحد متفکر تھیں۔ روانگی سے قبل انھوں نے شاہی

ڈاکٹر سے بھی مشورہ کیا کہ ولیعہد کو ہمراہ لے جائیں یا نہیں۔ موسم نہایت خوشگوار تھا اور تبدیل آب و ہوا سے ولیعہد کی صحت پر اچھا اثر پڑنے کی امید تھی۔ اسلئے اس نے ہمراہ جانے کی تائید کی۔

ذیل میں ولیعہد پر قاتلانہ حملہ کے متعلق جو کچھ لکھ رہی ہوں وہ ایسا واقعہ ہے جس کو پوشیدہ رکھنے کی انتہائی کوشش کی گئی، اور ابھی تک بجز چند آدمیوں کے کسی کو علم نہیں۔

اپنی نوعیت کے لحاظ سے وہ واقعہ ایسا حیرت انگیز ہے کہ اب بھی جب میں اُسے یاد کرتی ہوں تو جسم میں سنسنی پھیل جاتی ہے۔

جہاز کی روانگی کا وقت شام کو چار بجے مقرر تھا۔ لیکن ہم سب لوگ دوپہر کو ہی جہاز پر سوار ہو گئے۔

زار اپنے کیبن میں نئے وزیراعظم سیجو بنو سے باتوں میں مشغول تھے اور زارینہ حسب معمول تھوڑی دیر آرام کے لئے اپنے کیبن میں جا چکی تھیں اور میں اِنا سے اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہی تھی کہ ناگاہ ولیعہد کے کمرے سے ایک دلدوز چیخ کی آواز آئی۔ میں گھبرا کر اس طرف دوڑی۔ اور برآمدے میں میں نے ایک آدمی کو بھاگتے ہوئے دیکھا۔ لیکن چند لمحوں میں وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا۔ میں اور اِنا جب ولیعہد کے کمرے میں پہنچیں تو قدموں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ بڑا ہی روح فرسا منظر تھا۔ ولیعہد کے جسم سے خون کا

فوارہ جاری تھا۔ اور وہ پڑا ہوا تڑپ رہا تھا۔ اور چھُری اُس کے قریب پڑی تھی۔

ہم دونوں کے غل کی آواز سُن کر لوگ دوڑے ہوئے آئے اور ڈاکٹر کو بُلایا۔ اس نے زخم کو فوراً دھویا اور پٹی باندھی۔ دس منٹ کے بعد زار و زارینہ کو اس قاتلانہ حملہ کی اطلاع دی گئی۔

پہرے پر جو لوگ تعینات تھے اُن کو اس واقعہ کی خبر دیر میں ملی اور حملہ آور بچ کر صاف نکل گیا۔ ہم لوگوں کی روانگی ملتوی ہو گئی۔ اور حادثہ کو پوشیدہ رکھنے کی پوری کوشش کی گئی۔ اور زار نے فوراً احکام جاری کئے کہ اس حادثہ کا تعلق عوام سے نہیں بلکہ ہماری ذاتِ خاص سے ہے۔ اس لئے ایک لفظ بھی کسی کو معلوم نہ ہو۔ سنسر کی معرفت ڈاک خانہ۔ تار گھر اور پریس وغیرہ کو مطلع کر دیا جائے کہ اس خبر کو پوشیدہ رکھیں۔ اور کوئی شائع کرے تو نہایت عبرتناک سزا دیجائے۔

پیٹرہاف واپس آکر پیرس کے مشہور و معروف ڈاکٹر ڈیری اَر اور دیگر بہترین ڈاکٹروں نے علاج کیا۔ چنانچہ دو ماہ کی جد و جہد کے بعد ولیعہد کا زخم بھرا۔

نیم وحشی شہزادہ

زخم بھر گیا۔ لیکن حملہ کے پندرہ روز بعد ہی ہم لوگوں کو یہ سنسنی خیز اطلاع ملی کہ جس چھُری سے ولیعہد پر حملہ کیا گیا اس میں کسی خوفناک مرض کے جراثیم تھے — جس کی وجہ سے

ایسے مرض میں مبتلا ہو جانا یقینی ہے، جس سے تمام زندگی آرام نہ ہو۔

ایک روز دوران چائے نوشی میں ڈاکٹر ویری آر نے مجھ سے کہا:۔

"مخدومہ۔ ولیعہد کی جان بچ گئی۔ لیکن دنیا کی کوئی طاقت انھیں پورے طور پر تندرست نہیں کر سکتی۔ وہ تمام عمر نیم وحشی رہیں گے۔"

اس میں شک نہیں کہ ڈاکٹر کا بیان صحیح ثابت ہوا۔ اور بیماری نے اس قدر اثر کیا کہ ولیعہد روز بروز گھلتے گئے۔

سازشی گروہ کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ ان جراثیم کی ماہیت سے بخوبی واقف ہے۔ اور ان جراثیم کے بارے میں علم ہوا کہ انھیں جرمن ڈاکٹروں نے حال ہی میں معلوم کیا ہے۔

حملہ آور گرفتار نہ ہو سکا۔ البتہ اتنا معلوم ہو گیا کہ اس سازش کی سرغنہ والکٹ ہے اور حملہ آور کا نام پرائیون یا یوپنی ہے۔ وہ پولیس کے ہاتھ سے صاف بچ کر جنوبی امریکہ چلا گیا۔ جنگِ عظیم سے پہلے والکٹ کے بارے میں کبھی کبھی کوئی اطلاع مل جاتی تھی۔ لیکن جنگ شروع ہونے کے بعد اسکی کوئی خبر نہیں ملی کہ وہ کہاں چلی گئی۔

قیصر اور زارینہ کی خفیہ ملاقات

عالمگیر جنگ شروع ہونے سے بہت پہلے ہی قیصر ولیم اس جنگ کی تیاریوں میں مشغول تھا۔ اور عرصہ سے اس قسم کی سازشیں ہو رہی

تھیں کہ مخالف حکومتوں کے سربرآوردہ لوگوں کو آلہ کار بناکر کامیابی کا قبل از وقت اطمینان کرلیا جائے۔

چنانچہ ۱۹۱۳ء کے موسم میں ایک روز زارینہ کے نام قیصر کا ایک مکتوب آیا۔ جس میں زارینہ کو خفیہ طور پر جرمنی آنے کی ہدایت کی تھی۔ اس وقت قیصر رومینٹن کے قریب سیروشکار میں مشغول تھا۔

زار اُس وقت کو سُروم گئے ہوئے تھے۔ اس لئے زارینہ نے قیصر کی دعوت قبول کرلی۔ اور روانگی سے قبل وہ جرمنی سفیر پار ٹاور سمر سے ملیں۔ ان دونوں نے کیا گفتگو کی۔ اس کے متعلق کسی کو کچھ علم نہیں صرف (۱) مَیں (۲) اِنّا ویروبُوا اور (۳) میڈم نرشکین سفر میں زارینہ کے ہمراہ تھیں۔

منزل مقصود کو پوشیدہ رکھنے اور دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ سفر نہایت معمولی گاڑی میں طے کیا گیا۔ اور شاہی گاڑی مالٹا روانہ کردی تاکہ پبلک یہ سمجھے کہ ہم مالٹا جارہے ہیں۔ اس لئے تمام روسی اخبارات نے یہی خبر شائع کی کہ زارینہ مالٹا گئی ہیں۔

سرحد تک یہ سفر ریل میں طے کیا۔ اور وہاں سے بذریعہ موٹر ہم رومینٹن پہنچے۔ یہ مقام ننانوے (۹۹) ایکڑ زمین پر مشتمل ہے اور اس میں صرف لکڑی کے بنے ہوئے چند مکانات ہیں۔ اور چاروں طرف دُور دُور جنگل ہی جنگل ہے۔

قیصر جرمن نے جو اس وقت سبز پوشاک میں ملبوس تھے۔ ہمارا خیر مقدم

کیا۔ اس وقت درباری فرائض ادا نہیں ہوئے۔ اس لیے پہلی مرتبہ میں نے قیصر کو اصلی حالت میں دیکھا۔

قیصر کا لطیفہ

کھانا کھانے کے دوران میں قیصر نہایت مسرور تھے اور لطائف و ظرائف سے سب کو ہنسا رہے تھے۔

ان کا کہا ہوا ایک لطیفہ مجھے اب تک یاد ہے۔

انھوں نے زارینہ کو خطاب کر کے یہ لطیفہ سُنایا!

کچھ دن ہوئے پولیس ڈائرکٹر نے ایک نہایت پُرلطف واقعہ سُنایا کہ دیوار پر چسپاں انعامی اعلان ایک سپاہی کی نظر سے گذرا۔ اس میں ایک گم شدہ انگوٹھی تلاش کرنے والے کو پچیس ۲۵ روپے انعام دینے کا وعدہ تھا ــــ سپاہی نے سرسری نظر سے اشتہار پڑھا۔ اور اپنی راہ چل دیا۔ بیس منٹ بعد ایک مفلس شخص نے اس سے کہا مجھے یہ انگوٹھی زمین پر پڑی ہوئی ملی ہے۔ تم دس روپے دو تو یہ قیمتی انگوٹھی تمھیں دیدوں۔ سپاہی کو انگوٹھی کا انعام یاد تھا۔ اس نے دس روپے دیکر انگوٹھی لینے میں ایک منٹ بھی ضائع نہ کیا اور انگوٹھی لے کر کوتوالی پہنچا۔ اور انعام طلب کیا۔ لیکن وہاں معلوم ہوا کہ وہ چاندی کی انگوٹھی ہے۔ جس پر سونے کا معمولی ملمع ہے اور اسکی قیمت دو روپے سے کسی طرح زیادہ نہیں ہے۔

اس چالاک آدمی نے سپاہی کو انعامی اعلان پڑھتے ہوئے دیکھ

لیااور وہ ایک انگوٹھی لیکر فوراً اس کے پاس پہنچا۔ اور بیوقوف سپاہی اس کے فریب میں آگیا۔

زارینہ (مسکراکر) وہ سپاہی آئندہ کبھی انگوٹھی خریدنے کی جرأت نہ کرے گا۔

بیگم قیصر۔ انگوٹھی فروخت کرنے والے کی چالاکی حد درجہ تعجب خیز ہے۔

قیصر راسپوٹین سے خائف تھا

لطیفہ کے بعد راسپوٹین کا بھی ذکر آیا۔ اس غدار راہب کا نام سنتے ہی قیصر نے زارینہ سے کہا:۔

تم نے بہت ہی اچھا کیا کہ اسے ہمراہ نہ لائیں۔ ایک سال پہلے اسی سے میری ملاقات یہیں ہوئی۔ میں اس کی آنکھوں سے آنکھیں نہ ملا سکا۔ اس کی آنکھیں نہایت پُراسرار ہیں۔ آج تک میری نظر سے ایسی عجیب آنکھیں نہیں گزریں۔ جس پر اس کی نگاہ پڑ جائے اس کا تباہ ہونا یقینی ہے۔ میں نے اسی روز عہد کر لیا کہ آئندہ اس شخص سے کبھی نہ ملوں گا۔

راسپوٹین نے بھی ہم سے قیصر کی اس ملاقات کا حال بیان کیا تھا۔ قیصر نے اس عیار راہب کے متعلق جو کچھ کہا۔ وہ لفظ بلفظ صحیح ہے۔ اس مکار راسپوٹین کی وجہ سے ہی زارینہ تباہ و برباد ہوئیں۔

دو چار روز کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ قیصر نے زارینہ کو کیوں بلایا ہے۔

قیصر اور زارینہ جنگل میں ٹہلتے ہوئے گفتگو کر رہے تھے اور میں کچھ دور عقب میں موجود تھی۔ شیطان سیرت راسپوٹین کے متعلق قیصر کے خیالات سن کر مجھے تعجب ہوا کہ راسپوٹین کو اپنا جاسوس بنا لینے کے باوجود وہ اس سے خائف ہے قیصر جیسی مضبوط شخصیت کا مکار راسپوٹین سے خائف رہنا اس امر کا زبردست ثبوت ہے کہ راسپوٹین حد سے زیادہ مکار اور دغاباز تھا۔ انھوں نے کہا:۔

"ایلکس یاد رکھو یہ تمھاری نادانی ہے۔ کیا تم نہیں جانتیں کہ تمھارے چاروں طرف جاسوس لگے ہوئے ہیں"۔

زارینہ۔ مقدس باپ (راسپوٹین) ہمارے ساتھ کبھی دھوکا نہیں کر سکتے۔

قیصر۔ محض اسی لئے کہ اُسے سونے کا لقمہ مل رہا ہے۔ جس وقت وہ یہاں آیا، میں نے پہلی ہی نظر میں تاڑ لیا کہ یہ اس وقت تک ہمارا غلام رہ سکتا ہے جب تک کہ اس کا پیٹ خالی رہے گا۔ میں ذہن نشین کئے دیتا ہوں کہ وہ بدترین آدمی ہے اور میرا خیال ہے کہ عنقریب وہ تمھارا دشمن بن جائے گا۔

زارینہ۔ (بے اعتباری کے لہجہ میں) وہ بہت وفادار آدمی ہیں، اور مجھ سے اور زار سے بیحد محبت کرتے ہیں۔

قیصر۔ مجھے علم ہے کہ تم ضرورت سے زیادہ اس کا اعتبار کرتی ہو۔ لیکن تمھارے لڑکے کی اس قدر بُری حالت کا سبب کسی زہر کا استعمال تو نہیں ہے جاسوسوں نے وثوق کے ساتھ اطلاع دی ہے کہ وہ مکار راہب بیٹرو گرمڈ

کے کئی ڈاکٹروں سے ملا ہوا ہے۔

زارینہ۔ ہرگز نہیں۔ میں مقدس باپ کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں سُننا چاہتی۔

قیصر۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ پادری گیپن کے حالات سے باخبر ہونے پر بھی تمھیں راسپوٹین پر اس قدر اعتقاد ہے۔ آیندہ تم کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ واقعات لفظ بلفظ صحیح ہیں۔ اس وقت میں اتنا ضرور کہوں گا۔ کہ تم کو ضرورت سے زیادہ محتاط رہنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ انگریز یا فرانسیسی تمھارے خفیہ رازوں سے واقف ہو جائیں۔ وہ نہایت چالاک ہیں اور تمھارا راسپوٹین شرابی آدمی ہے۔ کہیں نشہ میں وہ کوئی راز ظاہر نہ کر دے۔

زارینہ۔ اسٹومر اس کی احتیاط رکھتا ہے۔

قیصر۔ میرا خیال ہے کہ اس کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیتے۔ جبتک وہ زندہ ہے تم اطمینان سے نہیں رہ سکتیں۔ وہ جرمنی میں ہوتا تو جملہ کو ناتمام چھوڑکر قیصر مُسکرایا۔ اور اس کے بعد جو گفتگو ہوئی وہ میں نہ سُن سکی۔ لیکن راسپوٹین کے متعلق قیصر کے خیالات بالوضاحت معلوم ہو گئے کہ چالاک راسپوٹین کو اپنا جاسوس بنا لینے کے باوجود قیصر اس کی مکّاری اور چالاکی کے باعث اس سے خائف ہے۔

ولیعہد کی بیماری کے بارے میں قیصر کو پہنچائی ہوئی اطلاع صحیح ہے۔

راسپوٹین کے قتل کے بعد ثبوت ملا۔ کہ وہ نمک حرام راہب اَنا کی معرفت ولیعہد کو ایک ہلکی قسم کا زہر استعمال کراتا تھا۔ جس کے سبب اسے اکثر دَورے پڑتے تھے۔

روسی وُزراء اور قیصر کی سازش

ہماری آمد کے چوتھے روز بیٹرو گریڈ سے تین سربرآوردہ روسی بطور مہمان رومنٹین پہنچے۔ (۱) سپہ سالار سوخملوف وزیر جنگ۔ (۲) بورس اسٹومر[1] اور (۳) ٹریپوف[2]۔

آخرالذکر شخص زار کے آخری زمانہ میں زار کی مرضی کے خلاف محض زارینہ کے اصرار پر وزیر اعظم بنایا گیا۔

قیصر کے جاسوسوں نے اسٹومر اور ٹریپوف کی الماریوں سے دو انسانی پنجر برآمد کر کے اور افشائے راز کی دھمکی دیکر قیصر کا حلقہ بگوش بنا دیا۔ دوسرے ممالک کے مدبروں کے ساتھ بھی قیصر کے جاسوسوں نے یہی سلوک کیا۔

جب ڈوما (روسی پارلیمنٹ) کے ممبر کی حیثیت سے ٹریپوف لندن کی

---

[1] یہ شخص نہایت فاسد الاخلاق اور راسپوٹین کا سب سے زیادہ معتمد آدمی تھا۔ راسپوٹین ہی نے اس آوارہ شخص کو زارینہ تک پہنچایا۔ اور زارینہ نے اُسے وزیر اعظم کے عہدے پر پہنچا دیا۔

[2] جب اسٹومر کی غداری کے راز ظاہر ہوئے اور اسے مستعفی ہونا پڑا تو راسپوٹین نے ٹریپوف کو وزیر اعظم بنوا دیا۔

ایک کانفرنس میں گیا۔ تو وہاں اس نے برطانوی افواج کا معائنہ کیا اور گولہ بارود تیار کرنے اور ہوائی جہاز بنانے والے کارخانے بھی اس کو دکھائے گئے۔ اس وقت تک کسی کو علم نہ تھا کہ ٹریپوف کا یہ سفر دراصل قیصر کی خواہش کا نتیجہ ہے۔

برطانیہ کی طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے قیصر نے ہی اسے اس خدمت پر معمور کیا تھا۔

سوخملوف کے متعلق مجھے یہاں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ دنیا کے سامنے غدار ثابت ہو چکا ہے۔

تینوں غدار سرحد تک نہایت پوشیدہ طور پر آئے اور جرمنی سرحد پر ان کے خیر مقدم کے لئے کار بھیجی گئی۔

جس وقت ان کی کار رومنیٹن پہنچی۔ قیصر نے گرمجوشی سے ان کا خیر مقدم کیا اور دوسرے دن ۲۲ ستمبر ۱۹۱۳ء کو قیصر نے تخلیہ میں زارینہ۔ اِنّا ویروبودا اور تینوں غداروں سے گفتگو کی۔ اور اس کے بعد بھی کئی روز تک پوشیدہ مشورے ہوتے رہے۔ جس کمرے میں یہ رازدارانہ باتیں ہوتیں اس کے ہر طرف سخت پہرہ رہتا تاکہ ایک لفظ بھی کوئی نہ سن سکے۔ اس اہم گفتگو میں اِنّا کی شرکت تعجب خیز ضرور ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ راسپوٹین کے قائم مقام کی حیثیت سے شریک کی جاتی تھی۔۔۔

سازشی گروہ میں راسپوٹین کی اہمیت

قرارشدہ تجاویز میں سے ایک تجویز معتبر ذرائع سے مجھے معلوم ہوا کہ زار چونکہ راسپوٹین کی روشن ضمیری کا معتقد ہے۔ اس لئے تمام کام راسپوٹین سے انجام دلاؤ۔ اور روس کو جس طرح بھی ہو سکے لڑائی کے لئے تیار نہ ہونے دو

یہی وجہ ہے کہ لڑائی شروع ہونے کے چار ماہ بعد تک بھی آٹھ لاکھ روسی نوجوانوں کے پاس بندوقیں نہ پہنچ سکیں۔ اور لڑائی کا دیگر سامان بھی جو کچھ مل سکا وہ محض برطانیہ کی عنایت کا نتیجہ ہے۔

مصنوعی مقابلہ

جنگِ عظیم کے متعلق جرمنی کی ایک گہری چال مجھے زارینہ کی زبانی معلوم ہوئی۔ جو روسٹین کی طے شدہ تھی کہ جنگ شروع ہونے کے بعد روس برائے نام جرمنی سے ایک ہلکا سا مقابلہ کرے اور جرمنی سے شکست کھا کر اس کے حق میں ایک اقرار نامہ پر دستخط کر دے۔ تاکہ جرمنی روس سے مطمئن ہونے کے بعد پوری طاقت سے فرانس اور برطانیہ کا مقابلہ کرے۔

چار روز بعد تینوں روسی امراء واپس چلے گئے اور زارینہ نے سختی کے ساتھ ہم لوگوں کو تنبیہہ کر دی کہ ان کی آمد کا حال ایک راز ہے جو کسی کو معلوم نہ ہو۔

یہی وہ تینوں غدار تھے۔ جنھیں زمانہ جنگ میں اتحادی افواج اپنا ہمدرد خیال کرتی رہیں۔ اس وقت انھیں علم نہ تھا کہ یہی ہمارے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

غداری کی سزا

غدار ٹولی کے رخصت ہونے کے بعد ایک روز یکایک کرنل موسو وداف ہماری قیامگاہ پر پہنچے۔ ان کو وزیر جنگ سوخملوف نے اس عہدہ پر فائز کیا تھا۔ اور حد درجہ ان پر اعتبار کرتا تھا۔

اسی لئے کرنل زارینہ کا رازداں تھا۔ اور محل میں اکثر زارینہ سے ملنے آیا کرتا لیکن اس دُور دراز جگہ آنے پر میں متحیر تھی کہ آخر وہ کونسی اہم بات ہے جس کے لئے وہ یہاں تک آیا۔ میں نے زارینہ کو اس کی آمد کی اطلاع دی۔ اور کچھ ہی دیر بعد زارینہ نے اس کے ہمراہ قیصر سے تخلیہ میں گفتگو کی۔ تب مجھے علم ہوا کہ وہ بھی قیصر کا جاسوس ہے۔

شام کو قیصر نے کرنل کو اپنے ہمراہ کھانا کھانے کا بھی شرف بخشا۔ اس وقت کوئی سیاسی گفتگو نہیں ہوئی۔ دوسرے روز مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ تفریح کے دوران میں زارینہ نے کرنل سے ہنس ہنس کر گفتگو کی اور اپنے وقار کو ٹھیس پہنچائی۔

انجام کار اس کرنل کی جو بری حالت ہوئی۔ وہ دُنیا سے پوشیدہ نہیں۔ بغاوت کے جرم میں وہ گرفتار ہوا۔ اور اُس کے ہاں سے کئی ایسے کاغذات برآمد ہوئے۔ جن سے سلطنت روس کے خلاف جرمن سازش عیاں تھی۔ اور پچاس لاکھ اشرفیاں بھی برآمد ہوئیں۔ جو اس کی غداری کا ثبوت تھیں۔

پہلی عالمگیر جنگ کو شروع ہوئے چند ماہ گزرے تھے۔ اور یہ وہ زمانہ تھا کہ زارینہ عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے بنفس نفیس ہسپتال

میں نرس کی خدمات انجام دے رہی تھیں کہ ایک روز زار کے ملازم خاص نے ایک لفافہ لاکر زارینہ کو دیا۔ جسے پڑھ کر زارینہ سٹپٹا گئیں۔ اور مجھ سے کہا:۔

جنیڈا! آخر کار کرنل موسوڈات کا مقدمہ ختم ہو گیا اور اُسے پھانسی کی سزا ہوئی ہے۔

میں۔ (لاپرواہی سے) اس لئے کہ وہ جاسوس ہے۔

زارینہ۔ (مسکرا کر) بے شک اس کی بیوقوفی میں کلام نہیں کہ اُس کے راز عوام کو معلوم ہو گئے۔ اس کو ہمارے پوشیدہ واقعات بھی ضرورت سے زیادہ معلوم ہو گئے تھے۔ اسی لئے اس کو اپنے گناہ کی سزا بھگتنی چاہیئے۔ لیکن میں مقدس باپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ انھیں بلاؤ۔ ممکن ہے وہ کوئی تدبیر بتا سکیں۔

راسپوٹین محل کے ایک حصّہ میں رہتا تھا۔ میں نے ٹیلیفون پر اُسے طلب کیا۔ اس نے جواباً کہا:۔

"تم فکر مند نہ ہو۔ جج ہمارے رفیق کو پھانسی بھی دیدیں۔ تو اُس کی رُوح جنّت میں ہی جائے گی۔ جو لوگ حکومت کے خواہش مند ہیں وہ سب شیطان ہیں"

میں شروع ہی سے راسپوٹین سے متنفر تھی۔ لیکن اس کی گفتگو نے

تو آگ پر تیل کا کام دیا اور میری نفرت پہلے کی بہ نسبت اور زیادہ بڑھ گئی۔

زارینہ نے کرنل کی رہائی کے لئے زار سے کئی مرتبہ سفارش کی۔ لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

محل سے میری عارضی علیحدگی

بیرن یورک زین سے مجھے اُلفت تھی۔ وہ اٹلی میں روسی سفارت خانہ میں مُلازم تھے۔ کچھ عرصہ بعد ہم نے شادی کرلی۔ لیکن زارینہ نے حسبِ عادت میری شادی کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ اس لئے ہم نے روس میں رہنا نامناسب سمجھا۔ خصوصاً میرے خاوند روس میں رہنے پر رضامند نہ تھے۔

میری روانگی کی اطلاع پر زارینہ نے افسوس کا اظہار کیا۔ اور مجھے روکنے کی انتہائی کوشش کی۔ میرے شوہر کی مرضی یہی تھی کہ ہم روس میں نہ رہیں۔ اور میں خود بھی روس میں رہتے رہتے گھبرا سی گئی تھی۔ اس لئے ہم نے روس چھوڑ کر لندن میں بود و باش اختیار کرلی۔

ایک ہی سال میں لندن کے امراء سے ہمارے گہرے مراسم ہو گئے۔ لیکن تقدیر مجھے دوبارہ روس لانا چاہتی تھی۔ نمونیہ میں میرے خاوند کا انتقال ہو گیا۔

اسی دوران میں مجھے زارینہ کا خط ملا۔ انھوں نے میرے خاوند کی موت پر اظہارِ افسوس کیا اور لکھا کہ روس واپس آجاؤ۔ میں نے بھی زارینہ کے مشورہ کو

مناسب خیال کیا۔ اور تقدیر نے پورے ڈیڑھ برس بعد مجھے دوبارہ زارینہ کے محل میں لا کھڑا کیا۔

وزیر جنگ کی گرفتاری میری واپسی کے چند ہی ہفتوں بعد سوخمنلوف وزیر جنگ پر کئی آفیسروں کو شک ہوا۔

اور وہ اپنے عہدہ سے برطرف ہو گیا۔ زارینہ نے کوشش کی کہ اسے دوبارہ عہدہ پر فائز کر دیا جائے۔ لیکن تمام کوششیں بے کار ثابت ہوئیں۔ لامحالہ اس کو زار کا مصاحب بنا دیا۔ اس کے باوجود زارینہ خاموش ہو کر نہ بیٹھیں۔ انھوں نے راسپوٹین اور راسٹومر سے بے انتہا کوششیں کرائیں، لیکن اسی دوران میں اُسے گرفتار کر لیا گیا۔

اس کی گرفتاری کے متعلق خود زارینہ نے مجھے اطلاع دی۔

زارینہ۔ جنیڈا! سوخمنلوف گرفتار ہو گیا۔ میں نے اس کی رہائی کی انتہائی کوشش کی۔ لیکن سب بے سود ثابت ہوئی۔ میں نہیں سمجھ سکتی کہ کیا کرنا چاہیئے۔ کاش اس وقت زار یہاں ہوتے۔

میں۔ گرفتاری کی کیا وجہ ہے؟

زارینہ۔ آج صبح پولیس نے اس کے مکان کی تلاشی لی اور تمام کاغذات اور خطوط اٹھا کر لے گئی۔ اُس کا اور اُس کی بیوی کا چالان کر دیا[1]۔

---

[1] مخبری کرنے والا خود وزیر ہی ایک ماتحت عہدہ دار تھا۔ (محمد رحیم)

مَیں - آپ کے بیان سے میں یہ اندازہ نہیں لگا سکی کہ ان پر الزام کیا ہے۔

زارینہ - میرے خیال میں پولیس کو صرف شک[۱] ہے۔ میں ابھی مقدس باپ سے ملی۔ انھوں نے مشورہ دیا ہے کہ اس کی رہائی کے لئے زار کو تار دینا چاہیئے۔

زارینہ کی خواہش پر میں نے تار کا فارم حاضر کیا۔ اور انھوں نے تار لکھا :-

"نہایت ضروری امر ہے کہ وزیر جنگ کو فوراً رہا کیا جائے۔ اور جو تحقیقات ہو رہی ہے اُسے ملتوی کیا جائے۔ دشمن ہمارے خلاف ایسی سازش کر رہے ہیں کہ مستقبل ہمارا مضحکہ اُڑائے۔ موجودہ حالت نقصان رساں ہے۔ اس لئے فوراً مطلع کرو کہ تم نے اس کی رہائی کے احکامات جاری کر دئے یا نہیں"

تین گھنٹے کے بعد جواب موصول ہوا۔ زار نے لکھا :-

"معلوم ہوا ہے کہ وزیر جنگ کو روس کے دشمنوں نے نہیں دوستوں نے گرفتار کیا ہے۔ اس لئے اس کی رہائی درست نہیں۔ تم خواہ مخواہ معمولی سی بات کا افسانہ بنا رہی ہو۔ مَیں کل آؤں گا"

---

[۱] جرمنی سے ساز باز کرنے کے علاوہ اُسپر غبن کا الزام بھی ثابت ہو چکا تھا۔ اُس نے ایک کارخانہ سے سینکڑوں توپیں بنوائی ہیں اور فی توپ کی قیمت دو ہزار روبل وصول کر لی۔ حالانکہ اس سے بہتر قسم کی توپیں ایک دوسرا کارخانہ نو سو روبل فی توپ تیار کرنے کے لئے تیار تھا۔

غالباً یہ پہلا موقع تھا کہ ملک کے مفاد کی خاطر زارؔ نے زارینہ کی خواہش کو ٹھکرا دیا اور رہائی کے احکامات جاری کرنے سے انکار کر دیا۔ تار پڑھ کر زارینہ کے طیش کی انتہا نہ رہی۔ اور وہ نہایت غضبناک لہجہ میں بولیں :۔

"اس مقدمہ کی تحقیقات میرے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ کل یہاں آکر اس کو میری خواہش ضرور پوری کرنی پڑے گی۔ جنیڈا ذرا مقدس باپ کو بلاؤ۔ میں اُن سے مشورہ کروں گی۔"

راسپوٹین اور اَنا کے آنے پر بہت دیر تک اُن سے تخلیہ میں گفتگو کی۔[1] اور ان کو رخصت کرنے کے بعد اسٹومر کو ٹیلیفون پر بُلایا اور اس سے بھی دیر تک مشورہ ہوتا رہا۔

دوسرے روز جب زارؔ واپس آئے۔ زارینہ نے انتہائی کوشش کی کہ ملزم کو رہا کر دیا جائے۔ لیکن زارؔ حقیقتاً مجبور تھے۔ انھوں نے کہا :۔

"ایسی صورت میں کہ اس پر جرم عائد ہو چکا ہے اور معاملہ کی تحقیقات جاری ہے میری مداخلت نامناسب ہے۔"

زارینہ۔ دشمن جو کہتے ہیں۔ مجھے علم ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ملزم نے عرصہ تک سامان جنگ روکے رکھا۔ شاید تم نے غور نہیں کیا کہ فوجیوں کو ان واقعات

---

[1] راسپوٹین کی کوشش سے وزیر پر الزام لگانے والا کچھ ہی دن بعد پوشیدہ طور پر قتل ہوا اور تمام گواہ جان سے مارے گئے۔

کا علم ہوگا تو ان پر کتنا بُرا اثر پڑے گا۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ ان واقعات کو پوشیدہ رکھنے کی انتہائی کوشش کی جائے۔

زار۔ ملزم نے دانستہ کوتاہی کر کے ناقابلِ معافی جرم کیا ہے۔ اور محض اسی لئے گلیشیا میں ہمیں شکست ہوئی۔ اور پولینڈ میں دشمن فوجیں آگے بڑھ آئیں ان تمام واقعات کی جواب دہی مجرم کو کرنا ہوگی۔

زارینہ۔ مجھے معلوم ہے کہ دشمن غلط افواہیں پھیلا رہے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ وزیر جنگ قیصر سے ملا ہوا ہے، اور اس نے ہمارے بہت سے راز اپنے دوست کرنل موسوڈاف کو بھی بتا دئے ہیں۔ اور کرنل اِن رازوں سے دشمن کو باخبر کر رہا ہے۔ لیکن یہ سب غلط افواہیں ہیں۔ وہ مقدس باپ کو فریبی سمجھتے ہیں اور اَنا کے متعلق بھی مشہور کیا گیا ہے کہ وہ جرمن جاسوس ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ تم خاموش ہو۔ اور بجائے اس کے کہ ہم پر عائد کردہ الزامات کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے۔ تم خود دشمنوں کے حوصلے بڑھا رہے ہو۔

زار۔ مجھے آگاہ کیا گیا ہے کہ میں راسپوٹین اور راسٹومر سے ہوشیار رہوں اور ابھی چھ سات روز ہوئے میرے نام ایک خط بھی آیا ہے۔ جس میں اِن دونوں کو جرمنی جاسوس بتایا ہے۔ اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ تم ان کو امداد دے رہی ہو۔

زارینہ۔ (غضبناک ہو کر) کیا تم نے محض اسی لئے میرے مشورے کو

ٹھکرایا ہے۔ اُف مجھے معلوم نہ تھا کہ محل کے اندر بھی میں جاسوسوں سے گھری ہوئی ہوں۔

زار۔ بہت ممکن ہے کہ تم نے جو کچھ کہا وہ صحیح ہو۔ اگر میں نے ملزم کو رہا کرنے کے احکام جاری کئے تو عوام کہہ سکتے ہیں کہ میں خود سازش کا سرغنہ ہوں۔

زاریتہ (چند لمحہ غور وفکر کے بعد) اچھا تم اس کو رہا کرنا مناسب نہیں سمجھتے تو کم از کم اتنا ضرور ہونا چاہیئے کہ جنگ کے خاتمہ تک مقدمہ کی تحقیقات ملتوی کردی جائے۔

زار۔ اچھا تم اپنی بات پر بضد ہو۔ تو تحقیقات ملتوی ہوجائیگی۔ زار نے حکمنامہ جاری کر دیا کہ مقدمہ کی تحقیقات چھ[۱] ماہ کے لئے ملتوی کردی جائے۔

وفاداری کی سزا

سوچملوف وزیر جنگ کے برطرف ہونے کے بعد اس کی جگہ جنرل پولے وی ناف کا تقرر ہوا۔ وہ نہایت دور اندیش اور ملک کا سچا جاں نثار تھا۔ اور اس کی خواہش تھی کہ جس طرح ہوسکے جنگ میں کامیابی حاصل کی جائے۔ اس نے سخت کوشش کی اور ضروریات جنگ کو پورا کرنے کے لئے بہت سے کارخانے جاری کئے۔

ایک رات اس کی بیوی نے ایک شاندار دعوت دی۔ جس میں راسپوٹین

---

[۱] تحقیقات چھ ماہ کے لئے ملتوی کی گئی۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ پھر کبھی تحقیقات نہیں ہوئی یہاں تک کہ زار معزول ہوگیا۔ اور انقلابی عدالت نے اس غدار وزیر کو سزا دی۔

کو مدعو نہیں کیا۔ لیکن راسپوٹین مدعو نہ ہونے کے باوجود وہاں پہنچا۔ لیکن وزیر نے "بن بلائے مہمان" کو ادنیٰ ملازمین کے ہاتھوں ذلیل کرکے نکال دیا۔ اور کہا :-

"میں اپنے گھر میں کسی جرمن جاسوس کو ایک سیکنڈ کے لئے بھی
نہیں بُلانا چاہتا"

زارینہ کے لئے راسپوٹین کی تذلیل ناقابلِ برداشت تھی۔ اُنھوں نے وزیر کو تباہ کرنے کا عہد کیا۔ اور اس کی تباہی و بربادی کے لئے اسٹومر اور ٹریپوف کو مقرر کیا۔ جو اُسے وزارت سے برطرف کرانے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

اسی دوران ڈیوما (پارلیمنٹ) کا دوبارہ افتتاح ہوا۔ اور وزیرِ جنگ نے وہاں پرجوش تقریر کی جس میں زار کی بعض کمزوریوں پر بھی تبصرہ کیا۔

محض اسی تقریر کے سبب وزیر کی خوش قسمتی کا ستارہ بہت جلد غروب ہو گیا۔ زارینہ نے زار کی توجہ تقریر کی جانب مبذول کرائی اور اشتعال انگیز پیرائے میں کہا :-

وزیرِ جنگ ہمارا دشمن ہے۔ وہ عوام کو ہمارے خلاف بھڑکا رہا ہے۔

لہ ایک گھنٹہ بعد راسپوٹین نے اپنے آپ کو زارینہ کے سامنے اس طرح پیش کیا کہ زخمی آنکھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اس نے زارینہ سے کہا۔ میری توہین اس لئے کی گئی ہے کہ میں تاجِ شاہی کا وفادار ہوں اور اس کا محافظ ہوں۔

اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ اس کو عہدہ سے فوراً برطرف کر دیا جائے۔ اس کی جگہ سکوولیف کو تعینات[1] کر دو۔

لیکن زارینہ کی توقع کے خلاف زار نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور خاموش رہے۔ زارینہ نے پھر کہا:۔

سکوولیف نے کئی مرتبہ کارہائے نمایاں کئے ہیں۔ اور اس میں یقیناً اس عہدے کی قابلیت ہے۔ اسے وزیر جنگ بنانا چاہیئے۔ اس کا تقرر فوج کے لئے بھی باعثِ طمانیت ہوگا۔ اور اسی کے ساتھ جنرل آئیوناف کی ترقی بھی ضروری ہے۔

زار۔ میں اس پر غور کروں گا۔

مختصر سا جملہ کہہ کر زار اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور وہاں سے چل دیئے لیکن ایک ہی ہفتہ بعد جبکہ وہ افواج کے معائنہ کے لئے گئے اُنھوں نے وزیر جنگ کو برخاست کرنے کے احکام جاری کر دیئے۔

وزیر نے ہفتہ وار رپورٹ کے ہمراہ چند ایسے کاغذات زار کے پاس بھیجے جن میں کمانڈر انچیف کے احکام درکار تھے۔ جب یہ کاغذات واپس آئے تو وزیر کی برطرفی کا وہ حکمنامہ ان میں شامل تھا۔

---

[1] سکوولیف شیطان سیرت راسپوٹین کا خاص رازدار دوست تھا۔

زار نے لکھا:۔

(۱) میں پولی وی ناف کو وزیر جنگ کے عہدہ سے برخاست کرتا ہوں اور انھوں نے بہ حیثیت وزیر جنگ جو خدمات ادا کیں۔ اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(۲) میں جنرل سکوبیف کو وزارت کے عہدے پر مقرر کرتا ہوں۔

زاریہ نے ایک عقلمند اور وفادار وزیر کو صرف اسی لئے برخاست کرایا۔ کہ وہ جرمنی سے متنفر تھا۔

رُوسی جاں باز کی گرفتاری

زاریہ نے راسپوٹین اسٹومر اور ٹریپوف کی امداد سے کئی اور رُوسی آفیسروں کو بھی خاک میں ملایا۔ اسی سلسلہ کا ایک واقعہ درج ذیل ہے:۔

زار کے گہرے دوستوں میں جنرل پروسیلوف کا نام بھی شامل ہے۔ جنگِ عظیم سے پہلے وہ اڈیسا کی فوج کا رُوحِ رواں تھا اور آسٹریا کی سرحد پر اُس نے دشمنوں کو شکست فاش دیکر لاتعداد[1] آدمیوں کو گرفتار کیا۔ اور وہاں کے مضبوط قلعہ کو جسے دشمنوں نے تین مہینے کی کوشش کے بعد تیار کیا۔ اور جس پر

---

[1] حالات بد سے بدتر ہونے کے باوجود اس نے جون ۱۹۱۶ء میں اپنی جرار فوجوں سے جرمنی کو بہت سخت شکستیں دیں۔ اور صرف ڈیڑھ مہینے کے قلیل عرصہ میں ۷۰،۰۰۰ جرمنی آفیسر اور ۸۴۵،۵۰،۳ سپاہی اور ۵۰۴ توپیں پکڑ لیں۔

بجا طور پر ناز تھا۔ توپوں کی مار سے چھلنی کر دیا۔

جنرل کی فتح قیصر کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ اُس نے زارینہ کو خفیہ خط بھیجا[1]۔ کہ جنرل کو برخاست کر دیا جائے۔

زارینہ نے راسپوٹین۔ اسٹومر اور پروٹوپوپوف کی امداد سے جنرل کو تباہ کرنے کی شاطرانہ چالیں چلیں، اور اس کو تباہ کر دیا۔ یہاں اس کی تباہی کا مفصل بیان اس لئے ضروری نہیں کہ تمام دنیا ان حالات سے بخوبی واقف[2] ہے۔

رومانیہ کی تباہی

دو سال سے ہارڈ کے بارے میں مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی تھی کہ وہ کہاں ہے۔ لیکن ایک روز

---

[1] ۔قیصر نے اپنے محکمہ جاسوسی کے صدر کے ذریعہ راسپوٹین کو بھی خط لکھا کہ جنرل کا خاتمہ کرنے کے لئے ہمارے بھیجے ہوئے عرق سم قاتل کا صرف ایک قطرہ جنرل کے جام شراب میں ملوا دو۔ اسکی ایک بوند ہی اس کا کام تمام کر دیگی۔ راسپوٹین نے جنرل کو زہر دلوا دیا۔ لیکن زہر ملی ہوئی شراب کا جام اتفاقاً جنرل کا ایک دوست پی گیا۔ اور فوراً مر گیا... خود جنرل کی جان بچ گئی۔ محمد رحیم

[2] راسپوٹین نے زار کو ورغلایا کہ جرمن جاسوس وان ویپر اور وزیر مواصلات ٹیکرا زوف سے جنرل کی دوستی ہے۔ اور اس بات کی قوی دلیلیں موجود ہیں کہ جنرل غدار ہے، اسلئے اُسے برطرف کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے اندر جنرل گرفتار ہو گیا۔ محمد رحیم

وہ زارینہ سے ملاقات کی خواہش لیکر میرے پاس آیا۔

اس کی حالت سے عیاں تھا کہ وہ دور دراز کے سفر سے ابھی واپس آیا ہے۔ میرے سوال کے جواب میں اُس نے جو کچھ کہا۔ اس سے میرے خیال کی تائید ہوئی۔ اُس نے مجھے بتایا کہ:۔

"میں برلن سے اسٹاک ہالم ہوتا ہوا آرہا ہوں"

میں برلن کا ذکر سُن کر متحیر ہوئی۔ لیکن میں نے اپنی حیرت کو چھپا کر اس سے اور بھی سوالات کئے۔ اور تقریباً دس منٹ بعد میں نے اسے زارینہ کی خدمت میں پیش کیا۔

اُس نے قیصر کا خط زارینہ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے بتایا:۔

شہنشاہ نے اس کو جلد از جلد آپ کی خدمت میں پہنچانے کا حکم دیا ہے۔

زارینہ اس تحریر کو پڑھ کر کچھ متفکر سی ہوئیں اور پھر کہا:۔

"کل شام کو تم میرے پاس آؤ تو میں اِس کا جواب دے سکوں گی"

اور پھر ہارڈ کے جانے کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا:۔

"جنیڈا! اسٹومر کو بلاؤ۔ آدھا گھنٹہ ہوا وہ زار کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ وہاں نہ ہو۔ تو جہاں ملے وہاں اس کو اطلاع دو کہ فوراً یہاں آئے۔

اسٹومر اس وقت وزیر خارجہ بھی تھا۔ اور کونسل کا پریزیڈنٹ بھی۔ میں اُسے بلانے کے لئے جیسے ہی کمرے سے باہر نکلی۔ راسپوٹین کمرے میں داخل ہوا۔ اور

میں نے زآرینہ کے الفاظ سُنے وہ کہہ رہی تھیں :-

"آیئے مجھے مشورے کی ضرورت ہے ـــــــــ میرا خیال تھا کہ آپ پیپرڈ و گریڈ گئے ہوئے ہیں"

دروازہ بند ہوجانے کے باعث میں اس سے زیادہ نہ سُن سکی - لیکن کچھ ہی دیر بعد میں اسٹوم کو لیکر پھر واپس آئی -

زآرینہ - (قیصر کا خط سٹوم کو دیتے ہوئے) اسے پڑھو -

آسٹوم - (خط پڑھ کر) مَیں نہیں سمجھ سکا کہ اس سے قیصر کا منشا کیا ہے - اور وہ کیوں چاہتے ہیں کہ میں رومانیہ پر زور ڈال کر اس کو روس کا طرفدار بنالوں -

راسپوٹین - تم نہیں سمجھ سکے - لیکن یہ نہایت صاف بات ہے - رومانیہ جب تک غیر جانبدار رہے گا - جرمنی اُس پر حملہ نہیں کر سکتا - لیکن روس سے دوستی کر لینے کے جُرم میں جرمنی اس پر حملہ کر کے اس کے سامان رسد پر بآسانی قابض ہوجائے گا -

زآرینہ - بیشک رومانیہ ہم سے اتحاد کر لے تو جرمنی کو خاطر خواہ فائدہ پہنچے گا - رومانیہ کے پاس تیل اور رسد کافی مقدار میں جمع ہے - اور جرمنی کا اس پر بآسانی قابض ہونا یقینی ہے -

اسٹوم - کل ہی سفیر رومانیہ سے مل چکا ہوں - اس نے مجھے بتایا کہ رومانیہ جنگ کے لئے بالکل تیار نہیں ہے - میں نے اس سے کہدیا کہ اپنی حکومت کو اطلاع

دیدے کہ وہ جلد از جلد آخری فیصلہ کرلے۔

زارینہ۔ رومانیہ جنگ میں شامل ہونے کے لئے تیار ہو یا نہ ہو ہمیں قیصر کا حکم بہرصورت پورا کرنا ہے۔ اس لئے اس کو تین دن کا الٹی میٹم دیدو۔ اس عرصہ میں اس کو ہم سے اتحاد کرلینا چاہیئے۔ وہ ایسا نہ کرے تو حملہ کردو۔

اسٹومر۔ میں جانتا ہوں کہ رومانیہ جنگ کے لئے بالکل تیار نہیں لیکن میں آپ کی تجویز پر عمل کروں گا۔

زارینہ۔ رومینٹن میں قیصر سے تم نے جو عہد کیا ہے۔ غالباً وہ تمہیں یاد ہوگا۔ رومانیہ اس وقت جنگ کے لئے تیار نہیں ہے تو ہمارے لئے بہترین موقعہ ہے۔

اسٹومر۔ مجھے وہ عہد یاد ہے۔ مطمئن رہیئے۔ میں رومانیہ کو الٹی میٹم دیدوں گا۔

اسٹومر کے الٹی میٹم سے خائف ہو کر رومانیہ نے سر جھکا دیا لیکن ایک ہی ہفتہ کے اندر جرمنی فوجوں نے جس طرح اس بے قصور اور چھوٹی سی ریاست کو تباہ و برباد کیا وہ دنیا پر بخوبی روشن[۱] ہے۔

---

[۱] مارشل میکزن کی زیر قیادت جرمن فوجیں رومانیہ پر ٹوٹ پڑیں اور پورے ملک پر قبضہ کرلیا، بے شمار سامان جنگ، غلّہ اور پیٹرول جرمنی کے ہاتھ لگا۔ اور جرمنی اور ٹرکی کے درمیان براہ راست ریل قائم ہوگئی۔ اور اس سے رُوس کی جنگی پوزیشن نہایت کمزور ہوگئی۔

محمد رحیم

سابق ملکہ کا اظہارِ خیال

عوام کی بےچینی دیکھتے ہوئے زار کی بیوہ والدہ[1] نے زار کی توجہ زارینہ کی بدعنوا کی جانب مبذول کرائی۔ اور صاف طور پر اُن سے کہا:۔

تمھاری بیوی نمکحرام راسپوٹین کی سازش سے جرمنی کو تقویت پہنچانے کی ہر امکانی کوشش کر رہی ہے۔ اس لئے عوام اُس سے سخت نالاں ہیں۔

اِن فقروں نے زار کی آتشِ غضب کو بھڑکا دیا اور اُس نے غضبناک ہو کر ماں کو جواب دیا:۔

"زارینہ روسی سیاست میں کوئی حصّہ نہیں لے رہی بلکہ ملک کی امداد کے لئے وہ زبردست قربانیاں کر رہی ہے۔ فوج کے زخمیوں کے لئے اُس نے ہسپتال جاری کئے ہیں، اور وہاں جاکر بذاتِ خود اُن کی تیمارداری میں مصروف رہتی ہے۔ ملک کے طول و عرض سے لاتعداد لوگوں نے تعریفی خطوط لکھ کر اس کی خدمات کو سراہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ تم اور تمھارے ہمخیال خواہ مخواہ

---

[1] زار زارینہ کے اشاروں پر رقصاں تھا۔ اس لئے اس کی ماں زار کی زن مریدی کو ناپسند کرتی تھی۔ اور اس کو اپنے دوسرے لڑکے گرانڈ ڈیوک میکائیل سے بعید تھی۔ جو طرزِ حکومت میں اصلاح کا خواہشمند تھا۔ اس لئے زار نے ناراض ہو کر ما سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ محمد رحیم

اس کو بدنام کررہے ہیں۔ عوام اس کی اور میری بچیوں کی خدمات کے مداح ہیں۔"

زار کے ان خیالات سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اُسے زارینہ پرکس قدر اعتماد تھا۔

میکائیل کی نظربندی

واقعات بہت تیزی سے پیش آرہے تھے۔ اور ملک کی حالت روز بروز خراب ہورہی تھی۔ بیوہ ملکہ کی گفتگو کے دس روز بعد گرانڈ ڈیوک میکائیل نے زار سے گفتگو کی۔ اور کھلے الفاظ میں ان کو بتایا کہ زارینہ جرمن جاسوس ہیں اور روس کی دشمن ہیں۔

زار نے متحیر نگاہوں سے بے باک ڈیوک کو دیکھا اور خاموش رہ گئے اور جب وہ واپس جانے لگے۔ تو زار نے اُن سے مصافحہ بھی نہ کیا۔ لیکن ڈیوک نے اپنی کوشش جاری رکھیں اور زار کو پھر شکایت سے لبریز ایک تحریر[1] بھیجی۔

---

[1] یہ شاہی خاندان کے تمام وطن پرور شاہزادوں کی جانب سے ایک میموریل تھا جو گرانڈ ڈیوک میکائیل کے دستخط کے ساتھ زار کو پیش کیا گیا۔ اس میں نہایت ہی سخت لب و لہجہ میں لکھا تھا کہ "بربادیوں کا اصلی سرچشمہ راہب راسپوٹین ہے۔ وہی آپ کے لئے وزیر منتخب کرتا ہے۔ جب تک آپ اپنے وزیر اس طرح منتخب کرتے رہیں گے (بقیہ صفحہ ۱۸۰ پر)

زآر نے جس وقت یہ تحریر زآرینہ کو سُنائی۔ میں وہیں تھی۔ لیکن پوری تحریر پڑھی بھی نہ گئی تھی کہ زآرینہ نے غصہ سے بے تاب ہو کر زآر کے ہاتھ سے کاغذ چھین لیا۔ اور پھاڑ کر پیروں سے روندھ ڈالا، اور کہا:۔

"میں اپنے دشمنوں کو اسی طرح خاک میں ملاتی ہوں۔ تم بھی ہمت کرو۔ اور دشمنوں سے ایسا ہی سلوک کرو۔"

کچھ ہی عرصہ بعد گرانڈ ڈیوک کو اُن کے دیہاتی علاقہ میں نظر بند کر دیا گیا۔

راسپوٹین کی گم شُدگی

کچھ عرصہ بعد مجھے راسپوٹین کی گم شدگی کا حال معلوم ہوا۔ میں نے زارینہ کو اس عجیب واقعہ کی اطلاع دی۔

زآرینہ۔ (بیحد گھبرا کر) کیا کہا؟ مقدس باپ لاپتہ ہیں۔ آخر وہ کہاں گئے۔

میں۔ ٹریپوف نے ابھی ٹیلیفون کیا ہے کہ وہ لاپتہ ہیں۔ اس سے زیادہ مجھے علم نہیں۔

زآرینہ۔ بغیر ایک سیکنڈ ضائع کئے۔ فوراً ٹیلیفون پر پہونچیں اور دیر تک

(بقیہ صفحہ ۱۷۹ کا) اس وقت تک یہ بربادیاں جاری رہیں گی، اس دجّال راہب نے زآرینہ کو بالکل مسحور کر لیا ہے۔ اور اپنی خبیث اغراض کے لئے انھیں اپنا آلۂ کار بنا لیا ہے آپ کو اس کے اثر سے فوراً نکل جانا چاہیئے۔ محمد رحیم

غدار ٹریپوف سے حالات معلوم کرتی رہیں۔ وہ ٹریپوف جس نے رسد روک کر تمام ملک میں قحط برپا کر دیا۔ اور اس دشمن پروری کے باعث روس جرمنی سے علیحدہ صلح کرنے پر مجبور ہو رہا تھا۔

ٹریپوف سے گفتگو ختم ہونے کے بعد زاریتہ نے مجھ سے کہا:۔

مقدس باپ نہیں معلوم کہاں چلے گئے۔ کل شب کوئی شخص انھیں بلا کر لے گیا۔ اس کے بعد وہ واپس نہیں آئے۔ اور نہ یہ معلوم ہوا کہ وہ کہاں گئے۔ زار کو بذریعہ تار اطلاع دینی چاہیئے۔

زاریتہ نے زار کو کئی تار بھیجے۔ لیکن بدامنی کی وجہ سے وہ تمام تار باغیوں کے ہاتھ لگے۔ اور انھوں نے اُن کے مضامین شائع کر کے زاریتہ کی بےچینی سے تمام ملک کو خبر کر دی۔

راسپوٹین کا عبرتناک قتل

زاریتہ راسپوٹین کے لئے حد سے زیادہ بےچین تھیں۔

لیکن دو روز تک کوئی خبر معلوم نہیں ہوئی۔ تیسرے روز آنا نے مجھے بتایا کہ:۔

"راسپوٹین قتل ہو گیا[1]"

---

[1] راسپوٹین کی پُراسرار گم شدگی اور اس کے عبرتناک قتل کے مفصل اور پُراسرار حالات میں نے کتاب کے آخر میں شامل کر دئے ہیں۔ محمد رحیم

جب میں نے زآرینہ کو قتل کی خبر سُنائی تو وہ دلدوز چیخ کے ساتھ بیہوش ہو کر گر پڑیں۔

چار روز تک وہ اس قدر ملول رہیں کہ ان کے رنج کا حال ناقابلِ بیان ہے۔ اس قتل کی وجہ سے وہ روسیوں سے اور زیادہ متنفر ہو گئیں۔ اس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ راسپوٹین نے پیشینگوئی کر دی تھی کہ میری موت کے چالیس روز بعد شہزادہ بھی اس دنیا سے چل بسے گا۔

زارینہ پر قاتلانہ حملہ

ہسپتال کے معاملات میں زآرینہ حِصّہ ضرور لے رہی تھیں۔ لیکن وہ اس غیر دلچسپ کام سے اکتا چکی تھیں۔ ایک روز انھوں نے مجھ سے کہا:۔

"جنیڈا۔ ہسپتال کا کام نہایت غیر دلچسپ ہے۔ بہتر ہوتا کہ میں اسے شروع ہی نہ کرتی۔ (مسکرا کر) لیکن مجھے عوام کو بیوقوف بنانا تھا کہ میں اُن کی بیحد خیر اندیش ہوں"

بڑے دن کی تقریب پر زآرینہ نے ہسپتال میں آفیسروں کو انعام تقسیم کرنے کے لئے ایک روز مقرر کیا۔ اُس روز میں اور اِنا زآرینہ کے ساتھ ہسپتال گئیں۔ اس میز کے قریب جس پر انعامی چیزیں سجائی گئی تھیں زآرینہ کو جگہ دی گئی۔

تقسیم انعامات کے وقت زآرینہ میز کے قریب کھڑی انعامات تقسیم

کر رہی تھیں۔ میں ان کی بائیں طرف اور آنا دائیں جانب کھڑی تھیں۔ اور کاؤنٹ فریڈرک جو ہمارے ہمراہ آیا تھا۔ اس وقت کچھ دُور کھڑا ہسپتال کے انچارج کو کچھ ہدایات دے رہا تھا۔ اور انعام حاصل کرنے والے آفیسر زارینہ کو مؤدبانہ سلام کرنے کے بعد پیچھے ہٹ کر دوسری جانب کھڑے ہوتے جاتے تھے کہ یکایک ایک ہولناک حادثہ پیش آیا۔

ایک زخمی آفیسر زارینہ کے سامنے آیا جُھک کر سلام کیا اور پھر فوراً زارینہ پر پستول کا فائر کیا۔ لیکن نشانہ خطا ہوا۔ اور گولی آنا کی ہتھیلی کو چھیدتی ہوئی دیوار میں گھس گئی۔

کاؤنٹ نے حملہ آور کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ اور زارینہ زخمی آنا کی جانب متوجہ ہوئیں۔

چھ سات آدمیوں کی کوشش سے حملہ آور گرفتار ہو گیا۔ اور آنا کو ڈاکٹر کے پاس بھیج کر میں اور زارینہ محل واپس آگئیں۔

حملہ آور کی رہائی

شام کو جب ٹریپوف زارینہ کی ملاقات کو آیا۔ تو معلوم ہوا کہ حملہ آور پولینڈ کی فوج کا سپاہی وال کھو دسکی ہے۔ لڑائی میں زخمی ہونے کے بعد باغیوں کی امداد سے وہ آفیسروں کے اس ہسپتال میں داخل ہو گیا۔ اس لئے اُسے نہایت آسانی سے زارینہ پر قاتلانہ حملہ کرنے کا موقعہ ملا۔ اور ٹریپوف نے یہ بھی بتایا۔ کہ اس سازش کی سرغنہ

بھی والٹ ہے۔

والٹ کا نام سُنکر زارینہ چونک پڑیں اور پوچھا کہ حملہ آور کے بارے میں کیا کارروائی کی گئی۔

وزیر۔ میں نے اُسے جیل بھیجدیا ہے۔ کل اسے شیشلبرگ بھیجدیا جائیگا۔

زارینہ۔ میرا خیال ہے کہ مقدمہ ضرور چلایا جائے گا۔

وزیر۔ جی ہاں، تمام پیٹروگریڈ میں یہ خبر عام ہوگئی ہے۔ اس لئے بغیر مقدمہ چلائے سزا دینا نامناسب ہے۔ اور ایسی صورت میں کہ آجکل بغاوت عام ہے۔ ایسا کیا گیا تو سخت نامناسب ہوگا۔

زارینہ۔ اس خیال کی تم بھی تائید کرو گے کہ صورت حال یہ ہے تو اسے رہا کر دینا چاہیئے۔

وزیر۔ اسے کس طرح رہا کیا جا سکتا ہے۔ کیا آپ زار سے سفارش کر کے اسے رہا کرا سکتی ہیں؟ ــــــــــ لیکن مجھے امید ہے کہ وہ بھی شاید ایسا نہ کر سکیں۔

زارینہ۔ میرا خیال بھی یہی ہے کہ زار ایسا نہ کر سکیں گے۔ اس سے بہتر ہے کہ اسے فرار ہونے کا موقعہ دیا جائے۔ سو روپے اور نئے کپڑے اُسے ضرور دیدینا اور جب وہ بھاگ جائے تو مشہور کر دینا کہ قیدی فرار ہو گیا۔

زارینہ کی عجیب وغریب جعلسازی میرے لئے تحیر خیز تھی۔ بے شک

ان کا دماغ نئی نئی چالبازیاں اختراع کرتا تھا۔

دوسرے دن تمام شہر میں یہ خبر بجلی کی طرح پھیل گئی کہ حملہ آور نہیں معلوم کس طرح جیل سے فرار ہو گیا۔ ایک مدت تک اس کا حال نہیں معلوم ہوا کہ کہاں گیا۔ لیکن عرصہ دراز کے بعد معلوم ہوا کہ وہ انگلینڈ میں ہے۔

انقلاب

جس قدر وقت گزر رہا تھا۔ اُسی قدر حالات تیز رفتاری سے بدل رہے تھے۔ اور اس انقلاب کے سبب ملک کی حالت ہر لمحہ بدتر ہوتی جارہی تھی۔

بالآخر یکم مارچ ۱۹۱۷ء کی نامبارک تاریخ کو عام انقلاب شروع ہوا یہی وہ منحوس تاریخ ہے۔ جو خاندان رومناف کے لئے ہمیشہ غیر مُبارک ثابت ہوئی۔ اسی تاریخ کو الیکزنڈر دویم کو قتل کیا گیا تھا۔

اُس روز آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ مَیں زارینہ کے پاس محل میں تھی۔ زار افواج کے ملاحظہ کے لئے گئے ہوئے تھے۔ کیکایک پیٹروگریڈ میں عام بغاوت شروع ہو گئی۔

بغاوت کی ہوشربا خبریں زارینہ کو ٹیلیفون پر لمحہ بہ لمحہ پہنچائی جارہی تھیں۔ جنھیں سُن کر ہوش اُڑے جاتے تھے۔

زار کی واپسی کی یہی تاریخ تھی۔ اور وہ کاونٹ فریڈرک۔ جنرل دوای کاف۔ اڈمرل نیلاف۔ جنرل نرشکین۔ کرنل مارڈونیاف۔ اور کئی دیگر

افسروں کے ہمراہ شاہی ٹرین سے واپس آرہے تھے۔ زارینہ نے انھیں تار دیا کہ وہ پیٹرو گریڈ نہ آئیں واپس لوٹ جائیں۔

شہنشاہیت کا خاتمہ

اس سے پہلے کہ تار انھیں ملتا۔ شاہی ٹرین کو پیٹرو گریڈ لانے کی بجائے برانچ لائن پر گھما کر اس کا رُخ بدل دیا گیا۔ اور وہ کے سٹیشن پر گاڑی کھڑی ہو گئی۔ جہاں جنرل روزکی اور ڈیوما کے دو ممبر موجود تھے۔ انھوں نے زار سے کہا:۔

"مناسب یہ ہے کہ آپ حکومت سے دست بردار ہو کر تخت ولی عہد کے لئے چھوڑ دیں۔ اور گرانڈ ڈیوک میکائیل کو ولی عہد کا سرپرست مقرر کر دیں۔"

زار نے بذریعہ ٹیلیفون زارینہ سے مشورہ کیا۔ زارینہ کی حالت اسوقت بیحد خراب تھی۔ مگر وہ اپنے پیارے بچے کو اپنے سے علٰحدہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئیں۔

اس وقت خوف و دہشت سے کانپنے والی اس بیکس ولاچار عورت کو دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ یہ کبھی بڑے بڑے مدبّرین اور سیاست داں لوگوں کو بُری طرح شکست دے چکی ہے۔

زارینہ نے زار سے کہا:۔

"مَیں اپنے لختِ جگر کو کسی طرح اپنے سے جُدا نہیں کر سکتی۔ خواہ وہ تاج و تخت گرانڈ ڈیوک میکائیل کو دیدیا جائے۔ اور تم زیادہ فکر نہ کرو۔ مجھے

یقین ہے کہ قیصر ولیم یقیناً ہماری امداد کریں گے۔

زار نے حسب دستور زارینہ کے مشورہ کو قبول کیا اور حکومت سے دست بردار ہونے کے بارے میں حسب ذیل اقرارنامہ تحریر کر دیا:۔

" ملک کے لئے یہ سخت امتحان کا وقت ہے۔ بدقسمتی سے ہماری رعایا کے باہمی نفاق نے جنگ پر ایسا بُرا اثر ڈالا ہے کہ سرحد کی حفاظت غیر ممکن سی ہو گئی ہے۔ ہمارے پیارے وطن کا مستقبل اور ہماری رعایا کی آسائش فوج کی اولوالعزمی اور فتح پر منحصر ہے۔

ہمارے خلاف زبردست طاقت استعمال کی جا رہی ہے۔ مگر ہم اپنے، پیارے وطن کو دول خارجہ کی غلامی سے بچانے کیلئے دشمن سے برسرپیکار ہیں اور وہ وقت قریب ہے کہ ہماری فوجیں اتحادی افواج کی امداد سے دشمن کو شکست فاش دینگی۔ ملک کے لئے یہ وقت نہایت ہی نازک ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کے خلاف اپنی پوری طاقت سے کام لیں۔ ضروری اَمر ہے کہ ہم آپس میں متفق ہوں۔ اسی لئے ہم ڈیوما کے مشورہ سے تخت سے دستبردار ہوتے ہیں۔

ہم اپنے لخت جگر کو اپنے سے جُدا نہیں کر سکتے۔ اس لئے سلطنت

اپنے بھائی شہزادہ میکائیل الیگزینڈر کو سپرد کرتے ہیں اور انھیں حکم دیتے ہیں کہ رعایا کے منتخب کیئے ہوئے وزیروں کی وساطت سے ملک پر حکومت کریں۔ اور قسم کھائیں کہ ملک کی بھلائی کے لئے وہ ہمارے حکم کو پورے طور پر بجالائیں گے۔[1]

ہم رعایا کو حکم دیتے ہیں کہ وہ انھیں اپنا زار تسلیم کرے اور اپنے فرائض نیک نیتی سے پورے کرے اور حتی الامکان ان کو مدد پہنچائے۔ تاکہ روس کو کامیابی اور فتح نصیب ہو۔ خدا ہمارے ملک کی امداد کرے۔

دستخط

(زار) نکولس۔ ۲ مارچ

دستخط۔ کاؤنٹ فریڈرک۔ وزیر شاہی عدالت۔ ماسکو ۱۵ مارچ

عبرتناک بے کسی

زار جیسے ہی محل میں پہنچے زارینہ اُن کی گود میں گر کر بچوں کی طرح رونے لگیں اور بولیں:۔

---

[1] لیکن مائیکل نے اعلان کر دیا کہ وہ اسوقت تک تاج و تخت قبول نہیں کریگا۔ جب تک مجلس ملی اس پر رضامند نہ ہوگی چنانچہ یہ شاہی خاندان کے خاتمہ کا اعلان تھا۔ ۱۶ مارچ ۱۹۱۷ء کو نائیکل پر سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ اور عارضی حکومت نے زار و زارینہ کو اُن کے محل میں قید کر کے باہر پہرہ لگا دیا۔

"افسوس لوگ اب ہم سے نفرت کرتے ہیں۔ انتہا یہ ہے کہ اب تم زار بھی نہیں رہے۔ آؤ انگلینڈ چلیں۔ جب تک جنگ ختم نہ ہو۔ ہم وہیں رہیں گے۔ اس وقت قیصر ولیم ہماری امداد سے منہ نہ موڑیں گے۔ اور روس پر قابض ہونے کے بعد وہ پھر ہمیں تخت سلطنت پر بٹھا دیں گے۔

زار۔ (حیران ہو کر) تم یہ کیا کہہ رہی ہو۔ دشمن بھی کبھی مہرباں ہوا کرتے ہیں؟ میں نہیں سمجھ سکا کہ تم نے قیصر کی امداد کی امید کیوں کی۔ بہت ممکن ہے کہ برطانیہ ہماری مدد کرے۔ لیکن قیصر سے کس طرح توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ ہماری امداد کرے گا۔

ایسا راز جو زارینہ کے منہ سے ہرگز نہ نکلنا چاہیئے تھا۔ بےحد مصیبت اور انتہا درجہ کی پریشانی میں مبتلا ہونے کے باعث بےخبری میں خود زارینہ کے منہ سے نکل گیا اور جب زار نے انھیں ٹوکا۔ تو وہ سٹپٹا گئیں۔

زارینہ۔ متواتر تکلیفوں کے سبب میرے حواس منتشر ہیں۔ نہیں معلوم میرے منہ سے کیا نکل گیا۔ میری خواہش یہ ہے۔ کہ ہمیں برطانیہ جانے کی اجازت مل جائے۔ اور جب تک جنگ ختم نہ ہو ہم وہیں رہیں۔

لیکن ڈیوما نے فیصلہ کیا کہ زار اور زارینہ کو یکجا ہرگز نہ رکھا جائے۔ چنانچہ زار کو روس میں رہنے کی اجازت دی گئی۔ لیکن زارینہ کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا کہ وہ امریکہ یا انگلینڈ چلی جائیں۔ لیکن ان دونوں کے لئے یہ فیصلہ

ناقابلِ قبول تھا۔ انھوں نے ایک دوسرے سے جدا ہونا پسند نہیں کیا۔

ہولناک سزا

تین دن بعد شاہی ملازمین گرفتار ہونے لگے۔ لیکن مجھ سے کسی نے تعرض نہیں کیا۔ اور ایک انقلاب پسند آفیسر نے مجھے بتایا۔ کہ نئی گورنمنٹ کے حکم سے زارینہ ——— زار اور بچوں سمیت سائبریا بھیجی جا رہی ہیں۔ اس لئے زارینہ کو اب تمہاری ضرورت نہیں۔ تم آزاد ہو۔

رقت انگیز ملاقات

اسی روز میرے مختصر سے کمرے میں زارینہ سے میری آخری ملاقات ہوئی۔ میں جانتی تھی کہ یہ مصیبت زارینہ کے اپنے اقبالِ بد کا نتیجہ ہے۔ لیکن میرے آنسو نہ رُک سکے۔ اور زارینہ سے اس آخری ملاقات کے بعد میں فرانس چلی گئی۔

زارینہ کا آخری خط

اس کے بعد میں زارینہ سے کبھی نہیں مل سکی لیکن اُن کے خطوط میرے پاس آتے رہے۔

یکم جنوری ۱۹۱۸ء کو اُن کا آخری خط ملا۔ اس میں انھوں نے لکھا ہے:۔

پیاری جنیڈا!

”رنج والم کا پہاڑ ہم پر ٹوٹ پڑا ہے۔ اور ہم اس قدر شدید تکلیف میں مبتلا ہیں کہ تم اس کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتیں ہم خود اپنی رعایا کے قیدی ہیں۔ آنا۔ سٹومر اور ٹریپوف وغیرہ

ہم سے علیحدہ کر دئے گئے۔ اِن میں سے چند قتل ہو گئے۔ اور
چند جیل میں پڑے ہوئے ہیں۔
اگر زار صدر رڈیوما کے اس تار کا جواب دیدیتے۔ جو انھوں نے
رعایا کی خواہشات کے متعلق ہمیں بھیجا تھا۔ تو آج ہمیں یہ
روزِ بد نہ دیکھنا پڑتا۔
تمھیں علم ہے کہ میں نے تاکید کی تھی کہ تار کا جواب ضرور دیا جائے۔
افسوس زار نے ایک نہ سُنی۔ بہرحال ہمارا استقبل بے حد تاریک
ہے۔ دو لڑکیاں سلائی کا کام کر رہی ہیں اور ایک تصویر
بنایا کرتی ہے۔ میرے پیارے بچے کی صحت پہلے کی بہ نسبت
اَب بہتر ہے۔ لیکن افسوس اَب وہ ولیعہد نہیں ہے۔
پیاری جنیڈا، ہمارے تمام خطوط روانگی سے پہلے سنسر ہوتے
ہیں۔ اس لئے تمام و کمال واقعات لکھنے سے معذور ہوں۔
مجھے امید ہے کہ مجھے اور میری پیاری بچیوں کو امریکہ یا انگلینڈ
جانے کی اجازت ملجائے گی۔ اگر میں انگلینڈ گئی۔ تو تم سے
ضرور ملوں گی۔
کیا تمھارے خیال میں اَب ہمیں زندگی کے دن کاٹنے کے لئے

انگلینڈ میں رہنے کی اجازت نہ مل سکے گی؟[1]

یہ خط زارینہ کا آخری خط تھا۔ اس کے بعد مجھے ان کا کوئی خط نہیں ملا۔

تصنیف کا مقصد میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے۔ اس سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ تمام دنیا جرمن کی چالبازی اور فریب کاری سے واقف ہو جائے کہ کس پُراسرار طریقہ سے زاریت کو ہمیشہ کے لئے کچل ڈالا۔

ترجمہ کی خواہش میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ صحیح ہے۔ اور اشاعت حق ہر شخص کا فرض ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ میری لکھی ہوئی یہ یادداشت دنیا کی مختلف زبانوں میں بھی ترجمہ کی جائے گی۔

---

[1] ۱۸ جولائی ۱۹۱۸ء کو بالشویک حکومت کے ایماء پر بروزکی نامی ایک شخص نے تمام خاندانِ شاہی کو چند غلاموں اور خادماؤں سمیت موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اور لاشوں کو پیٹرول ڈال کر جلا دیا۔ اور پھر ان کی راکھ کانوں کی تہہ میں بکھیر دی

محمد رحیم

راسپوٹین کی گمشدگی اور قتل کے مفصل حالات

یہ داستانِ انقلاب نامکمل رہے گی۔ اگر اس میں زار و زارینہ کے پیر و مرشد اور زمانہ ساز فرضی راہب راسپوٹین کی گمشدگی اور قتل کے حالات شامل نہ کیے جائیں۔ جس نے روس کو تباہ کرنے اور زاریت کو کچلنے کی سرگرم کوشش کرنے کے باوجود آخر تک زار کو معتقد بنائے رکھا۔

زار کا بیان ہے :۔

راسپوٹین کو تباہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ روس کو تباہ کر دیا۔ اتفاقاً ہوا بھی ایسا ہی کہ راسپوٹین کے مرتے ہی انقلاب برپا ہو گیا۔

زمانہ حال کی تاریخ میں یہ نہایت اہم واقعہ ہے کہ ایک ذلیل ہستی نے اس قدر عروج حاصل کیا، اور جب وہ گرا۔ تو دنیا کی ایک زبردست سلطنت کو ساتھ لیکر گرا۔

محمد رحیم دہلوی

اِنتہائی غرور مکار اور فریبی راسپوٹین کی ریشہ دوانیوں اور غداریوں کی وجہ سے رُوس کا ہر قوم پرور شخص اس کے وجود کو ملک کے لئے سمِ قاتل سمجھتا تھا۔ اسی لئے کئی بار اس کے قتل کی کوشش کی گئی لیکن وہ بال بال بچ گیا۔ اور ہر خطرہ سے لاپرواہ ہو کر روسیوں کو زیادہ سے زیادہ برباد کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

راسپُوٹین کے قاتِل بالآخر اس کی وطن فروشی اور دشمن پروری سے تنگ ہو کر چند روسی امرا نے اس کو قتل کرنے کا عہد کیا۔ اس گروہ کی مخصوص ہستیوں میں سے گرانڈ ڈیوک پال کے لڑکے یعنی زار کے چچا زاد بھائی پرنس ڈیمٹری اور زار کے بہنوئی شہزادہ یوسوپوف وغیرہ کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

حُسن پرستی قاتلوں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ راسپوٹین حُسن پرست ہے۔ اور خوبصورت عورتوں کو دیکھ کر اس وقت تک چین نہیں لیتا جب تک انھیں حاصل نہ کرلے۔ اس لئے عیش و نشاط کی محفلوں میں شریک ہونے سے اسے کبھی انکار نہیں ہوتا۔

عیش و نشاط کی خُفیہ محفِل اس کو کسی ایسے محفوظ مقام پر لیجانے کے لئے جہاں پوشیدہ طور پر اس کو قتل کیا جاسکے یہ امر تو طے شدہ تھا۔ کہ اسے عیش و نشاط کی کسی محفل کا لالچ دیا

جائے۔ لیکن اس سے پہلے اس بات کی بھی سخت ضرورت تھی کہ اُسے دعوت دینے سے پہلے اس سے گہرے دوستانہ تعلقات قائم کیے جائیں۔

پرنس یوسوپوف نے کئی ماہ اس سے تعلقات بڑھانے میں صرف کرڈالے اور جب اس دجّال راہب کو پرنس پر پورا بھروسہ ہوگیا تو پرنس نے اُسے دعوت دی کہ وہ ۱۵ دسمبر ۱۹۱۶ء کو پرنس کے محل میں رات کو گیارہ بجے ضیافت میں شریک ہو۔ وہاں رقص و سرود کے لیے کرآلی نامی اُس رقاصہ کو بُلایا گیا جسکی تیز نگاہ کا وہ بُری طرح گھائل تھا۔ اسی لئے اسے بخوبی سمجھا دیا گیا کہ وہ دعوت کو پوشیدہ رکھے۔

راسپوٹین کو ٹھکرانے والی حسینہ

کرآلی ملک بھر کی سب سے حسین رقاصہ تھی۔ اور عرصہ سے اس کے تعلقات پرنس ڈیمیٹری سے وابستہ تھے۔ اسی لئے اس کا غرور و تمکنت حد سے سوا تھا۔ راسپوٹین نے کئی مرتبہ اس پر جال ڈالنے کی کوشش کی۔ لیکن اس نے ہر مرتبہ راسپوٹین کی درخواستوں کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اور ۱۵ نومبر ۱۹۱۵ء کی رات کو شراب میں مدہوش راسپوٹین نے راہ چلتے اس کو چھیڑا تو کرآلی نے سرِ بازار اس کی توہین کی۔

سُراغ نہ ملنے کی وجہ

یہ توہین ایسی نہ تھی کہ راسپوٹین آسانی سے بھول سکتا۔ وہ موقعہ کی تاک میں رہا کہ

جس طرح بھی ہو کرالی کو قبضہ میں لایا جائے۔ اب کچھ عرصہ بعد جب اسکی دلی مراد پوری ہونے کو تھی۔ تو وہ پرنس یوسوپوف کی محفل عیش و نشاط کو کیوں نہ پوشیدہ رکھتا۔ اس نے نہ صرف محفل میں شریک ہونے کا وعدہ کیا۔ بلکہ اس دعوت کو پوشیدہ رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے گم ہونے کے بعد پولیس کئی روز تک اس کا سراغ نہ لگا سکی۔

قاتلوں کی تشویش

۵ ار دسمبر ۱۹۱۶ء کو جمعہ کے روز دن بھر برف پڑتی رہی۔ اس لئے بازاروں میں آمد و رفت کم تھی۔

شام کو برف باری نے اور بھی شدید صورت اختیار کر لی۔ سردی سخت تھی اور رات بالکل سنسان تھی۔

پرنس کے محل میں کئی آدمی چھپے ہوئے تھے۔ ان میں پرنس ڈمیٹری اور اس کی معشوقہ کرالی بھی۔ اور ایک اجنبی شخص بھی شامل تھا۔ جس کا نام پال سیٹپانوف تھا۔

جب رات کو گیارہ بج گئے اور راسپوٹین دعوت میں نہ پہونچا تو پرنس اور اس کے ہمراہیوں کو سخت تشویش ہوئی۔

یقین تھا کہ پرنس کی دوستی رائیگاں نہ جائے گی۔ اور کرالی کا لالچ بھی ایسا نہ تھا کہ راسپوٹین اس کو نظر انداز کر سکتا۔ پھر بھی شک تھا کہ شاید راسپوٹین کے جاسوسوں نے اُسے سازش سے آگاہ کر دیا ہو۔

بالآخر پرنس نے راسپوٹین کے گھر ٹیلیفون کیا۔ معلوم ہوا کہ مقدس باپ ٹھیک گیارہ بجے کہیں گئے ہیں۔ اس خبر نے اور زیادہ پریشان کر دیا کہ آخر وہ کہاں چلا گیا۔

مقتل میں راسپوٹین کی آمد

ٹھیک گیارہ بج کر بیس منٹ پر خفیہ دروازہ پر ایک موٹر رُکی۔ اور راسپوٹین اُترا۔ پرنس یوسوپوف نے راسپوٹین کا خیر مقدم کیا۔ اور نہایت احتیاط سے اُتار کر کہ کوئی اِسے دیکھنے نہ پائے۔ اُسے کھانا کھانے کے کمرے میں لے گیا۔ کمرے میں اُس وقت صرف پال سیٹپالوف تھا۔ پرنس نے راسپوٹین سے اس کا تعارف کراتے ہوئے کہا:۔

یہ پال سیٹپالوف میرے پُرانے دوست اور نہایت رازدار آدمی ہیں۔ انھیں غیر نہ سمجھیے۔ کرالی ابھی تک نہیں آئی۔ میں دروازہ پر اس کا انتظار کرتا ہوں۔ تاکہ نوکروں کو اس کے آنے کی خبر نہ ہو۔

راسپوٹین نے اپنا بیش قیمت اُورکوٹ اور دستانے اُتارے وہ سیاہ جُبّہ پہنے ہوئے تھا۔ اور جواہرات سے مرصّع شاندار صلیب اُس کے سینہ پر پڑی تھی۔ باہر برف باری بڑی شدّت سے ہو رہی تھی۔ اور سردی انتہا سے زیادہ تھی۔

زہر کا تجربہ

میز پر شراب کی دو بوتلیں رکھی تھیں۔ ان میں سے ایک میں زہر

قاتل ملا ہوا تھا۔ جس کا تجربہ ابھی ابھی ایک کتے پر کیا گیا تھا۔ اس کی لاش کوٹھی کے باغیچہ میں ایک درخت کے نیچے پڑی ہوئی تھی۔

زہریلی اشیاء سے خاطر و مدارات

پال کچھ دیر تک راسپوٹین سے مسمیریزم پر گفتگو کرتا رہا۔ اور شراب کا دور چلتا رہا۔ اسی اثنا میں پال نے راسپوٹین کی توجہ کمرے میں لگی ہوئی ایک تصویر کی طرف منعطف کرا کر اس کے گلاس میں زہریلی شراب انڈیل دی اور اپنا گلاس سادہ شراب سے بھر لیا۔ پھر دونوں نے اپنے اپنے جام اٹھائے اور پی گئے۔ میز پر چند رکابیوں میں بسکٹ بھی رکھے تھے۔ جن میں سے ایک رکابی کے بسکٹوں میں ایک خاص قسم کا زہر "سیانڈ پوٹاس" ملا ہوا تھا۔ راسپوٹین نے ان میں سے چند بسکٹ اٹھا کر کھا لیے۔

قاتلوں کی حیرت

پھر بھی وہ نہایت اطمینان سے بیٹھا باتیں کرتا رہا۔ پال بیحد حیران تھا کہ زہر نے اس پر کیوں اثر نہیں کیا۔

پرنس یوسوپوف اور اس کے ہمراہی اوپر کی منزل میں تھے۔ انھیں یقین تھا کہ راسپوٹین شراب پیتے ہی مر جائے گا۔ مگر کافی وقت گزر جانے پر بھی پال نے اس کی موت کی خوش خبری نہیں سنائی۔ اس لئے وہ

بہت پریشان ہوئے۔ چنانچہ وہ لوگ دبے پاؤں نیچے اُترے۔ اور راسپوٹین کی باتوں کی آواز سُن کر بے حد متعجب ہوئے۔

قاتلوں کا دُوسرا وار

جتنا وقت گزرتا جا رہا تھا۔ پال کی حیرت میں بھی اضافہ ہو رہا تھا کہ وہ کیوں نہیں مرتا۔

دفعتاً راسپوٹین نے کہا:۔

"شراب بہت تیز ہے۔ اور اس کی تیزی نے میری طبیعت پر اثر کیا ہے"

یہ کہہ کر وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور میز پر رکھے ہوئے حضرت عیسیٰؑ کے مجسمہ کے قریب جا کھڑا ہوا۔ اس وقت اس کی طبیعت پھر کچھ سکون محسوس ہوا۔

پال نے اپنے حواس درست کئے اور طے کیا کچھ بھی ہو شکار ہاتھ سے نہ جانا چاہیئے۔ اس نے جیب سے پستول نکالا اور دغاباز راہب کے پہلو سے لگا کر اس کے پھیپھڑے پر پے در پے فائر کیے۔

پستول مار کر پال اوپر کی منزل میں گیا۔ زینہ میں پرنس وغیرہ ملے۔ پال نے انھیں اطمینان دلایا کہ:۔

"مکار اور فریبی راسپوٹین بالآخر جہنم رسید ہو گیا۔ اور اب روس اس شیطان سے آزاد ہے"

حیران کن ماجرا

سب لوگ بے حد مطمئن اور خوش ہوئے۔ اور بالائی منزل میں شراب کا دور چلنے لگا۔ مگر یکایک نیچے کے کمرے میں پیروں کی آہٹ ہوئی۔

چھجے پر آکر دیکھا تو سب حیرت زدہ رہ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور اندر سے راسپوٹین دستانے پہنتا ہوا باہر نکلا۔ اور باغیچہ کی طرف چلا۔

وہ خون سے نہایا ہوا تھا۔ اور خون برابر بہہ رہا تھا۔ بالآخر اُس نے ایک ہاتھ سے اپنا زخم پکڑا۔ اور لڑکھڑاتا ہوا محل کے پھاٹک تک پہنچ گیا۔ اور اُسے کھولنا چاہا۔

اس قدر زہریلی شراب پینے اور پھیپھڑے پر گولیاں کھا کر زندہ رہنے کے سبب قاتل بے حد خوف زدہ ہو گئے۔ انھیں خیال ہوا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہ حقیقتاً خدا رسیدہ راہب ہو۔ اور خدا خود اُس کی حفاظت کر رہا ہو۔

انتقام کا چیلنج

راسپوٹین نے بھی مخالفین کو دیکھ لیا۔ اور چلا کر کہا:۔

"تم لوگوں نے مجھے قتل کر دینے کی کوشش کی۔ لیکن یہ دیکھو میں زندہ موجود ہوں۔ ہاں میں زندہ ہوں۔ اور زندہ ہی رہوں گا۔ اور

عنقریب خدا مجھے تم سے انتقام لینے کا موقعہ دے گا۔"

یہ کہہ کر راسپوٹین نے زور سے قہقہہ لگایا اور دروازہ کا ہتھا گھمانے لگا۔ سب لوگ مرعوب ہو گئے۔

قاتلوں کا تیسرا وار

مگر پال کو جوش آگیا۔ وہ خرافات کا قائل نہ تھا۔ پستول لے کر تیر کی طرح دوڑا۔ اور راسپوٹین کے سر میں پستول کی تین گولیاں اُتار دیں۔ اب بے شک دجال راہب مر گیا۔

راسپوٹین کی لاش

چند منٹ بعد گرانڈ ڈیوک کا دوست ڈاکٹر اسٹان سپلاس ایک بند گاڑی میں پہنچا۔ اسے ایک شخص ہانک رہا تھا۔ جو سرکاری فوجی وردی میں ملبوس تھا۔

اِن دونوں نے پال کی مدد سے راسپوٹین کی لاش اُٹھا کر گاڑی میں ڈالی اور پیٹرودسکی کے پُل کی طرف روانہ ہوئے۔ رات کے دو بجے چکے تھے۔ برف باری اسی طرح شدت سے جاری تھی۔ اور ہر طرف اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔

زِندہ لاش

منزلِ مقصود پر پہنچ کر تینوں آدمی گاڑی سے اُترے اور چاہا کہ لاش کو دریا میں پھینک دیں۔ لیکن

جونہی لاش اٹھائی - مرے ہوئے راسپوٹین کا ہاتھ اٹھا اور فوجی سپاہی کے دامن کو زور سے پکڑ لیا - سپاہی خوفزدہ ہوکر چلایا لیکن یال نے راسپوٹین کی مٹھی موڑ کر ڈھیلی کر دی اور زندہ لاش کو دریا میں پھینکدیا۔

عبرتناک حشر | لاش پل سے ٹکراتی ہوئی نیچے برف پر گری اور وہاں سے لڑھکتی ہوئی پانی کی لہروں میں غائب ہوگئی۔

زارینہ کا غم | کئی دن کی جستجو کے بعد پولیس لاش نکالنے میں کامیاب ہوگئی - زارینہ کا غم ناقابلِ بیان تھا - لاش دیکھ کر اُس نے کہا:-

"مقدس باپ کی موت شاہی خاندان کی موت ہے" اور لاش کو اپنے محل میں دفن کرایا۔

لاش کا ہولناک انجام | زمانہ انقلاب میں عوام نے اس کی قبر کھود کر لاش کو نکالا - اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے چیل کوّوں کو کھلا دیا۔

زار و زارینہ کا ہولناک انجام

گولیوں کی بوچھار | ۱۹۱۷ء کے انقلاب نے زار کی حکومت کا تختہ الٹا اور شاہی خاندان کو قید خانے میں پہنچا دیا - انقلابیوں کے خیال میں شاہی خاندان کا زندہ رہنا ملک و قوم کے لئے خطرناک تھا - اس لئے ۱۶ جولائی ۱۹۱۸ء کی رات کو انقلابیوں نے سائبریا میں کوہ یورال کے مقام ایکٹرن برگ کے قید خانے میں پورے شاہی خاندان کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور وہ ملازمین بھی مارے گئے جو ہمیشہ شاہی خاندان کے ساتھ رہتے تھے - اس طرح گیارہ مرد عورتوں کو گولیوں سے چھید دیا گیا۔

زارینہ موت کی آغوش میں | کہا جاتا ہے کہ گولیاں چلنے سے پہلے ہی شدتِ خوف سے زارینہ کے دل کی حرکت بند ہوگئی تھی - اور وہ حرکت قلب بند ہونے سے مری۔

دوسری روایت یہ ہے۔ کہ گولیاں چلنے سے پہلے چھوٹی شہزادی انیتیشیا زور زور سے رونے لگی تو زارینہ اُسے دلاسہ دینے کے لئے آگے بڑھی۔ اور انقلابیوں نے شہزادی کی گریہ وزاری سے نجات حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے اسی پر گولیوں کی بوچھار کی۔ لیکن زارینہ بیچ کو بچانے کے لئے اس کے آگے آگئی اور تمام گولیاں اس کے جسم سے پار ہوگئیں۔

کیا چھوٹی شہزادی زندہ ہے؟ مورخین کا دعویٰ ہے۔ کہ شاہی خاندان کے تمام قیدیوں کو قتل کر دیا گیا تھا۔ لیکن پچھلے پچاس برس میں کئی عورتوں نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ شہزادی انیتیشیا ہیں۔

کہتے ہیں کہ شہزادی زخمی ضرور ہوئی۔ لیکن مرنے سے بچ گئی۔ اور بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ بہت دیر بعد اُسے ہوش آیا۔ تو وہ کسی نہ کسی طرح قید خانے سے نکل بھاگی۔ اور چھپتی چھپاتی روس سے نکل گئی۔

۱۰ کروڑ روپے کس کے ہیں لندن کے ایک بینک میں زار کے دو کروڑ ڈالر (تقریباً ۱۰ کروڑ روپے جمع ہیں اور بینک پچاس برس سے جائز وارث کی تلاش میں ہے۔

اسی خطیر رقم کو حاصل کرنے کے لئے کئی عورتوں نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ شہزادی انیتیشیا ہیں۔ لیکن ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہو سکا کہ ان میں شہزادی کون ہے اور شہزادی زندہ بھی بچی تھی یا نہیں۔

زادینہ پر
لوگوں کی رائیں

زادینہ کا ترجمہ میں نے سرسری طور پر پڑھا۔ یہ نہایت دلچسپ قصہ اور ترجمہ بہت سلیس اور بامحاورہ ہے۔ راسپوٹین کے قصے بہت شہرت پا چکے ہیں۔ اور یہ قصہ اس زنجیر کی پہلی کڑی ہے لیکن اس سے زیادہ دلچسپ اور دلفریب ہے۔ مترجم نے جہاں تک کہ میری نظر پڑی ہے کہیں بھی تہذیب و شائستگی کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا ہے۔ یہ قصہ صرف ایک دلچسپ قصہ نہیں ہے بلکہ یورپ کے درباروں کی خفیہ سازشوں اور سیاسی گتھیوں کو سمجھنے میں بھی کافی مدد دیتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ کتاب شائع ہونے کے بعد شوق سے پڑھی جائے گی اور کثرت سے فروخت ہوگی۔

ڈاکٹر سید محمود۔ سابق وزیر تعلیم بہار

ارونا آصف علی کی رائے:۔

میں نے زادینہ پر نگاہ ڈالی، روسی تاریخ کے اس دلچسپ باب کی تصویر لکھنے والے نے بڑی محنت سے کھینچی ہے اور زبان نہایت شستہ استعمال کی ہے مجھے اُمید ہے کہ اس کتاب کا اچھی طرح استقبال کیا جائے گا۔

"مسز آصف علی"

حضرت اکبر کے "شب و روز" پر مشاہیر کی رائیں

بابائے اردو مولوی عبدالحق کی رائے

حضرت اکبر الہ آبادی کے کلام اور زندگی کے حالات پر بہت کچھ لکھا گیا ہے مگر محمد رحیم دہلوی نے اس معاملہ میں بڑی جدت سے کام لیا ہے۔ انھوں نے اکبر کے خطوط اور تحریروں سے تاریخ وسنہ وار ان کے حالات وخیالات اس خوش اسلوبی سے جمع کر دیئے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے گویا اکبر اپنا روزنامچہ خود لکھا کرتے تھے۔ لائق مرتب نے اپنی طرف سے ایک لفظ کا اضافہ نہیں کیا۔ البتہ کہیں کہیں کسی نام اور واقعہ کی توضیح یا تشریح حاشیئے میں کر دی ہے۔

یہ روزنامچہ بہت دلچسپ ہے۔ اگرچہ اکبر کی طبیعت کا رنگ پختہ اور سایک ہی رہا۔ لیکن زمانہ کے تغیرات سے بچنا محال ہے یہ اور بات ہے کہ کوئی اس سے عبرت یا سبق حاصل کرے نہ کرے۔ اس سنہ وار سرگذشت کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ دورِ زمانہ اور حادثاتِ عالم نے ان پر کیا اثر کیا۔ کم کوئی ایسا سانحہ اور واقعہ ہے کہ جس پر انھوں نے خیال ظاہر نہ کیا ہو۔ ہر چند وہ ظرافت یا تفنن شوخ رنگ میں ڈوبا ہوا ہو مگر اصل حقیقت چھپی نہیں رہ سکتی۔ یہ روزنامچہ بتائے گا کہ زندگی کے تجربوں، زمانہ کی جدتوں، انقلابوں اور پیری نے ان کے خیالات میں کوئی تبدیلی پیدا کی یا نہیں، یا وہ جہاں تھے وہیں رہے — اس روزنامچہ سے بعض اشعار کی شانِ نزول بھی معلوم ہوتی ہے کہ فلاں شعر کب اور کس موقع پر اور کس حال میں کہا ہے اس سے شعر کا لطف بڑھ جائیگا۔ یہ بات ان کے مجموعۂ کلام یا کلیات سے معلوم نہ ہو۔

محمد رحیم دہلوی کی یہ جدت بہت قابلِ قدر ہے۔

عبدالحق

ملا واحدی صاحب کی رائے

مرزا غالب کے خطوط سامنے رکھ کر حضرت

خواجہ حسن نظامی صاحب مرحوم نے "غالب کا روزنامچہ غدر" کتاب تحریر فرمائی تھی۔ اس جدت کا سہرا یقیناً خواجہ صاحب کے سر ہے۔ لیکن غالب کے خطوط یکجا ہیں۔ محمد رحیم صاحب دہلوی نے حضرت اکبرؔ کے خطوط کی متعدد جلدوں سے حضرت اکبرؔ کا روزنامچہ تیار کیا ہے، سوچیے انھیں کتنی محنتِ شاقہ اٹھانی پڑی ہوگی۔ پھر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی طرز نگارش کی نقل جس طرح مشکل ہے، اسی طرح اِن کی جدتوں کا اتباع کھیل نہیں ہے، لیکن محمد رحیم صاحب اس اتباع میں سو فیصدی کامیاب اُترے ہیں۔ روزنامچہ کی ترتیب میں پوری خوش سلیقگی ہے روزنامچہ واقعی روزنامچہ بن گیا ہے۔ اگر یہ ظاہر نہ کیا جائے کہ خطوط سے روزنامچہ نکالا ہے تو اِدھر کسی کا خیال نہیں جا سکتا۔

محمد رحیم صاحب دِلّی کے ایک ایسے تجارت پیشہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جنھیں لکھنے پڑھنے کا زیادہ رواج نہیں ہے۔ لیکن اس خاندان کی یہ خصوصیت ہے جو لکھنے پڑھنے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو اوروں سے آگے جاتا ہے۔ سر عبدالرحمٰن جج فیڈرل کورٹ پاکستان، جسٹس وحیدالدین اور جسٹس نورالعارفین بھی اِسی خاندان کے فرد ہیں۔

محمد رحیم صاحب کو اَدب سے دلچسپی ہے اور وہ اس میدان میں خوب ترقی کر رہے ہیں یہ حضرت اکبرؔ کا روزنامچہ محمد رحیم صاحب کی پہلی تالیف نہیں ہے کئی کتابیں اِن کی شائع ہو چکی ہیں۔

واحِدی

محمد ایوب قادری ایم اے کی رائے

کل مختصر سی صحبت رہی مگر خوب رہی۔ آپ کے عطیہ "اکبر کے شب و روز" بہت بہت شکریہ۔ رات گئے تک میں نے اِسے پڑھا اور جو باقی رہ گئی تھی وہ صبح پڑھی یہ چیز خوب تیار کی ہے۔ آپ کا مقدمہ بہت جاندار ہے۔ اکبرؔ کے خطوط سے آپ نے اکبر کے حالات پر ایک مستند دستاویز تیار کر دی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو علم و اَدب کی خدمت کرنے کے لئے مزید فرصت مرحمت فرمائے۔

محمد ایوب قادری

[illegible]

مقامات کا ذکر آیا ہے اُن کے محل وقوع، اہمیت اور خصوصیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس طرح اس کتاب کی افادیت اور بڑھ گئی ہے۔

محمد شیبانی خاں ظہیر الدین بابر نے جب برصغیر پاک و ہند میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی اسی وقت شیبانی خاں نے توران میں سلطنتِ شیبانیہ قائم کی۔

محمد شیبانی خاں حسب و نسب کے اعتبار سے چنگیز خانی تھا۔ اس نے جب ہوش سنبھالا اس وقت چنگیز خاں کے خاندان کی عظمت و شہرت کا سورج گہنا چکا تھا مگر شیبانی نے عظمت رفتہ کو حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کیا۔ اور سلطنت حاصل کرنے کے لئے چھوٹی سطح پر وہی حربے اختیار کئے جو چنگیز خاں نے کئے تھے۔ اس نے منتشر ازبکوں کو منظم کیا اور ایک لشکر تیار کر کے لوٹ مار شروع کر دی۔ وہ آندھی کی طرح نازل ہوتا اور بگولے کی طرح غائب ہو جاتا۔ اس نے بابر اور اس کے خاندان کے دوسرے فرمانرواؤں کو کافی مدت تک پریشان کئے رکھا۔ اور آخر توران میں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

فاضل مصنف نے بڑی تحقیق اور محنت سے نہ صرف شیبانی خاں کے حالات جمع کئے ہیں بلکہ بابر اور اس کے خاندان کے دوسرے فرماں رواؤں کے متعلق بھی بہت سی مفید معلومات جمع کی ہیں۔ محمد شیبانی خاں کے ضمن میں جن امراء جنگجوؤں اور جگہوں کا ذکر آیا ہے۔ ان کا حال الگ بھی بیان کیا گیا ہے۔

ملنے کا پتہ

مکتبۂ رضیہ

نکولس اسٹریٹ۔ لارنس روڈ۔ کراچی ۳